THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222615
UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—880—5-8-74—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۱۹۱/۲۲ ۳۰۱۲ Accession No. ۲۷۳۹

Author طوفی، سراج الدین بیابانکی

Title کلیات طوفی دیوان چهارم

This book should be returned on or before the date last marked below.

رخشار روشنیانی لعل تابان آلای فشانی

الماس دندان پانی

منجملہ چار جلد

کلیات ظفر

دیوان چہارم

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

جسے خیال ہے کچھ رحمت الٰہی کا
گناہ سمجھے ہو دعویٰ وہ بیگناہی کا

یہ فضل دیکھ کہ خود باد سناہ ہو لیکن
رکھا ہو اور وںنیہ بھی نام بادشاہی کا

یہ لطف دیکھ کہ خود بے نیاز ہو لیکن
دھیان ہو اوسے بندونکی خیر خواہی کا

تم اپنے جی مین غریز اور ذلیل ٹھہرالو
خدا ہو ایک مہ و مہر و مہ و ماہی کا

کیا کسی کو جگر خستہ دوام فراق
دیا کسی کو مزا وصل گاہ گاہی کا

بھرا وہ جشم نہان مین کہ جو دیکھے
تمام عمر کرے شکوہ کم نگاہی کا

جو حب آل نبی اور صحابہ دل سے رکھے
ظفر اوسے نہین ڈر حشر کی تباہی کا

کیون نہو عالم یہ احسان احمد مختار کا
ہو وہ مالک خالق کونین کی سرکار کا

خالی نہیں جہان میں تمنا سے کوئی دل — ہر ایک میں ہو اگرچہ تمنا جدا جدا
برچھی نگہ کی تیغ بھوؤں کی غمزہ کا تیر — ہو میرے کشتہ و خون کو دعویٰ جدا جدا
شعلہ میں بھی ہو برق میں بھی ہو فروغ مہر — اک نور کا کسی کے تجلّا جدا جدا
اللہ رے جوش گریہ مرے ہر مژہ سے آج — بہتا ہو ایک خون کا دریا جدا جدا
گہ بوسہ لیتے ہیں گہ دہن کا ہم — دونو نہیں ہمیں لطف جو پایا جدا جدا

خط لکھا ایک اوسنے مجھ اور غیر کو
مضمون اگرچہ اوسمیں ظفر تھا جدا جدا

دہان یار کا راز نہان معلوم کیا ہوگا — نہ ہوگا منہ سے جبتک کچھ بیان معلوم کیا ہوگا
کروں فریاد میں کیونکر نہ دمبدم درد آگے — مرا درد اوسکو بے آہ و فغان معلوم کیا ہوگا
بلاتا ہے اگر منظور ہے گھر کا بتا اپنے — بغیر اوسکے مجھے تیرا مکان معلوم کیا ہوگا
نہ ہوگا کوئی تخل سر جبتک کہ عاشق پر — ترا کشتہ وہ اے سرو روان معلوم کیا ہوگا
نہیں جبتک نشان جز نام عنقا دار عالم میں — سراغ اوسکا کوئی ڈھونڈھے کہاں معلوم کیا ہوگا
لکھا یا ہوگا جسنے زخم دل پر تیغ حرمت کا — مزا اوسکو محبت کا میسّا معلوم کیا ہوگا
دھرا تے یا ہیں معلوم ہوگا عشق میں تجکو — یہی نہ ایکدن جانیگی جان معلوم کیا ہوگا
بزنگ بلبل تصویر ہوں میں باغ عالم کا — مجھے جوش گل اور وقت خزان معلوم کیا ہوگا
عدم کو رفتگان کا حال پوچھیں اہل ظفر کس سے — نہ آیا کوئی پھر کر واں سے یاں معلوم کیا ہوگا

صیاد تھا وہ کونسا طائر اسیر دام
قاتل جو تیرے ہاتھ سے یکبارگی اڑ گیا

جھونکا تھا صبا کا وہ باری تھا کوئی جب
گلشن سے دم میں گل کا جو زینکو اڑ گیا

دل تھا ابھی بغل میں سو اب ہائے کیا ہوا
کیا جانے کوئی اوسکو کدھر یکبارگی اڑ گیا

مرغ نظر تصور جانان بار سے
دانہ کی جائے منھ میں گر یکبارگی اڑ گیا

جاتی کہیں بھی دیکھ کے اسکو تو اے خدا
تیری گلی کا شوق مگر اے کے اڑ گیا

تاہم یار طاقت پرواز تھی کسے
اے عشق تیرا نام ظفر یکبارگی اڑ گیا

باتوں میں طاقت نہیں تب کی مگر دو آنکا
آپ کہے ہوئے تو ہوئے کچھ نہ بگھو آنکا

مطلع ثانی

جبکہ یوں ظلم و ستم ہو جاوے دستور آنکا
پھر ستمگر نام ہو کیونکر نہ منشور آنکا

مطلع ثالث

ہو سکے دل کیا حریف چشم مخمور آپکا
غمزہ جنسم اک بلا ہے چشم پر شور آپکا

دل میں کیا تیر نگہ تیرے جگر میں کیا خدنگ
ہر جگہ دو الا ہو ہے ایک ناسور آپکا

خانہ دلمیں نہیں جلوہ چراغ و شمع کی
ہے مہین کافی ہی خیال رو پر نور آپکا

جھیٹ گیا زخم والم سے قتل جو تونے کیا
میں رہونگا حشر تک ممنون و منشور آپکا

کیا دل عاشق ہو کھٹکا ہے پہنیہ نوک جو تک
نشتر نگہ بر رنگ نیش زنبور آپکا

مطلع ثانی

جو میرے ساتھ نہ سیر اول طپان ہوتا — کتو مین جہانمین شیوا جہان تہان ہوتا
نہ کیونکہ وہی غم دلا و دل کو آرایش — کہ بے مکین نہین آ راستہ مکان ہوتا
جلے ہی دل جو نکلتی ہے میرے دلسے آہ — بغیر آگ کے پیدا نہین دھوان ہوتا
ہمارے دلمین ہی لیون اوسکی تیر کا روزن — اندھیری گھر مین ہی جسطرح تابدان ہوتا
بجاے بالش مخمل سمجھتے ہین اوسکو — جو نیچے سر کے ترا سنگ آستان ہوتا
نجاے عشق مجازی کی پاس بھی عاشق — جو یہ نہ بام حقیقت کا نردبان ہوتا
ہمارے دلکی خبر کون اونکو پہونچاتا — اگر نہ قاصد اشک دسطرف روان ہوتا

ظفر جو دیکھ کے حیران ہین مجکو پیری مین
دکھاتا اونکو تماشا اگر جوان ہوتا

قطعہ

اچھا کیا گر مجکو برا جان کے چھوڑا — پر حیف کہ غیرون کا کہا مان کے چھوڑا
قربان تری باتھونکے کماندار کہ تو نے — کیا میر بطرف تیر بھوین تان کے چھوڑا
کیا قہر ہے بسمل پہ ترے ناز کی ظالم — اک ہاتھ تری آن نے اور آن کے چھوڑا
وحشت نے مرے زیر کف پا کوئی کانٹا — ثابت نہین دامن مین بیابان کے چھوڑا
سب قیدیونکو چھوڑ دیا آپ نے اپنے — پر ایک جیتا مجھے پہچان کے چھوڑا
سرمایۂ حیرت سے بتا اے دل حیران — کیا واسطے آئینہ حیران کے چھوڑا

دل مرا سنتا ہے کسکے عشق مین | تو نصیحت ناصحا کرتا ہے کیا

ابتو دل اوس بت کو ہمنے دیدیا
اے ظفر دیکھین خدا کرتا ہے کیا

دل بتون سے لگاکے کیا پایا | دین و ایمان گنواکے کیا پایا
جز غم و درد و یاس و رنج و تعب | ہمنے دنیا مین آکے کیا پایا
پاے قاتل کا بوسہ لے نہ سکے | ہمنے سر کو جھکاکے کیا پایا
اے اسیران خانۂ زنجیر | تمنے یان غل مچاکے کیا پایا
نہ بجھا سوز دل جب آنکھون سے | ہمنے دریا بہاکے کیا پایا
نہ جتانا تھا راز عشق اون سے | کیون جتایا جتاکے کیا پایا

پڑھ ظفر قافیہ بدل کر شعر
اس غزل کو سناکے کیا پایا

چاہ مین ڈوب مرکے کیا پایا | آشنا تمکو کرکے کیا پایا
کشتۂ تیغ غم سے پوچھ اپنے | تونے جی سے گذرکے کیا پایا
گر نہ پایا جواب خط تو پھر | ہاتھ سے نامہ برکے کیا پایا
تجکو اے دل خدا سے ڈرنا تھا | تونے اوس بت سے ڈرکے کیا پایا
کیا سودائے زلف جو ہم نے | تو سودا در بدر کے کیا پایا

چاہیے تجھ کو شکایت یا ہمیں انصاف کر
ہم گلہ مند آپ ہیں ہمسے گلا کرتا ہے کیا

بُلبُلوں کو اک ذرا آنے تو دے میدان میں
دیکھنا عاشق ترا یہ منچلا کرتا ہے کیا

کچھ دل مضطر کو سمجھا اوسکے گر سمجھا سکے
تو ظفر کو اب نصیحت ناصحا کرتا ہے کیا

مجھے تم رگان سی ہے جیسا در افشانی کا ڈھب آیا
کسے رونے میں ایسا ابر نیسانی کا ڈھب آیا

کیا تعلیم اوسکو ایک ت تیری غمزہ نے
فلک کو جب کہیں اتنا ستم رانی کا ڈھب آیا

مقابل ہو نہ دیکھا ہی آئینہ اس چشم حیران سے
ابھی تجکو نہیں ہی خوب حیرانی کا ڈھب آیا

ہم اک مدت سے واں جاتے ہیں لیکن اب تلک ہمکو
نہیں مثل خوشامد گو ثنا خوانی کا ڈھب آیا

پریشان دل خجلت تک الگ تھا اوسکی زلفوں سے
پریشانی تو ہے ملکر یہ پریشانی کا ڈھب آیا

چوراتا ہو وہ آنکھیں نیز میں دلکو رکھتا ہے
الٰہی چور کو کیونکر نگہبانی کا ڈھب آیا

سخن کا جاننا آسان نہیں ہر ایک مشکل ہے
ظفر مدت میں ہمکو کچھ سخندانی کا ڈھب آیا

طوفان بپا یہ گریہ کی شدت نے کیا کیا
مجکو ڈبو دیا غم الفت نے کیا کیا

خواب عدم سی کشتہ کو تیری جگا کے پھر
فتنہ اوٹھایا شور قیامت نے کیا کیا

پروانے کو جلا کے کیا ایک دم میں خاک
ہے ہے تم یہ سوز محبت نے کیا کیا

تو کرتا کس امید پہ غافل ہے جمع زر
قارون کے ساتھ دیکھ تو دولت نے کیا کیا

خطِ سبز اپنا دکھلاؤ ذرا جنتکدۂ گلستان میں
مزا ول شاد سبزے لہلہے سے کچھ نہیں ہوتا

غمزہ جب ہو کہ سارا میکدہ خندان ہو زاہد پر
صراحی کی فقط اک قہقہے سے کچھ نہیں ہوتا

فروغِ حسن ہی اوسکا وہی گورخ پہ خط آیا
اندھیرا یان تو سورج کے گہن سے کچھ نہیں ہوتا

تیری زلف نا گن وہ بلا ہی جب پھرتی ہے
تو پھر مارِ سیہ کاڑھے سے کچھ نہیں ہوتا

نہیں ممکن کہ آئے رحم اوسکو اے ظفر مجھپر
سہون اوسکے ستم کیا میں سہے سے کچھ نہیں ہوتا

وہ لب پہ خط پہ عشاق زہر کیونکر ہوا
زلال خضر سے الصاق زہر کیونکہ ہوا

مجھے ہوئی ہے گوارا وہ آنکھ زہر بھری
پسند خاطر مشتاق زہر کیونکہ ہوا

نہیں جو وصل کی امید زندگی کیلئے
تو کھانا اپنا مجھے شاق زہر کیونکہ ہوا

تمھاری زلف کی ناگن نہیں جو زہر ملی
تو اوسکا شہرۂ آفاق زہر کیونکہ ہوا

کلام تلخ کو سن سنکے عقل حیران ہے
کہ یہ نصیبۂ اخلاق زہر کیونکہ ہوا

لبونکا بوسہ ترے لیکے جان دی نے
یہ تیر واسطے تریاق زہر کیونکہ ہوا

مرا کشندہ ہوا یار شفقتون سے ظفر
یہ اوسکا شیوۂ اشفاق زہر کیونکہ ہوا

جو سوز عشق سے مین ہوکے داغ داغ جلا
تو جینے دیکھا یہ جانا چل چراغ جلا

ہوا اگر ترے وحشی کا نالہ آتشبار
تو دیکھا دیکھو وہ دامان کوہ و راغ جلا

خوشنما دانت برنگ دُر انجم ہین سفید
رنگ جو اوسکی مسی کا ہی شب سا کالا

چشم جانان مین یہ بنا لا نہین کاجل کا
دست بیمار مین ہی ایک عصا سا کالا

شمع نے ماتم پروانہ مین اتنا تو کیا
سر پہ اک باندھا دھوین سی ہی مندلسا کالا

طبع مین ہوتی حسینون کے نفاست جو ظفر
تو نہوتا فلک دون کا یہ سا یا کالا

جوش گریہ کر رہے وحشت مین اپنا ایک سا
پاٹ دریا کا ہوا اور دامان صحرا ایک سا

رقص بسمل ہو کہ عاشق کا دلکا اضطراب
جانتا ہی لے تسگر تو تماشا ایک سا

خوش کوئی کیا ہو ہمیشہ گہ خوشی ہی گاہ غم
ماہ نگردہ جو کہ ان دونو کو سمجھا ایک سا

کل مرقع مین اوسکی اور یوسف کی شبیہ
ہمنے دیکھی ایک سی صورت تھی نقشا ایک سا

عشق مین مجکو نہین سیر گلستان کی ہوس
ہی چمن اور سینہ پر داغ میرا ایک سا

ایک جلوہ اپنا دکھلا اے اگر ناصح کو تو
حال ہو جاوی ہمارا اور اوسکا ایک سا

گاہ گرمی گاہ سردی گاہ دن ہی گاہ رات
اے ظفر رہتا نہین دائم زمانہ ایک سا

اے غم گھٹا نہ اسمین سی رنج و الم گھٹا
دلمین رہا ہمارے ہمیشہ یہ جمگھٹا

چشم پر آب کی مری مژگان تر کو دیکھ
دریا پہ دیکھی ہوگی کبھی ایسی کم گھٹا

لیتا ہی ایک بوسہ پہ بھی تو بنا کے منھ
دی ایسی قد قیمت دل ای صنم گھٹا

مرغان چمن کرتے ہین کیا چہچہے دیکھو — وہ دوش پہ صیاد لیے دام ہے آتا
کیون ترسم سحر جلے نہ شمشاد زمین پر — گلشن مین وہ سرو سمن اندام ہے آتا
آہا نہین جسدن سے وہ آرام دل و جان — بے چین ہون مجکو نہین آرام ہے آتا
تردامنی اوسکی ہو کہ کعبہ مین بھی جو رند — ترمے سے کیے جامۂ احرام ہے آتا
غش کھا کے گرے ہو وہین مہتاب مین یہ — جب رات کو وہ ماہ لب بام ہے آتا

جو حق کہے ہم کیون نہ ظفر اوسکی ہون قائل
ناحق ہمین دینا نہین الزام ہے آتا

ہم رو نے ایسا تو نے جو ہمکو رولا دیا — پانی مین آگ کھائی فلک بلبلا دیا
اوس شعلہ خو سے بزم جہان مین لگاکے لو — مانند شمع آپ کو ہمنے گھلا دیا
ہے خاک او یار کی چٹکی بھی کیمیا — یہ عشق نے بتا ہمین اک چٹکلا دیا
ایسا منہ کہ غیر پہ کھلجاے مدعا — قاصد نے میرے خط اوسے جاکر کھلا دیا
سب یار کوچ کر گئے میری کھلی نہ آنکھ — غفلت نے کیا کہون مجھے کیسا سلا دیا
تمنے کیا نہ یاد کبھی بھول کر ہمین — ہمنے تمہاری یاد مین سب کچھ بھلا دیا

کھینچا جو نقشہ کلک تصور سے یار کا
نقاش چین کو ہمنے ظفر چین بولا دیا

فلک سے یون دھواں ہو ہر بار اوٹھا ہوا آتا — کہ ہو جسطرح سے ابر بہار اوٹھا ہوا آتا

پھر سو گئی یہ طالع خوابیدہ جاگ کر
ہر چند آب گریہ نے منھ بھی دھلا دیا

دل کچھ تو نرم ہو گیا اچھا ہوا اسے
اے سوز عشق تو نے اگر بھل بھلا دیا

اس دل کے اضطراب نے مجکو دیا ہلا
ایسا کسی نے جھولے مین جیسے جھلا دیا

ہے تو حباب وار تنک ظرف اس قدر
ہستی نے دیکھ دم تجھے غافل بھلا دیا

کیا کرتے اختیار مین تھے دل کے اے ظفر
ہم ڈھل گئے ادھر جدھر اوسنے ڈھلا دیا

وحشت سی ہے یہ حال مری جسم زار کا
اک خار خشک عشق کے ہی خارزار کا

مطلع ثانی

کاکل مین جو دھیان بند جانا لف یار کا
کرتا ہے قصد ہندسے کافر تتار کا

مطلع ثالث

ترکان مین خط و سر مژہ و بنا گوش یار کا
تانا ہی ہے تاڑیون مین پھل کٹار کا

دو پھول بھیجدون اوسکو نرگس کے تا وہ یار
آنکھون سے دیکھے حال مرے انتظار کا

ناصح تو کیا سمجھیگا کہ وحشت کی ہاتھ سے
باقی نہین پتا بھی گریبان مین تار کا

اوٹھتا ہی خاک کا وہ بگولہ جو دشت مین
ہے تیرے خاکسار کے گنبد مزار کا

دے روز ساقیا مجھے دو چار جام مے
دو چار روز اور ہے موسم بہار کا

حاضر ہی صید گاہ محبت مین دل مرا
ہے شوق تجکو صید فگن گر شکار کا

پہونچ جائینگے بام عرش تلک
ہے اگر عشق نردبان اپنا

وہ کماندار گر لگائے تیر
دل کو سمجھے مرے نشان اپنا

سنتے ہین باغ مین گری بجلی
جل گیا ہو نہ آسیان اپنا

ہو وہ جان جہان نہ ہر گز دوست
اور دشمن ہو اک جہان اپنا

آہ کرنے کی بھی نہین طاقت
اس قدر دل ہے ناتوان اپنا

غنچے گلشن مین شگفتہ ہزار
پر نہو دل یہ شاد مان اپنا

شمع سان لگ اٹھی زبان کو آگ
گر کرون سوز دل بیان اپنا

ہم ہوئے پیر اے ظفر لیکن
دل ہی اب تک وہی جوان اپنا

جو خنجر موج گل ذبح عندلیب زار پر کھینچا
تو قمری کو بھی ہی سرو چمن ذی دار پر کھینچا

کھڑا ہون محو حیرت یون لگا دیوار سا تیری
کسی نے نقش ہو جیسے کوئی دیوار پر کھینچا

وفا کا کر کے تو اقرار ہمسے ہو گیا منکر
تری الفت سی ہمنے ہاتھ اس مکار پر کھینچا

جلا دیگا جہان کو دیکھ لینا یہ دل سوزان
جو آلہ اسنے اور اک آہ آتشبار پر کھینچا

خط رخسار کو تیری جو دیکھا اے گلستان رو
قلم سبز شنولیسون نے خط گلزار پر کھینچا

ہوئی کچھ تو دل بسمل کی اپنی صورت تسکین
تری تصویر کو جب سینۂ افگار پر کھینچا

دل زخمی سی اپنی ناوک دلدوز کو اوسکے
اگر کھینچا تھا اپنی ظفر دشوار پر کھینچا

کچھ جواب خط نہ لایا نامہ بر کیا لیگیا
کسکو دی آیا خدا جانے کدھر لیگیا

لیگیا جب بوسہ پر تیرا رخ روشن چھین
فوق ہا پر ترا رشک قمر لیگیا

جب اڑا کر لیگیا اسکو مرا مضمون شوق
کیا کہوں نہیں جلد قاصد کسقدر کیا لیگیا

اوسکی کوچہ مین نہ ہاتھ آیا کرا کر کوشش
گرچہ مین سو سو طرح لکھکے سر خط لیگیا

دیکھنا قاصد کی جرأت آفرین صد آفرین
سامنے قاصد کے غیون و خط لیگیا

دل بغل مین سے مرے گم ہی الٰہی کیا ہوا
زلف اوڑا کر لیگیی یا چھینکر خط لیگیا

چاک کر ڈالا پڑھا بھی وہ نہ اُس بے مہر نے
مین غلامی کا جو لکھکر کرائے ظفر خط لیگیا

فلک پر داغ بر دل رشک سے ماہ مبین دیکھا
رخ روشن پہ کسکے اوسکی خال عنبرین دیکھا

نکر تو ہمسے پردہ ہمنے تو چشم تصور سے
تجھے بے پردہ سو پردون مین چھپکر دنیا دیکھا

ہمین داغ محبت کم نہین فخر سلیمانی
بدولت اسکے ہمنے اکھیان کی گرمین دیکھا

رولایا خندۂ دندان نمانے کسکے یہ مجکو
کہ مینے اپنا ہر آنسو پہ ارد رشہین دیکھا

وہ آیا بیچ کر تیکو ہمارے ہمنے یہ جانا
اوسی خنجر بکف جسدم پھرا تھا آستین دیکھا

لب شیرین سے کام اوسکی جو اب تلخ سنی ہمنے
مزہ دیکھو کہ زہر اندر ہمنے انگبین دیکھا

ہزارون دلربا دیکھے جہان مین اے ظفر ہمنے
مگر اوس سے کوئی بہتر نہین دیکھا نہین دیکھا

مطلع ثانی

یہ باتین ہین کہ وہ بوسہ ہمین دل پر نہین دیتا
جو ہم لینے پہ آئین دیکھین تو کیونکر نہین دیتا

کہون اپنی جبر کیا بیخبر ہو تمین دو عالم سے
مجھے جیسے خبر اوسکی کوئی لاکر نہین دیتا

دکھاتا ہی لب خشک اپنی ہر زخم جگر میرا
ستمگر تو ذرا آب دم خنجر نہین دیتا

ابھی آتا ہون اوڈکر پائین ہی کر کون جاتا ہی
مراخالق مجھے پر اے پری پیکر نہین دیتا

بھرا ہی باغ پھولونسی بھرین نیرنگ بانی سے
مجھے بھر بھر کے ساقی مے کیون اے ساغر نہین دیتا

جواب صاف تو دیدے وہ نہ دشنام تعلہ کو
جواب خط نہین دیتا بلاسے گر نہین دیتا

بڑا مین کروٹین لیتا ہون بسا ہی رات بستر پر
وز آرام سے سونے دل مضطر نہین دیتا

ظفر اسپر بھی اُسکو روز دیتے ہین ہزارون دل
اگرچہ جانتے ہین سب کہ وہ لیکر نہین دیتا

کوئی بھی مجھ سے نہ قربان بار پہلے ہوا
نثار اوپہ ہی جان نثار پہلے ہوا

شکار گاہ مین آیا ہی وہ شکار افگن
تو پہلے تیر سے مین ہی شکار پہلے ہوا

قلق جو مردہ رسان وصل کا نہین ہے یکون
تمہارے آنے سے دل بیقرار پہلے ہوا

گلے پہ غمزہ نے خنجر تو بعد پھیرا ہے
نگہ کا تیر کلیجے کے پار پہلے ہوا

کیا ہی عشق نے یہ جبر و نہ دلبہ مرے
نہین تمہارا کبھی غمگسار پہلے ہوا

ہوا جو تیر نگہ سے دل و جگر زخمی
تو اپنا سینہ و پہلو نگار پہلے ہوا

زبان خامہ پہ میرے آیا نہ حرف مطلب کا سرے اصلا
لکھا کیا یک قلم قلم سے کہین کا جھگڑا کہین کا دکھڑا
یہ جانو اپنی ظفر کہانی کہی ہے اوروں کی داستان مین
ہوا اگر اس سیر غم سے کہین کا جھگڑا کہین کا دکھڑا

مرا وان نامہ میرا نامہ پر ہو پہنچا کے جا بیٹھا
بلا سے گر چہ جا بیٹھا خبر ہو پہنچا کے جا بیٹھا
مجھے حیرت ہے دل کیونکر ترے گوشہ مین بر آکہ
بہم اخلاص تجھ سے عشوہ گر ہو پہنچا کے جا بیٹھا
خدنگ ناز اے ناوک فگن تیرا تو ہے شیوہ ہی
مرے دل مین ترا نکو مزر ہو پہنچا کے جا بیٹھا
رفاقت تو نہ کی دل نے مگر کچھ بے وفائی کی
الگ مجھ سے کہین وہ اسکو گھر ہو پہنچا کے جا بیٹھا
نہ ہو پہنچا بام جانان تک اگرچہ شاہ سیدم
دل مضطر بہم کچھ بال و پر ہو پہنچا کے جا بیٹھا
ہوا حاصل تجھے کیا او فلک رنجیدہ مظلم
کنارہ گور کے نیکو اگر ہو پہنچا کے جا بیٹھا

گیا تھا دل کو کیا ہو پہنچانے اپنے کوے دلبر مین
کہ مین تو آپ ہی اسکو ظفر ہو پہنچا کے جا بیٹھا

قاصد نہین ہاتھ آتا کبوتر نہین ملتا
جاتا بھی کوئی ہی تو ترا گھر نہین ملتا
مرجاون گلا کاٹ کے فرقت مین ترے مین
پر کیا کروں نالم مجھے خنجر نہین ملتا
آنسو ہی مری چشم مین وہ گوہر نایاب
دریا مین بھی ڈھونڈھو تو یہ گوہر نہین ملتا
یہ جوش بہار اور یہ گل اور یہ سبزہ
پر حیف کہ ساقی ہمین ساغر نہین ملتا

نہ تقصیر عفو تھی اور نہ تھا جرم دگنہ میرا
ہوا وہ پر غضب جو مجھ پہ ایسا غضب کیا تھا
وہ خوش ہے کیسے کیسے پہ ناخوش ہیں ہم سے کیونکر
کوئی یہ پوچھتا اونسے نہیں اب کیا ہے جب کیا تھا

کیا اک نالہ نے اوظفر اس بیقراری سے
کہ گھبرا کر لگے کہنے ہمارے یار سب کیا تھا

مطلع ثانی

مقابل جب ترے آئینہ شانہ روبرو ہوگا
تو حیران و پریشان اک زمانہ روبرو ہوگا
لگاوگے کہاں تیر نگہ دل گم ہے سینے سے
نشانہ تب لگیگا جب نشانہ روبرو ہوگا
پھنسیگا طائر دل کیونکہ دام زلف میں کافر
نہ در گوش سے گر آب و دانہ روبرو ہوگا
نہ انکو نیند آئیگی نہ آنکھے بند ہونگی
یہاں گر عشق کا میرے فسانہ روبرو ہوگا
دکھائینگے ہجوم داغ جب ہم عشق کی وسعت
نہ ہرگز مال کچھ اسکے خزانہ روبرو ہوگا
اگر قبلہ بھی ہوگا تو نہیں کرنیکے سجدہ
نہ جبتک اوس صنم کا آستانہ روبرو ہوگا

ظفر کیا جانے جان کیا حال ہوگا دردمندوں کا
جہاں میرا کلام عاشقانہ روبرو ہوگا

پاس انکے رقیب آ ہو نچا
ہائے دشمن قریب آ ہو نچا
زندگی دے چکی تھی ہم کو جواب
پر پیام حبیب آ ہو نچا
دیکھنے گل کو تو کہ وقت خزاں
سر پہ اے عندلیب آ ہو نچا
خال بینی ہے وہ کہ منبر پر
بہر خطبہ خطیب آ ہو نچا

ہو تو کیا خاک مگر کانمین کچھ خفلت ہے
ایسا پھونکا کہ ہوا مین بہ نشر آہی گیا

دست بردار ہوون کیا دلبر سنگین دل سے
ہاتھ پتھر کے تلے اب تو ظفر آہی گیا

عشق اک تیغ الم بھی تیغ خسرت ہے لگا
دمبدم تازہ جراحت ہر جراحت پہ لگا

منہ سے کچھ کہنے کی اب حاجت نہین لگے نیر
تیری آنکھون نے کیا اسکو اشارہ پہ لگا

جب کہیگا تو یہی دل لگا نا ترک کر
دل مرا کاہیکو ناصح اس نصیحت پر لگا

کسطرح عشق مجازی کا نہو پایہ بلند
نردبان وہ تباہی یہ بام حقیقت پہ لگا

گشتہ ہون اس سرو قد پر سبکو یہ معلوم ہے
دونہال سرو یار دیمری تربت پہ لگا

کچھ کہو لیکن سنی کان ملاحت ذکر کیا
کان دیتا ہی مگر میری شکایت پہ لگا

پانون پر قاتل کے اوڑ کر پہنچے ہے عاشق کا سر
اے ظفر دیتی ہے شاید کچھ محبت پر لگا

جگر کے داغ پہ اشکو نکو ہنسے ریل دیا
کہ بجھنے جلتا نہین ہی یہ بیتیل دیا

وہ میری جان کے جانیکو کھیل جانتے ہین
سکھایا ذکو خدا جانے کس کھیل دیا

نہ گرتا آگ مین پروانہ کسطرح اسمع
کہ شوق وصل نے تیرے اوڈھکیل دیا

ملایا خون مرا اشکو نمین عشق نے تیرے
آگہی آگ کا پانی سے کیونکر سیل دیا

ہزار ہار دیے موتیا کے اشکون نے
پر اوسنے ہمکو نہ اک ہار سہیل دیا

بہ از حلوا تر ہوتی ہے زبان خشک بھی تو
کسیجا مالدار و نکاہی جو اندر سے تر ہوتا

زبان پر میرے جب آتا ہے نام ساقی کوثر
ظفر گویا دہن ہے شربت کوثر سے تر ہوتا

جنون مجنوں سے تیری ڈگڑی بھاڑ کر چھٹا
بچے کیا اسکے ہاتھوں سے بچو جھاڑ کر چھٹا

مقرر لپہ سہ ماریگا تیرا حلقہ گیسو
یہ ہی مارسیہ کا فر بلائیں پھاڑ کر چھٹا

بہتیرے اور نخل دشمنان اس میں لگیں لیکن
مجھی کو شعلۂ برق بلا کچہ مار کر چھٹا

نہیں خال سیہ ٹلتا تری رخسار گلگوں سے
یہ بھنورا گل سے ہی کیا پانچ گاڑ کر چھٹا

ملایا دل سے بادل کیا گرج کر کہ لیا اسنے
یہ بیل مت پیل مت سے خلاصی کر چھٹا

تری دامن سے چمٹینگے مری ہار سرشک
نہ پنجے جھاڑ اپنے دیکھ دامن جھاڑ کر چھٹا

ظفر لے آستان چھوڑ انہ ای بردہ نشین تیرا
رہا در سے ترے دربان وہ گھر کاڑ کر چھٹا

درحقیقت ایک مرگ عاشق دلگر کا دن تھا
کوئی تبلا تا جمعہ رات کو کی تیکا دن تھا

ہوا سے ٹوٹتی تھی تو بہ نیائی جناب اسکا
یہ روز ابر بھی ساقی عجب تیکا دن تھا

بہت تھا ناز ہمکو آج اپنی تیغ جانبر پر
یہاں بہ امتحان برش شیشہ کا دن تھا

ہوا جس روز یہ مقتول تھا اس جسم مفتن پر
وہی دن اس لہو بوانہ کی تیر کا دن تھا

فقط اک زلف تھی اسکی مذہب عراق سر تا سر
نہ روشن بھی تو اس عالم تصور کا دن تھا

نہ پوچھو ہمدمو تم اس جہانمین ہمنے کیا دیکھا
کہ جو دیکھا یہان ہمنے تماشا اک نیا دیکھا

جو کچھ لکھا تھا پیشانی مین وہ ہو کر رہا آخر
بھلا تھا سو بھلا دیکھا بُرا تھا سو بُرا دیکھا

کہان وہ حسن اور ہم کہان وہ فیض کی آنکھین
مگر ہمنے کبھی تھا ایک سپنا سا بھی خواب دیکھا

نہ دیکھا آنکھ اٹھا کر پھر بلال عبد کو ہمنے
تری جو ابروی خمدار کو اک مہ لقا دیکھا

کیا دیوانہ ہو کر چاک گل نے پیرہن اپنا
چمنمین تجھ جو جسم اسنے گلگون قبا دیکھا

جو آیا دلمین اسکے صاف منہ پر کہدیا اسنے
نہین آئینہ سے کوئی زیادہ باصفا دیکھا

بہایا ہمنے رو رو کر جو دریا اپنی چشمو سے
تو پانی نیز فلک کو ایک جیسے بلبلا دیکھا

چھڑکر میر نوز خمو نمک کہتا ہی وہ قاتل
کہ تونے زخم تیغ عشق کے کھا کر مزا دیکھا

ظفر کی سیر اس گلشن مین ہمنے پر کسی گل مین
نہ کچھ الفت کی بو پائی نہ کچھ رنگ و فا دیکھا

مطلع ثانی

اس بت کی عداوت سے دلا کچھ نہین ہوتا
جبتک کہ نہو حکم خدا کچھ نہین ہوتا

گھنے سے بُرا میرا بُرا کچھ نہین ہوتا
جو کشتہ ہین اسکا بھی بھلا کچھ نہین ہوتا

ایدل حذر اس عشق سے بہتیرے کہ اسمین
حاصل غم و حسرت کے سوا کچھ نہین ہوتا

گو آئے ارادہ پہ مرے قتل کے قاتل
آتی نہین جبتک کہ قضا کچھ نہین ہوتا

چارہ تری بیمار کا اے رشک مسیحا
ہر چند دوا ہو کہ دعا کچھ نہین ہوتا

عمل اپنے نفس دن ہمت نہ اک اچھا ہوا تجھسے
کہینگے واں جو کل تجکو کہ کھلا کیا دیکھا یگا

ظفر بیٹھے ہنر مین دیکھے بھالے ہم زمانے کے
ہمین اگر ہنر کوئی پھر اپنا کیا دکھا ئیگا

نشہ یہ تیری محبت کا مجکو یار چڑھا
کہ جسنے دیکھا مجھ اسکو بھی خمار چڑھا

مطلع ثانی

سحر جو بام پر اپنے وہ رہگذار چڑھا
تو آفتاب کو رشک سے اک بخار چڑھا

رقیب کب تری نظر و نہ آہ چڑھتا تھا
دیا جو دل سے ہمین تو نے یوں نہ یار چڑھا

یہ سچ کہتی ہین تا رشاع مہر کو دیکھ
کہ ہے پہر کے بلندی پر بھی نہ یار چڑھا

تصور رقد دلدار مین مجھے اے عشق
خدا سے ڈر کہ نہ سولی پہ بار بار چڑھا

رکھے ہے مصحف رخ جو تیرے زلف قدم
نہ آسمان پہ بھی اس لئے ادب کو یار چڑھا

نشانہ کرکے مرے مرغ دل کو او نے کہا
کہ آج داؤ پہ اپنے عجب شکار چڑھا

دل برشتہ کی میرے جو ہوا سی ئی
تو کیونکہ تا ک تلے پھر وہ دہ خمار چڑھا

کیا ہی چشم فسون ساز نے تری کشتہ
ہمارے تو گل نرگس سر مزار چڑھا

نہ کیونکہ صلی علی دیکھکر تجھے کہیئے
سوا ئی تیرے نکہ پر نکو ئی بار چڑھا

ظفر چڑھا دیا رتبہ یہ خاکساری نے
بگولہ بنکے ہے افلاک پر غبار چڑھا

خدا کرتا ہی کیا تو دیکھ تو اسکی بیت کی الفت مین
نہ گھبرا اے دل مضطر ابھی رہجا ابھی رہجا

جو تو جائیگا ہر مجلس مین ہی یہ دم بھی جائیگا
بخاطر خدا سے ڈر ابھی رہجا ابھی رہجا

نہین ہم منع کرتے حال کچھ اُنسے بھی کہنے کو
ظفر فرصت مین کہنا پر ابھی رہجا ابھی رہجا

ہے جو سینہ مین یہ دم دمبدم آتا جاتا
لطف ہستی وعدم ہی ہم آتا جاتا

آمد ورفت جو ہی بند سبب سے میرے
اب تری کوچہ مین ہی کوئی کم آتا جاتا

وای قسمت کہ تری راہ مین جوں نقش قدم
کرتا پامال ہمین ہی صنم آتا جاتا

صبر کا میرے ترے جور وستم کا چرچا
کرتا ہر شخص ہے تیری قسم آتا جاتا

کوئی غمخوار کوئی مونس وہمدم کوئی
پاس اپنے نہین جز رنج وغم آتا جاتا

درد وفرقت جو یہ جاتا کہو کیونکر جاتا
اسطرف ہان جو تمھارا قدم آتا جاتا

اے ظفر کیونکہ ہم اس شوخکے گھر مین جائین
ہر کوئی دیکھین جب آنکھون سے ہم آتا جاتا

نہ اور اے دل کسو کی یاد رکھنا
اوسی آئینہ رو کی یاد رکھنا

مطلع

ہمین اوس جنگجو کی یاد رکھنا
اوسے ہر دم عدو کی یاد رکھنا

یہ کرنی کٹنی کٹتی ہمسے باتین
یہ تیزی گفتگو کی یاد رکھنا

بکو اس کو جانے دے نہ آنا بھی بے جا
ناصح تری بکبک سے تو بس تنگ آگیا بھیجا

اب دیکھیے کیا ہوتا ہے تقدیر کا لکھا
خط لکھ کے تو ہمنے بت نوخط کو بھیجا

محفوظ خدا عشق جگر خوار سے رکھے
یہ وہ ہے کہ کھا جائے ہے اکدم میں کلیجا

وہ سن چکے احوال مرا پاس بٹھا کر
جو دور رہی سو کہوں کیا حیل و حجا

اے باد صبا سوکھ کے تنکا سا ہوا ہوں
تو اب تو اڑا کر مجھے اس کوچہ میں لیجا

منظور جو ہونا ہے غبار دل جانان
اے سیل سرشک آنکھ سے ہر لحظہ بہ جا

لگجائیں جو انبار تری کشتوں کے قاتل
مل دہر میں یکجا رہے زمین پر ترے جا

اس عارض تابان کے تب تنک سے جو شبنم
پینا تری قسمت میں ہے ہر روز ترے جا

مضمون کسی سے ہے جو تری سامنے بولے
جو آئے ترے جی میں تو بازوق اڑا جا

جو آپ کی ہے بات بجا ہے وہ بجا ہے
کہتا ہے ظفر کون تمھیں کہتے ہو بجا

حسب میں کیوں نہ ہو اک تارہ ہوں گا تا گا
جو ہے اے صنف سو ہو وہ کسی سے کا تا گا

کیا عجب گر اثر جوش جنوں سے بس مرگ
ہو جدا ایک سے اک اپنے کفن کا تا گا

نہ سیا جائے کبھی زخم دل مرغ چمن
ہو نہ جبتک رگ گلہائے چمن یکتا گا

زاہد اکہتا ہے تو رشتہ تسبیح جسے
یہ بھی ہے دام فریب اور تری فن کا تا گا

سانپ بن بنکے مجھے کاٹتا ہے بن تیرے
شب ہے اک بستر اندوہ و محن کا تا گا

مست کہتی ہین کہ آئی ساقیا جم جم گھٹا
میکدہ مین ہو بکیفیت ہمارا جم گھٹا

ابرکو تو پانی پانی بہتے گریہ نے کیا
آبروے گہر بھی اے دیدۂ پرنم گھٹا

رتبۂ اوسط ہی بہتر ہے ہمارا واسطے
نہ بڑھا آتنا نہ تو اے دون عالم گھٹا

آئنہ مین عکس افگن ہی جو وہ لب نہ ہو
دیکھتے دریا پہ ہین چھائی ہوئی ہر دم گھٹا

صاف رنگ معیشت سے ہو جو دل کا آئنہ
کیا تعجب وہ اگر وہ قدر جام جم گھٹا

عارض پرنور پر دیکھی جو وہ زلف سیاہ
کھلگیا ہمپر بڑھی رات اور ان ہم گھٹا

بڑھکے زوروں پر گئے کتنے ہی بان دریا اکثر
پر نہ زور طبع اپنا اے ظفر اکدم گھٹا

کرتا ہون جہان کچھ ہے تو اکار نہ کہنا
بہتر ہے وہان کہنے سے سو بار نہ کہنا

اے ہمنفسو اس شہ خوبانسے مرا حال
خلوت ہی مین کہنا سر دربار نہ کہنا

کہتا ہی کہا دل کو نہ مل سنگدلون سے
کم بخت نے مانا مرا زنہار نہ کہنا

اوس پردہ نشین سے جو محبت ہے تجھے دل
یہ بات سر کوچۂ و بازار نہ کہنا

مست مے پندار ہین یہ مردم دنیا
بھولیسے بھی ایدل انھین ہشیار نہ کہنا

ہمنے بھی کیا عہد کہ درد دل بیتاب
مرجانا مگر کسیسے ستمگار نہ کہنا

چپکے سے مراخط اوسے دیدیجو قاصد
کچھ منہ سے خبردار خبردار نہ کہنا

منصور کا تھا گرچہ حقیقت مین سخن حق
گر پوچھے حق تھا اوسے زنہار نہ کہنا

ہر رات دود آہ مرا چشم ماہ مین
فرقت سے تیری ماہ نقا طوطیا ہوا

تیغ نگاہ مین ہی ترے یہ جواہر نہاں
سنگ فسان ہے کیا صنما طوطیا ہوا

وحشی چشم تھے تو ہے چشم ہرغزال
اپنا غبار بعد فنا طوطیا ہوا

تھا کشتہ کسکی آنکھ کا مین جو مرغبا
ہے چشم آہو نین صبا طوطیا ہوا

ہم قتل ہوگئے تری تحریر سرمہ سے
حق مین ہمارے تیغ بلا طوطیا ہوا

دود جگر سے میرے زمانہ سیاہ ہے
آنکھون مین نور مہر بجا طوطیا ہوا

خاک قدم سے یار کے بہتر ظفر مفید
کب بہر درد چشم دوا طوطیا ہوا

عمر بھر کیون نہ ہمین زلف کا سودا رہتا
یہ وہ ہی بھوت ہمیشہ ہے جو لپٹا رہتا

مطلع ثانی

ہے تصور جو ہمین زلف سیہ کار رہتا
آگے آنکھو نکے ہے دن رات اندھیرا رہتا

مطلع ثالث

ہے مجھے دھیان جو اس لوک فقہ کا رہتا
تو مری دلمین ہے کانٹا سا کھٹکتا رہتا

کھولتا اپنی جو رخسار پہ تو زلف دراز
تو نہ پھر کچھ بھی وجود شب یلدا رہتا

آگے اس قامت موزون کی اسی جھکتا تھا
سرکشی سروکی دیکھو کہ ہے سیدھا رہتا

دل مرا آبلہ کو میرے جو دیکھا تو ہے
دانتو تلے خوشۂ انگور کے تمکا رہتا

امید روز وصل مین کچھ زندگی تھی
اپنا شب فراق مین جینا محال تھا

کہتے ہین دل سے ہجر مین یہ کر کے یاد تم
کوئی زمانہ وصل بھی خواب خیال تھا

بخشش طفیل شاہ رسل ابنی ہو گئی
ورنہ گناہ گار ظفر بال بال تھا

عزیز و کام نہ کس کس کا یان بنا بگڑا
ہمارے پیش نظر اک جہان بنا بگڑا

ہماری دود دل داغ داغ سی ہووے
اک آسمان تہ آسمان بنا بگڑا

رہی نہال چمن ہی سی الفت صیاد
ہزار بار مرا آشیان بنا بگڑا

فلک کے ہاتھ سے بازار ہیرمین آکر
نہ کون باعث سود و زیان بنا بگڑا

ہمارا دل نہ بگڑنا کبھی صنم تجھ سے
رقیب جیسے ترا رازدان بنا بگڑا

بنا رہا جو کوئی ہمنشین رہا اچھا
اور اسکی بزم مین کوئی جہان بنا بگڑا

مزاج انکا بگڑتا نہ اے ظفر مجھ سے
زیادہ اونکا نہ مین مدح خوان بنا بگڑا

کشتہ جو قاتل تری آن دا کا ہوا
پھر نہ وہ منت پذیر تیغ قضا کا ہوا

مطلع ثانی

عشق اگر اس بت بیدرد کا ہوا
مورد قہر خدا بندہ خدا کا ہوا

طرفہ تماشا ہے یہ اور عجب سیر ہے
تو نے تو مارا مجھے نام قضا کا ہوا

ہے سینہ مصافونکو بھی یم تیر جور فلک
کر دیکھو بحر نے خود ہی حباب سر پہ لیا

نصیب قطرۂ کو گر نہین تو چرخ ذکیون
یو نہین ہے بار خم آفتاب سر پہ لیا

جو سنگ آیا تے در پہ سنگ طفلان سے
وہ ہمنے اے بت خانہ خواب سر پہ لیا

شہید عشق نے احسان تیغ دست قضا
نہین بجز نگہ پر حساب سر پہ لیا

جو ہمنے جرم محبت پہ مجکو قتل کیا
گنا ہگار نے کیون بیحساب سر پہ لیا

ظفر جو دیر و شتون نے کی اوٹھانے مین
بشر نے بار امانت شتاب سر پہ لیا

خطا اگر ہے تو ہے چشم دلکی سارے خطا
نہ کچھ ہماری خطا ہے نہ کچھ تمھاری خطا

گذرتی خوب ہوا دلکی جو رہتی ہین بیشتر
پھر اوس مابنین ہو کیون نہ شرمساری خطا

مجال کیا جو کرین بلہوس کسطرح کبھی
یہ جان نثار تری دولت جان نثاری خطا

کرونہ اتنا تغافل ہماری جانب سے
تبو کریگی نہ یہ اپنی آہ وزاری خطا

تصور ابرو م گریہ لاکھ بار کرے
کرے نہ چشم مگر اپنی ایکباری خطا

نہین تھی یونتو خطا دار ہم ذرا قاصد
لکھا جو خط اوسنے ہین ثابت ہوئی ہماری خطا

جو دوستی ہین عیان رکھتے دشمنی دل مین
خطا ہے اے ظفر ایسونکی دوستداری خطا

حال دل اپنا جب اوسنے رقیب سے پوچھا تو کیا
کیا گلہ اسکا گر اغیار نے پوچھا کچھا

بوسۂ ابرو طلب کرتا ہو نہیں لو سر مرا
ہاتھ مین شمشیر اپنی فتنہ گر لیکے اوڑا

صورت غنچہ نہ رکھنی چاہیے یاں مشت زر
اس چمن مین دی تجھے زر چرخ گر لیکے اوڑا

آرزو ہی کو چہ جانا نہیں تو بعد از فنا
خاک میرے ڈھیر سے باد سحر لیکے اوڑا

لیگیا دل صید کرکے یون دم شامین گاہ
جون کبوتر کو ہو باز تیز پر لیکے اوڑا

اوڑ رہے تھے ہوش یون کر کبوتر مین نہین
جب کبوتر میرے نامہ کو اوپر لیکے اوڑا

خط کسی عنوان جو دیدے بھی اوسے قاصد مرا
پرزے پرزے دے وہ نو خط اے ظفر لیکے اوڑا

لیے جو کاسۂ خورشید ہے سدا پھرتا
یہ دربدر ہے فلک بھیک مانگتا پھرتا

جہان دہای ہو دل بھی مین پہونچتا ہی
برنگ سایہ ہی ساتھ اوسکے یہ لگا پھرتا

ہوائے عشق نکرتی جو قیس کو برباد
تو کیون وہ دشت مین آوارہ جون صبا پھرتا

تری نگاہ نہ پھرتی بلا سے ایقاتل
اگر گلے پہ مرے خنجر جفا پھرتا

ہماری آنکھ مین پھرتا ہی وہ تماشائی
جو ہے نگاہ سے اپنی چھپا چھپا پھرتا

خدا ہی جانے کہ ہے انمین کیا نظر آتا
یہ تو نسے دل جو نہین زاہدا مرا پھرتا

جو اپنا بخت نہ برگشتہ اے ظفر ہوتا
تو گھر تلک آکے مرے کیون وہ دلربا پھرتا

جنھون نے رنگ ہی عزو شان کا بدلا
ہوا ایک یک بنا جہان کا بدلا

ردیف کاف واحدہ

ہوا نہ راہ محبت مین کوئی ساتھ اپنے
رفیق و یگنے سارے رفاقتو نہین جواب

جو اوسکے مُنہ مین زبان ہے تو بیزبان ہے کوئی
عداوتو نکا سنین گے عداوتو نہین جواب

ہزارون عشق مین مین آفتین عجب سنجھے
اگر حیات ہمین دیدان آفتو نہین جواب

ہمارا ماہ لقا ہے وہ حسن مین یکتا
نہین ہے جسکا نظیر ماہ طلعتو نہین جواب

دیا بنانے نہ مجکو مکان مکانکے قریب
بسا ہی لوگ اٹھون نے جہان تہا نکے قریب

نکلتے ہر بن موسے مین اسقدر سلسلے
پھٹکتا کوئی نہین تیر تفنگ جانکے قریب

فلک کے نیچے فلک اور اک بنا نجاے
جو پہونچے دود جگر میرا آسمانکے قریب

وہ ہون مین طائر آتش نفس کہان جاے
جو آ گیا برق کبھی میرے آشیانکے قریب

کہے ہے تو کہ پھٹکتا نہین یہان کوئی
کھڑا تھا کون ترے آج آستانکے قریب

قفس سے چھوٹکے جب ہم اسیر صیاد
چمن مین پہونچے کہ دن آگئے خزانکے قریب

لبو پہ آگئی جان آرزو مین بوسہ کے
نہ پہونچا وہان اپنا اوس دہانکے قریب

ردیف بائے فارسی

جانتے ہین جسے ہمکو اپنی خواہش دنیا نہین آپ
ہم نہین زندہ اگرچہ کہنے ہین زندہ نہین آپ

دو ٹکڑے ایکبات مین کرتا ہو دل کے تو	تیزی تری زبان مین ہی تیشہ کی صفت
تصویر تیری عالم تصویر دیکھ کر	حیرت مصور دنکو ہی تصویر کی صفت
مدت سے زلف مین دل سودا ہوا مرا	ہے اک سر پاے بز نجر کی صفت
جو خاکسار تیرا ترلناک پا رہا	رکھتی ہی اسکی خاک بھی اکسیر کی صفت

ہمراہ پیر فخر جہان ہے کہ اے ظفر
کرتا ہے اک جہان جوانوں پیر کی صفت

ہین بندے دن رات غمزون سے ترے محبت کے وقت
ہے کہان فرصت جو ہم تجھ سے ملین فرصت کے وقت

ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہے ساقیا دے بھر کے جام
مے کے پینے کا مزا ہے ایسی کیفیت کے وقت

تیرا رونا چشم دریا بار یہ کس کام کا
جب نہ آیا کام کچھ سوز غم فرقت کے وقت

نام سے بدنام مے کا ورنہ اس سے بھی سوا
مست ہو جاتا ہے انسان نشہ دولت کے وقت

جائیگا وہ یان سے ہم جائین گے اپنی جان سے
اپنی رخصت ہے جہان سے یار کی رخصت کے وقت

آجائینگے وہ کھنچکے محبت کی کشش سے | ایدل ہی اگر دیکھنی تقدیر مین صورت

کرتا ہے ظفر حال بیان اون سے جو اپنا
دیتا ہے دکھا حال وہ تقریر مین صورت

صبح کیوقت نہ فرصت انھین شام کیوقت | عرض کچھ کرتے ہین خلوت مین ہم آرام کیوقت
پوچھین ہم وقت ملاقات تمھارا ہمکو کیا کام | ہمنے ہین تاک کھی اس سے خود کام کیوقت
کیونہ پیغامبر اوسے فہمی میرا پیغام | پاس گر شیر نہو دے کوئی پیغام کیوقت
گرچہ زندان ہی دست ہین بانسندگدا | وقت کے اپنی ہین جمشید مگر جام کیوقت
جان مذاکر نیکو حاضر ہین کہو تم جسدم | ہم ہین جس کام کے موجود ہین اوس کام کیوقت
مین تو اوسکے عقصہ کے قربان کہ ای غنچہ دہن | پھول سے جھڑتے ہین نکتہ تری کلام کیوقت

جبکہ آغاز محبت مین ہوا اپنا یہ حال
اے ظفر دیکھیے کیا ہوتا ہے انجام کیوقت

اسی پر ہی ستمگر ادائی تو نے کتنکی بات چیت | خاک ہونگی آدمی وہ ہی یہ جنکی بات چیت
آئے ہے افسوس کیا عمر گذشتہ پر مین | وقت پیری یاد آئے ہے صنوبر سن کی بات چیت
پہلے ہی تو بھاگتا ہی امتحان عشق سے | بلہوس کچھ اور سن اور سخن کی بات چیت
صورت تصویر ہین خاموش ہم حیرتزدہ | ہمنے تو موقوف کی ہے تیرے سخن کی بات چیت
ہوگئی شاید کہ اطمینان باتونسے ترے | اب تو ہی کچھ اور قلب مطمئن کی بات چیت

مجھے ہے ڈر کہیں ایسا نہ دل شتاب | عدو کے سامنے کہہ بیٹھے کچھ عیب کی بات

ظفر نبات سے شیریں تر آخرش نکلی
جو پہلے تلخ سمجھتے تھے ہم ادب کی بات

گو نظر باز ہیں طاق ہم نشین دیکھی ہیں | پر نہ ہرگز دیکھے کم اور عیب بین دیکھی ہیں
میرے داغ دل پہ دیکھے ناخن عمد آخر | جتنے ہوں ایسے کرکن کندہ نگین دیکھی ہیں
زلف ہی کیا اوس بت کافر کی زندان بلا | فتنہ ہوتے ہمنے آہیں اہل دین دیکھی ہیں
اپنی آنکھوں کی قسم دیکھی نہ آنکھوں کی سی بات | اگرچہ ایسی جو ہر دُر ثمین دیکھی ہیں
کوئی اوس خورشید طلعت سا نہ دیکھا حسن میں | یوں تو ہمنے ماہ رو زہرہ جبین دیکھی ہیں
تو جو دھر گذرا اور دھر ہمنے بچا کر نقش پا | دیدۂ حیرت زدہ فرش زمین دیکھی ہیں
رنج ہی دنیا میں دا فر اور ہر عشرت قلیل | دیکھ یہ جان فرسند کہ اندوہگین دیکھی ہیں
بیری آہ آتشین کا بھی تماشا دیکھیے | تنے ہیں چھپتے زار آتشین دیکھی ہیں

دیکھکر فردے عرق کے اوس حسین پر اے ظفر
منفعل شب انجم جرخ برین دیکھے ہیں

نہیں پر داغ غم عشق ہماری دولت | ہمکو دولت یہ الٰہی کیوں تمہاری دولت
زرگل کر دیا برباد چمن میں آخر | وہی اوڑا تو نے سب ہو بادبہاری دولت
جھوٹ ڈالا آنکھوں میں نہ گریہ نوا ناک نے | خاک میں اوسنے ملا دی ساری دولت

رخسار زرد لب پہ دم سرد دلمین درد
عاشق کی تیری ہی سی ادا بانشاخت

تجھسا سخن شناس نہین کوئی اے ظفر
آتی نہین کسو کو یہ تیرے سوا شناخت

نے ہم ہین شاہ و دست نہ ہم ہین وزیر دست
پر انکے دوستدار ہین جو ہین فقیر دست

دل کیا وہان خم سے لے نام دوستی
مسواک تا نہو ترا پیکان تیر دست

نے مہ فلک پہ نے مہ کنعان مین تو ہو
یکتائی جمال مین تیرا نظیر دست

کرتا ہی دوستی مین ہزارون سے تو مگر
ہمکو ملا نصیب ہی ایسا شریر دست

اوس سہ جبین کی یاد دلاتی ہین مجھ
پڑتے ہین تیری آنکے جو بدر منیر دست

تصویر کھینچی ہی الف قد کی یہ ترے
کھینچے ہے دل جو آہ کی سیدھی لکیر دست

تیری گلی کی خاک ترے خاکسار کو
ہو کاش بعد مرگ بجای عبیر دست

کیونکر نہ سیرے قتل کا دین تجکو مشورہ
دشمن ہین جو مری وہ ہین تیرے مشیر دست

دشمن ہی کیا ہے چشم حقارت سے دیکھتے
رکھتا نظر مین ہے ہمکو حقیر دست

چھپا کے کہتے ہو تم کیا عدو کے کان مین بات
کہ ہنٹ ہلتے ہی وہ کھل گئی جہان مین بات

ہزار بار مین سنائے وہ اعتبار نہ آئے
کہ جب تلک کوئی آئی نہ امتحان مین بات

تمھاری سر کی قسم دیکے دل یقین آیا
وہ آئی پیش جو آخر نہ تھی گمان مین بات

زندہ جو بخیۂ مژہ چھوڑی نہ بن لیے لہو
بول کرے فروش یوں ہی مفت جاں بحق ہے

سنگدل اپنا کیونکہ جی سست ہووے دیکھ تو
کہتے ہین تیرے عشق مین ہمکو عوام سخت ہے

جی مین حوائے سو کہو اپنے ظفر کو شوق سے
منھ سے کہیگا پر تمھین یہ نہ غلام سخت و سست

وہ تجھے حق نے دی صنم صورت
ہے نہین کوئی تیرا ہم صورت

ہمتو ترسین جمال کو تیرے
دیکھے آئینہ دم بدم صورت

نہین پاتی ہے تیری صورت کو
کوئی اللہ کی قسم صورت

چڑھتا ہے صرکو تپ دلرزہ
دیکھکر تیری صبحدم صورت

رفتگانِ عدم کی پھرتی ہے
اپنی آنکھون مین دمبدم صورت

قطعہ

ہوگئے ہین مریض غم یارو
دیکھکر چاندسی وہ ہم صورت

سورۂ نوردم ہمیشہ کرو
بہتری کی ہو کوئی دم صورت

ہاتھ مانی نے اپنے چوم لیے
کھینچکر تیری اک قلم صورت

دہشت گردی مین بھی ظفر اپنے
روبرو ہے وہ ہر قدم صورت

شانہ اوس زلف کی والے ہی شکن میں انگشت
کون یون دیتا ہی کالے کے دہن میں انگشت

کردیا فاختہ کو عشق مین انگشت نما
سرو نے اپنی اٹھائی جو چمن مین انگشت

کرین اوس چشم سفتن سے اگر چشمی
تو کردن چشم غزالان ختن مین انگشت

دیکھ اوس مانگ کو دانتونکی تلے انجم کو
کہکشان ہے ہو دبا چرخ کہن مین انگشت

پوچھے قاتل کو اگر کوئی تو کشتہ تیرا
وہ ادھر تیری طرف ہے کہ فگن مین انگشت

سرخی خون کف پا سی ترے مجنون کے
کیا حنائی ہی ہر اک خار کی بن مین انگشت

دست نازک پہ ظفر اوسکے ہو بار سنگین
ہوا گر خاتم یاقوت یمن مین انگشت

طاقت و ہوش ہوے ہمسے جدا اچھو وقت
دی بوڑھاپے مین ہمین سانے خدا اچھو وقت

دیکھکر ابر جو مستونکو ہوا رہوئی
ساقیا دیکھ تو سو جھلی بھری کیا اچھو وقت

پہونچے بے شربت دیدار تھے مرنیکے قریب
تو جو آیا تو ہوئی اپنی دوا اچھو وقت

کبھی فرصت جو ذرا غم سے نہ پائی میں نے
تھا مری جان کو آزار لگا اچھو وقت

رک گیا غیر کے گھر جانے سے وہ بت بنکو
کیا ہی جا پہونچے وہان ہم بخدا اچھو وقت

ہے مری جان تو جا فیکو سر بالین سے
نام جانیکا صنم تنے لیا اچھو وقت

جن دنون اوسنے ظفر اپنے مرنے رہتے تھے
کیا ہی اچھے تھے وہ دن اور تھے کیا اچھو وقت

نہ لوٹ پوٹ کے کسطرح غم سے بلبل زار
چمن مین باندھی ہے گلچین گل و سمن کی پوٹ

عجب نہین ہے اگر کوہ بیستون سنی ابھی
گران زیادہ ہو اندوہ کوہ کن کی پوٹ

دکھادون دفتر حال گذشتہ گر اپنا
نوچلے گھر سے مرے کاغذ کفن کی پوٹ

مفید ہو خفقانکو نہ میرے گر طبیب
ملائے قند مین گلہای نسترن کی پوٹ

زمانو زاہد مکار و زد و فنون کی بات
یہ پر فریب سراپا ہے مکر و فن کی پوٹ

ظفر اُٹھے رہ غربت مین کیا قدم اپنا
گران ہے سر پہ غم دوری وطن کی پوٹ

سچ کو بھی میرے وہ سمجھا ہی کیا جھوٹی موٹ
جانا سچ مچ اگر اور رنج کہا جھوٹی موٹ

مُنھ بنا بیٹھے بظاہر ہو کر بگڑے دل سے
مجھسے سچ مچ ہو خفا یا ہو خفا جھوٹی موٹ

ہم تمھین چاہتے مین تم بھی تو ہمکو چاہو
چاہنے کو نہین سچ مچ تو بھلا جھوٹی موٹ

تیری بیمار محبت کا نہین کوئی علاج
کچھ بنا دیتے اطبا ہین دوا جھوٹی موٹ

جھوٹ اونسی جو کچھ کچھ ہین ہنسی مین کہتے
کہنا کیا دیتا ہی لوگو نکو مزا جھوٹی موٹ

غنچہ لب مجھسے ہنسا یا نہ ہنسا تو لیکن
دیا جھولون نے تو گل ایک کھلا جھوٹی موٹ

اوس ستمگر نے مجھے ظلم و ستم سے مارا
انی ظفر لیتا ہی وہ نام قضا جھوٹی موٹ

ساتھ غیرون کے پیے تو بادہ عشرت کے گھوٹ
اور ہم تجھ بن پئین خونابۂ حسرت کے گھوٹ

نیری چشم مست کے کیفی کہائینگے وہ کباب اگر
ہر ساغر کے ساتھ کرین آہوے حرم کو چٹ پٹ چٹ
کھاتے ہین یون داغ ہزارون ہم بھی سنور محب سے
جیسے مسرف کرتے ہین دنیا رو درم کو چٹ پٹ چٹ
کہتا ہی قاتل زخم تجھے کھائے تنے دیکھین تو
کرتے ہو تم کیونکر زخم تیغ ستم کو چٹ پٹ چٹ
کھوئی حسن یار کی رونق آخر خط کے آنے نے
بس نہین ورنہ کوتے ہم اس سبز قدم کو چٹ پٹ چٹ

دل ہے بلا چٹ سبز اطفر ہے عشق کی اسکو چاٹ لگی
پیتا ہے خون دل تو غٹ غٹ کرتا ہے غم کو چٹ پٹ چٹ

لگی ہے وصف لب یار کی زبان چاٹ
رہا ہون ہونٹھ جو ہین لذت ہیلنسی چاٹ
علاج تیرہ تب غم کا ہی ہی ایدل
تو اوسکے نام کو لکھ لکھ کے برگ پان چاٹ
نہ سمجھو اسکو ستارہ بہن خط کا ہکسان
رہا ہے مار سیہ اوس آسمان پہ چاٹ
کہو حریص سے اوبیجا مگس کبطح
رکابی جھوٹی نہ تو منعمون کی خوانچہ چاٹ
غرور سے نکرین بات خاکسار کہین
سخن کے وقت وہ لین خاک ہر کنا پہ چاٹ
لگی ہے چاٹ یہ کیا تیری تیغ کو قاتل
کہے ہے خون ہزار اوسکے چھکے سا پہ چاٹ

مذہب عشق مین حرام ہین سب — عیش و عشرت مگر حلال ہے رنج
زلف تیری وبال جان ہی مجھے — وے رہا دل کو بال بال ہے رنج
دخت رز سے ہے گرچہ پہلے سرور — دیتی آخر کو یہ چھنال ہے رنج
عشق مین کیا ہی حاجت زر و مال — کہ زر نقد غم ہے مال ہے رنج
اوٹھگیا تو جو ہو کے رنجیدہ — گر رہا دل کو پائمال ہے رنج
حسرت و درد و یاس و حرمان کو — کیا مرے وقت انتقال ہے رنج

دیتا ہر بات مین ظفر مجکو
وہ ستمگار بدخصال ہے رنج

ایدل وہان نہ اور کسی نامبر کو بھیج — بھیجے اگر تو قاصد لخت جگر کو بھیج
خنجر گلے پر پھیر دے آپ آنکر مرے — لیکن نہ تو رقیب کو میری خبر کو بھیج
کھلوائیگا دلا جو ہے تقدیر کا لکھا — ابکی تو لکھکے اور خط اس تنگ کمر کو بھیج
کیا جانے اس گلی مین پہونچتا ہی یا نہین — ہم آدمی تو آئے ہین بنا اور مگر کو بھیج
دم ناک مین ہمارا یہ لائے ہین تو ہنر — یارب کرم سے تو کسی صاحب ہنر کو بھیج
جاکر دلا اٹھائے وہان تیر غیب نے — کہتے تجھے کہا تھا کہ ایسے سپر کو بھیج

مانند نقش پا یہ وہین کا نہ ہو رہے
اے عشق اوس گلی مین نہ تو اب ظفر کو بھیج

اے ستم کیش ہر نگہ تیری
ہے کوئی ناوک قضا سیج سیج

دل جو اجھے ہے زلف سے اسکی
اسکو سودا ظفر ہوا سیج سیج

دل ہوا ناوک مژگان کا نشانا سیج سیج
آ گیا تمکو تو ہان تیر لگانا سیج سیج

کیا سبب بیٹھتے ہی اُٹھکے چلے جلدی سے
آج کیا ہے تمھین جانان کہین جانا سیج سیج

سچ کہا ہمنے اگر آپنے مانا ورنہ جھوٹ
تمنے گر جھوٹ کہا ہنسے وہ جانا سیج سیج

ہوگئی جان روان تن سے ہی سنتے ہی
خط کیا آج کہین اونسی روزانا سیج سیج

چارہ گر یہ جو ہین سینے سے نکلتی پیکان
اُسکے تیر و سکا ہے کیا دلمین ٹھکانا سیج سیج

تیر کشتہ کا نگارا ہو نہ جبتک جیلم
نہین لازم تجھے مہندی کا لگانا سیج سیج

سامنے میرے جو تم ہنستے ہو یون غیرون سے
ہے تمھین کیا مرا منظور رولانا سیج سیج

جو ترا وعدہ ہے وہ جھوٹ ہے اے غمزہ خلاف
جھوٹا جانے ہے تمو ایک مانا سیج سیج

غمزے کہا نسے ظفر سر تمھارا دل ہے
ترک تمنے کیا دو وقت کا کھانا سیج سیج

ردیف حاے مہملہ

ہی سوز غم سے یہ دل بیتاب کی طرح
آتش یہ بیقرار ہے سیماب کی طرح

کیا کرین کوئی نظر آتی نہین — تیرے بچنے کی دل بیمار طرح
ہے آنکھون مین کھا جا بنی شکل — دے نہ تو ای آئینہ رخسار طرح
دل بچتے ہم کیونکہ دین تجھ مین نہین — کوئی دلداری کی اے دلدار طرح
طرح الفت کی دلا آسان نہین — ہر طرح سے یہ تو ہی دشوار طرح
فتنہ محشر کے بھی اڑ جائین ہوش — دیکھ کر تیری دم رفتار طرح
جس سے تسکین ہو دل بیتاب کو — کوئی تو ایسی ہوا ای غمخوار طرح
ہین طرحدار اور بھی لیکن کہان — تیری سی ای دلربا عیار طرح

کچھہ نہ بن آئی ظفر تدبیر وصل
اک طرح کیا ہنے کی دو چار طرح

بھری ہے آہ کے خون دل جگر سے سلاخ — کہ لال کی ہے کوئی آتش سقر سے سلاخ
برسی نظر سو جا ای مہ جبین تجھ دیکھے — نظر قمر کی بنے دیدۂ قمر مین سلاخ
مثال برق مری آہ آتشین تجھ بن — سراسر آگ کی بنجائے ابر تر مین سلاخ
کبھی ذرا نہین جھکتے جو مرد مغرور — انہی لوہے کی ہے انکی کیا کمر مین سلاخ
شراب تند کے پیتے ہی بنگئے ساقی — گلوسے تا بہ شکم ایک لحظہ بھر مین سلاخ

ردیف خای معجمہ

ردیف الدال

تو آسا سنی نڑگردہ وی جہان کو چرخ — پرا وس سی ڈرکہ جو دتباہی سمانکو چرخ
نہ سمجھو کا ہکشانسی جدمیر انشنہ خون — نکالدتباہی یہ پیاس سی زبانکو چرخ
قرین ترمی مرخ ردشن کو دیکھکر دگوش — نہ ماہ وزہرہ کے چاہی کبھی قرانکو چرخ
دلے بزنگ پرکاہ اک بگولے نے — ہزار ہا تری مجنون ناتوانکو چرخ
نہین یہ شام وشفق لیگیا اوڑاکو گر — لہو نسے یارکے زنگ مسی یانکو چرخ
ستم ہی مہر کو خانہ بخانہ لے جائے — نہ لائے گھر مری اک میری مہربانکو چرخ

دکھاوے ابروے پرخم اگر وہ ماہ جبین
زمین پہ پھینکدے اپنی ظفر کمانکو چرخ

خون دلسی میرے لکھو وسکو خط میں حرف حرف — زنگ ہی ای کا تو اسکا بازر منگرف سرخ
حوصلہ گل کا کہان جو نالۂ بلبل سنے — کرتا ہی غصہ سی منہ پیلے ہی کمنظرف سرخ
مانگے گری مین جو پانی ہر رفع تشنگی — اوسکے عکس رخ گلگون سی ہوا یہ ظرف سرخ
گر نہین ہی سر پہ خون اسکی کسی بیدرد کا — ہین کلاہ قاتل سفاک کی کیون ظرف سرخ
اشک خونی پاس اپنی ہی زرد رنج دیدہ — گر سفید اصراف ہم کرتے ہین گاہی ظرف سرخ

پہلے اشک سرخ کا قطرہ جو میری چشم سے
ای ظفر ہو جاوی ہے اکدم مین آب زرد سرخ

کیونکہ اوسکی نو طبیعت شوخ — ہے سراپا وہ سرو قامت شوخ

ہم اُٹھائیں دستِ اعجاز اپنا خاک کو ہی یار سے
ہے بزنگِ نقشِ پا یہ خاکساری بے بعید

گر رہوں بیتاب پر خاک بھی میری حشر تک
ہمدمو سمجھو نہ دلکی بیقراری سی بعید

ہوں بزنگِ خضر ہم منت کشِ آبِ حیات
خونِ قاتل کی ہی یہ آبداری سی بعید

رو برو روی مصفا کے ترے گر آئینہ
آب ہو جاوے تو ہی کیا شرمساری سی بعید

جب ہوا تو مضطرب ہمکو وہی کرتی بری
تھی جو ایدل بات اپنی وہ فطری سی بعید

دیدیا دل تجھنے اوس مست شرابِ ناز کو
اے ظفر تھا یہ تمھاری ہوشیاری سی بعید

نکلا ہی گھر سے ماہ لقا تین دنکے بعد
چھپ کر یہ مہ دکھائی دیا تین دنکے بعد

مطلع ثانی

تیرا مریض مرہی گیا تین دنکے بعد
اچھا ارے دوانے کیا تین دنکے بعد

ہو جاوے ہی برا بھی بھلا وقتِ احتیاج
مردار ہی حلال دلا تین دنکے بعد

برسوں سرشک چشم برابر بہا کیے
دریا کا وہ نہ زور رہا تین دنکے بعد

تیرا مریض عشق اگر کوئی دن جیا
تو تین دن جیا نہ جیا تین دنکے بعد

نتیجہ نہیں ہوا ابھی تیرے شہید کا
کرتا تنا سوگ بان تو کھا تین دنکے بعد

وعدہ تو ایک دن کا ہی پر دیکھیے ظفر
دو دن کے بعد آئیں وہ یا تین دنکے بعد

عشق کی دست ہی کان لعل و گوہر چشم تر
سیکڑون ہین سرخ آنسو سیکڑون آنسو سفید

تار بارش کو نشہ مین دیکھکر کہتی ہین مست
ہو گئی سب ریش مین پیر فلک کے مو سفید

اشک خون آلودہ ہیرا چیپہ تر ہی کوئی
ایکبار و سرخ ہی تو ایک ہا بار و سفید

خانۂ دل ہی سفید اسکی سیاہی دور کر
کیا سفید یسی عمل کرتا ہی اپنا تو سفید

عشق مین پر ہی سیہ چشمونکی اجگل حوان
ہو گئے پیری ہی گو مژگان سفید و رو سفید

خط جسی لکھتی ہو تم لکھو ہمین کیون دیکھکر
رکھ لیا ہی آپنی کاغذ نہ زانو سفید

دیکھکر تنہا ب کو کہتے تھے شب آپس مین مست
واہ پیر حرج نے اوڑہا ہی کیا پوشیدہ

فرق ہی دنرات کا اپنی اور اسکی بات مین
خال زنج کو ہم سیہ کہون کہی بد خو سفید

سر خرو ہون اے ظفر کہونگر عزیز دنسے عزیز
بیموتے ہے زمانہ ہو گئے تو ہو سفید

دھیان آیا کچھ مگر دس روز بعد
پوچھی عاشق کی خبر دس روز بعد

تین باری ہر مہینے مین ملین
وہ جو آ نکلین ادہر دس روز بعد

دس برس مین آئے وہ وعدہ خلاف
کہدے آنے کو اگر دس روز بعد

دس مہینے ہو گئے دس دن ہمین
تو نہ آیا نامہ بر دس روز بعد

ایسے ہفتے دوست کی کیا دوستی
جو کہ پھر جاوے بشر دس روز بعد

دشمنونکا حال سب کھلجاے گا
من و عن بہتر ظفر دس روز بعد

بوسہ اگر ملے لب جانان کا اے ظفر
اچھی نہین پھر اور ہوس اس ہوس کے بعد

دل لیکے مانگتے ہین یہ جان یک شد و دو شد
کیا خوبصفت برہمن تبان یک شد و دو شد

دل سا رفیق جان مرا تو کسے کہ صبر
ناصح تری ہی عقل کہان یک شد و دو شد

دیتا تھا جھڑکیان تو مجھے گالیان بھی ہین
اچھی کھلی ہی تیری زبان یک شد و دو شد

تیر نگاہ سی مجھے زخمی تو کر چکے
پھر کھینچتے ہو تیغ بیان یک شد و دو شد

جل ہی رہا تھا آتش اندوہ و غم مین دل
اُٹھنے لگا جگر سے دھوان یک شد و دو شد

بیٹھے تھے خانقاہ مین ہم بن کے پارسا
پھر یاد آیا دیر مغان یک شد و دو شد

کی دوستی جو اس بت کافر سے اے ظفر
دشمن ہوا ہی اپنا جہان یک شد و دو شد

نہین یہ مانگ ہی بالون مین تیری جان سفید
ہی کہکشان رات کی شب تیرہ مین نشان سفید

کر دو جو سنج مرے خون مین تم سر انگشت
تو خنجر تیز بھی ہون ناخن مہربان سفید

تمہاری دست نگارین کی یاد مین ہی سنج
نکلتے آنکھ ہی آنسو نہین اک آن سفید

نہین عزیز دلسوز سر خرو ہر گز
ہوی ہین بیسیو لہو زیر آسمان سفید

سفید قرص قمر دیکھو شب خیال آیا
تنور چرخ مین یا ریگ کیون تان سفید

کہان ہی ابر کہان تا ربا رہی ساقی
یہ سائبان سیہ مین ہی ریسمان سفید

ردیف الدال

ہمنے دیکھا تری تصویر کا پہلا کاغذ
کلک قدرت کی ہی تحریر کا پہلا کاغذ

یہ زمین قبضہ مین کس کس کے رہی ہی پہلے
دیکھو گر ہو کسی تعمیر کا پہلا کاغذ

اب جو لکھتا ہی وہ یہ کا سیکو لکھتا تھا کبھی
دیکھلو اوس بت بے پیر کا پہلا کاغذ

خط نہین روی ترس پہ تری پھر نکلا
بدلا قرآن کی ہی تفسیر کا پہلا کاغذ

سیکڑون نسخے کیے جمع ہوس نے لیکن
نہ ملا نسخہ اکسیر کا پہلا کاغذ

ہوے ہے جب جرم وفا پر وہ کیسکو تصویر
دیکھتا ہی مری تقدیر کا پہلا کاغذ

سر نوشت اپنی طغرا بنی نہین بدلی جاتی
ہے وہی اک خط تقدیر کا پہلا کاغذ

ردیف الرای مہملہ

جو نسمجھین عشق کے رتبہ کو وہ انسان ہین اور
ہمکو تو وہی ہی سمجھا اللہ نے انسان ہین اور

وہ بلا ہوتی ہی برہم جبکہ ہمپر بے خطا
ہوتے ہم اوس زلف مشکیں کے بلاگردان ہین اور

دل تو کیا گر جان بھی مانگوگے دینگے ابھی
ہم تمھارے تابع فرمان ہین فرمان ہین اور

لے خبر جلد اپنے بیمار وفا کی اے عیسی نفس
وہ کوئی دم اس سرای دہر مین مہمان ہین اور

فتح ہو کر یہ اگر گرد پا تو پہ دے اسے
دلمین تیری صید افگنی کے ابھی ارمان ہین اور

نالہ پر شور جب کرتے ہین برپا شور حشر
اشک خون میرا اٹھاتے مجھپہ اک طوفان ہین اور

چڑھکر اگر وہ بام پہ کھولے کمند زلف
کرے دل فرشتہ اسیر آسمان پر

دیکھا نہ کوئی رو زمین پر ترا عدیل
آیا نظر نہ تیر انظیر آسمان پر

ہے میری آہ سرمے سے بستہ ہو گیا
کاسہ مین ماہتاب کے شیر آسمان پر

مژگان تر سے میری نہ کیون غرق آب شرم
ہو بار بار ابر مطیر آسمان پر

لے پہونچے میرا نامہ جو اوس ماہ وش تلک
کیونکر نہو دماغ سفیر آسمان پر

اوس شعلہ خو کی کیا کہون شوخی کہ مثل برق
ہو گر زمین پہ گرہ شریر آسمان پر

تیری بھوؤن کے سامنے دیکھا تو مہ جبین
آیا نظر ہلال حقیر آسمان پر

جو تیرا خاکپا ہو غبار اوسکا اوڑکے ہو
جیب ملائکہ مین عبیر آسمان پر

گر رخ کو دیکھتا ترے ہو کر فریفتہ
خورشید پڑھتا بدھ منیر آسمان پر

دور قلم کو دیکھ ظفر کے کہے ہے خلق
کب ہے عطارد ایسا دبیر آسمان پر

دو دو جگر ہمارا ہے یہ اٹا فلک پہ
کہتے ہین لوگ جسکو کالی گھٹا فلک پر

یہ آہ آتشین جب چمکا ہی سیف اپنی
کیا تاب پھر ہلا ہی بجلی بٹا فلک پر

شرمندہ ہو گا تیری عارض سے ماہ تابان
لے روبرو سے اسکو کوئی ہٹا فلک پر

اوس مہ جبین نے جسدم دکھلائی تیغ ابرو
دل مین ہلال کیا کیا اپنی کٹا فلک پر

جوگی بنا پھری ہی اوس ماہ وش کے غم مین
خورشید سے بڑھا کر سر کی جٹا فلک پر

الفت کی ہی مین دیکھی مینے خمار دیگر
توبہ ہی اب نہین مین پینے کا بار دیگر

دامن پہ میری دیکھو کیا اشک لگون سے
پھولے ہی تازہ ہرم اک لالہ زار دیگر

گر قتل تو نہ مجکو بچائے گا ستمگر
پیدا نہو گا ایسا جی جان نثار دیگر

بیت الحزن مین اپنا جز رنج و غم کوئی بھی
نے ہی رفیق دیگر نے غمگسار دیگر

رخسار زرد پہ ہین کیا لال لال آنسو
کھیتی خزان بھی اپنی ہی اک بہار دیگر

وقت نماز الفت ہر وقت ہی کہ آمین
نے انتظار پیشین نے انتظار دیگر

سمجھے ہی تو ظفر کیا مہر و وفا کو آسان
اس سی نہین ہی کوئی دشوار کار دیگر

بلا سی پھینک تو نامے کو اس غریب کے چیر
پر اتنا کر نہ اسی سامنے رقیب کے چیر

کہین نہ چیر یو دل اسکی ساتھ ای جراح
سمجھ کہ پھوڑی کو تو دل کی اب قریب کے چیر

مرا ہی حوصلہ کیا عشق گر ہو دست دراز
اوڑا لے جیب خرد کو مرے ادیب کے چیر

بہت کری ہی یہ کلا مجھے یہی ڈر ہے
کہ ڈالے گلہ نہ صیاد عندلیب کے چیر

نظر پڑی سر منبر جو تیری ای کافر
ہوئی نہ کوئی دوا جبکہ سود مند ہین

تو پھینکے کاغذ خطبہ کو تو طبیب کے چیر
تو ہنے پھینکدی نسخے سب طبیب کے چیر

کہے یہ عشق سی کون ای ظفر کہ او بیدرد
نہ سر کو تیشہ سی فرہاد بی نصیب کے چیر

ہے جسم زار میں دم یوں جیسے خس کے اندر
ہو جائیگا ہوا یہ یک دو نفس کے اندر

لگ جائے قافلہ کو آتش اگر ہو پیدا
تاثیر نالہ میری بانگ جرس کے اندر

دی ناز سے جو اوسنے مژگان کو اپنی جنبش
سو سو ڈبو لے نشتر اک ایک نس کے اندر

سینے میں اسطرح دل تڑپے ہے تجھ بن اپنا
جیسے کہ مرغ وحشی پھڑکے قفس کے اندر

آنکھو سے ایک دم میں بہ جلے وقت گریہ
خون اسقدر کہ پیدا ہوا کس کس کے اندر

آفت ہے اوس پری کا پردے سے باہر آنا
اور دیکھکر مجھے پھر چھپ جانا ہنس کے اندر

دنیا میں اے ظفر ہو کیونکر فراغ اوسکو
دل جسکا پھنس رہا ہو حرص و ہوس کے اندر

دو مہلنے میں ہوئیں اوس سے ملاقاتیں چار
پر کہیں بیٹھکے اک جا نہ ہوئیں باتیں چار

کیا کہوں میں شب ہجران کی درازی تجھسے
ایک رات ایسی کٹی جیسے کٹیں راتیں چار

دل و جان ہوش و خرد بھیجدوں وکیل و چار
کہ یہی تحفہ ہیں اوسکی لیے سوغاتیں چار

چار حصے ہے سوار ند سے اسوقت میں فسق
خانقا ایک کہیں ہے تو خراباتیں چار

چار بار آٹھ پہر میں ہیں وہ اوسسے ملتے
اوسسے ملنکی ہیں معلوم جنھیں گھاتیں چار

جیسے اک بار مری چشم سے برسے آنسو
ایسی ہوں چار برس میں بھی نہ برساتیں چار

چار یاروں سے نبی کے ہے عداوت جسکو
سر پہ ہم مارتے ہیں اوسکے ظفر لاتیں چار

دیگر

میرا اون کا معاملہ ہے اور — اون سے ہر دم مجھے گلہ ہی اور
دیدۂ دل مین وہ رہے میرے — کیا بنانا دو منزلہ ہے اور
صفِ مژگان سے دل نہین پھرتا — بلکہ کرتا مقابلہ ہے اور
کہدو داغظ سے نام عشق نہ لے — حل نہوگا یہ مسئلہ ہے اور
لگائے یہ داغ کبک انگارے — طائر دل کا حوصلہ ہے اور
دل گرفتار کیون نہون لاکھون — زلف مشکین کا سلسلہ ہے اور

دور دل سے ہین جو وہ سمجھے
اے ظفر یہ تو فاصلہ ہے اور

مجھے اولٹا اونھین گلہ ہے اور — سنتے ہو یہ معاملہ ہے اور
جو جو باطن مین ہین بُرا کہتے — اونسے ظاہر مقابلہ ہے اور
فقر و شاہی بہم ہے دیکھو یہان — یہ فقیرانہ چوچلہ ہے اور
گر بگڑنے پہ اوئے بگڑین ہم — ابھی ہو جاتا فیصلہ ہے اور
لیتہ رہیت سے کون ہے خالی — ظاہر اسب مین فاصلہ ہے اور
کفر و اسلام ایک ہین کس طرح — دونون فرقون کا سلسلہ ہی اور
آمد و شد مین دم کے دیکھ مزے — نفس کا یہ مجادلہ ہے اور

دل لگی کشور ہستی مین ہو کیا خاک اوسکی
جنبکو ہر لحظہ رہی فکر سفر پیش نظر

ہو نہ اک ہستی موہوم پہ نازان غافل
کہ گئے سیکڑون یان ایسے گذر پیش نظر

لب شیرین کا تری بوسہ اگر ہو حاصل
دلکو ہی میری بہ از قند شکر پیش نظر

کرے اوس رخ پہ بھلا کیا مری بینائی کام
پڑتی جس جا کہ نظر یہ ہو نظر پیش نظر

رکھ سدا زیر نظر آئینۂ دل کہ مدام
رکھتے آئینہ کو ہین آئینہ گر پیش نظر

شغل آئینہ سے اک دم نہین فرصت ہی تمھین
رہتا کون آئینہ رو ہی یہ ظفر پیش نظر

ردیف رای ہندی

غرور سے نہ تو موچھونکو اے جوان مروڑ
کہ دیگا پیر فلک یکھ تیرے کان مروڑ

چمن سے توڑکے پھولونکو لیچلا گلچین
کہو کہ چھین لی ہاتھ اسکا باغبان مروڑ

گلوری ہمنے جو مانگی تو یہ ہوی وہ خفا
کہ پانداں سے دیے پھینک سارے پان مروڑ

قضا کے نیچے سے ہرگز چھوڑا اسکو نہ وہ ہاتھ
اگرچہ شیر کا دے پنجہ پہلوان مروڑ

زبان دراز جو ہووے نہ شمع تو گلگیر
پکڑکے چٹکی سے کیون اوسکی دے زبان مروڑ

تری بھوون سی ہی ہمسر گر ہو مجھ مین زور
تو پھینکدون ابھی ہاتھونسے مین کمان مروڑ

گمان نہوتا کچھ اوسکو تو لیکے قاصد سے
ظفر نہ ڈالتا خط کو وہ بدگمان مروڑ

ردیف ڈالی بیچم

دل وسکی زلف سے جا جا کے کیوں الجھتا ہے
کہ ڈسنا اوس کو ہمین آ کے اپنے بل مین بگاڑ

جو بن سنور کے عدو کی بغل مین بیٹھے ہین
تو دل کو دیتے ہین کیا کیا مری بغل مین بگاڑ

نشے مین دیکھ خط کہکشان ہمین سوجھی
کہا ارے یا فلک کے پڑا کھرل مین بگاڑ

ذرا بھی سامنے میرے اگر عدو بگڑے
تو منھ کو دون ابھی اوسکے مین یک پل مین بگاڑ

جو چاہتا ہے رہے آبرو نبی تیری
تو نہ نہار کسیکو نہ اس عمل مین بگاڑ

ہمارے دل کی جو بدلے ہمین وہ دین بوسہ
نہین ہے کوئی بھی ایسی دل و لین مین بگاڑ

بگاڑنے نہ کہین نقد ہوش دختر رز
کہ اس چھنال کی ہندو بڑا ہی چھل مین بگاڑ

بنائی حق نے ظفر وہ تری طبیعت ہے
کہ دخل کیا ہے ذرا ہو تری غزل مین بگاڑ

عکس جو دیوے صراحی شراب کی تو ٹوٹ
تو رکھدین مست بھی گردن مین حباب کی تو ٹوٹ

اوٹھین گر ابر جو ساقی نہین بکیفیت
تو ڈھا دین کہین توبہ نہم شراب کی تو ٹوٹ

سوال بوسہ پہ دیکر جواب توڑ کے تو
نخاطرا صنم اس خانمان خراب کی تو ٹوٹ

چمن مین اوس تن نازک سے گر مقابل ہو
تو بیان بھی پھیکین گل گلاب کی تو ٹوٹ

غمونکی اتنی گران بار یونسوا ے گردون
کمر نہ میری دل گرم اضطراب کی تو ٹوٹ

نہ ڈال میکدہ مین دیکھ محتسب اندھیر
ذرا خدا سے تو ڈر خم نہ آفتاب کی تو ٹوٹ

رکھے ہو فکر مری وہ بلند پروازی
کہ دے اک آن مین ہمت ظفر عقاب کی تو ٹوٹ

جیسے جاتی ہی مری آہ و فغان دور و دراز
ایسا پہونچی ہی کوئی تیر کہان دور و دراز

دل سے ہین میری وہ نزدیک اگرچہ ظاہر
میری گھر سے ہی بہت اونکا مکان دور و دراز

مانگ سے اوسکی نہ ہمسر ہو فلک پر ہر چند
آپکو کھینچے خط کاہکشان دور و دراز

رکھہ نہ تو راہ محبت مین قدم یہ رستہ
دیکھہ ہی ایدل بیتاب توان دور و دراز

جانتے لوگ ہین جسکو فلک نیلی فام
وہ مری آہ کا پہونچا ہی دھوان دور و دراز

مجکو ڈر ہی کہ تری زلف الجھکر دل سے
قصہ پہونچاے نہ ای آفت جان دور و دراز

کیونکہ مرمر کے نہ طے ہو سفر ملک فنا
اے ظفر ہے یہ رہ عمر روان دور و دراز

جان سے جانتا ہون تجکو مری جان عزیز
تجھسے تو جان نہین مجکو کسی عنوان عزیز

دیکھہ لے فیکو اگر خواب مین تیری صورت
ہو زلیخا کو نہ اتنا مہ کنعان عزیز

مری تقصیر ہی کیا کوئی جنون سے پوچھے
مجھے کیون ہوتا ہی یہ دست و گریبان عزیز

جو تری شیفتہ ہین ای بت کافر اونکو
تجھسے ذی دین ہی عزیز اور نہ ایمان عزیز

دل سودا زدہ زلفون سے اوجھکر تیری
رکھتا ساتھ اپنے مجھے بھی ہی پریشان عزیز

شکوہ غیر و نکا کرون کیا کہ محبت مین تری
تہمتین یار لگانے لگے بہتان عزیز

اے ظفر دے نہ دل اوس دلبر ہرجائی کو
ہو نہ رسوائے جہان دیکھہ کہا مان عزیز

کرینگے دیکھیے کس کس کو صید تیر نگاہ
چلے ہین آج نہایت ہی وہ شکار کو تیز

مقابلے مین اگر برق آگئی اسکے
تو پاؤگے بہت اس آہ شعلہ بار کو تیز

غضب تو یہ ہی کہ ہوتا ہی تیر جب ہمپر
تو اپنے ساتھ وہ کرلے ہی اور چار کو تیز

پسند دلکو ہی یون اوس نگاہ کی تیزی
شراب جیسی خوشی آ شراب خوار کو تیز

ارادہ دیکھیے کیا ہی کہ آج دیکھتے ہین
وہ چشم قہر ہی اس نے جان نثار کو تیز

دھرا ہاتھ تو ہاتھ اپنے جیب و دامن سے
جنون مین دیکھ کہ ناخن کو تیز خار کو تیز

ظفر نپوچھ کہ کیا کیا ہوائے کوچۂ یار
کرے ہی آتش دلہائے بیقرار کو تیز

ردیف سین مہملہ

سر رکھے تکیہ پہ اپنا کیا مرے وہ سر کی پاس
جو کبھی بستر کرے وے مجھے بستر کے پاس

مطلع ثانی

کان کا جوہر نہین رخسار مہ پیکر کے پاس
جلوہ گر ہی اک ستارہ یہ مہ انور کے پاس

زلف مشکین کو سمجھکر ہمسر مار سیاہ
ہاتھ ہم پہونچا سکے اپنا نہ ہارڈر کے پاس

داغ دل کے متصل اک اور بھی چاہیے
خوشنما ہی ہووے شیشہ گر اس ساغر کے پاس

اپنے برگشتہ اگر طالع نہوتے ہمنشین
آکے پھر جاتا وہ مہوش کیون ہمارے گھر کے پاس

خیال بروی جانان قریب دل یون ہے
کہ جیسے تیغ ہو رکھے کوئی سپر کے پاس

لٹا رہا ہو دراشک عشق مین لاکھون
کہانسی اتو کمر کرے چشم تر کے پاس

ہزار طرح کا باتون مین جسکے شر نکلے
بشر کو چاہیے پھٹکے نہ اوس بشر کے پاس

جبکہ ذکر عیب ہی لگتا ہو یان کے آنے مین
پھر کے بیٹھین گے کاہیکو وہ ظفر کے پاس

ردیف شین معجمہ

جو ہجر کی تھی کثرت آفات مین تشویش
سب مٹ گئی وہ ایک ملاقات مین تشویش

تو بھاگ لا دیکھ محبت سے کہ اسکی
ہر گام مین اندیشہ ہی ہر بات مین تشویش

گذرے ہی کوئی لحظہ جو بیفکر تو برسون
دیتا ہی فلک اوسکی مکافات مین تشویش

پاتی نہین ہمتو کبھی رندونکو مشوش
آتی ہی نہین بزم خرابات مین تشویش

جی کیون نہ ڈرے گریہ سے ہو دل جو شکستہ
ٹوٹی ہوی گھر کی تو ہی برسات مین تشویش

دل نذر کرون اپنا کہ جان پیشکش اپنی
ہی مجکو تری غم کی مدارات مین تشویش

عقبا کی ظفر چاہیے کچھ فکر بشر کو
بیہودہ ہی دنیا کی مہمات مین تشویش

ہے مہ سی کا کہان عارض جانان پر نقش
یہ ستارے کا ہی قرص مہ تابان پر نقش

ہو مو سبز خط کا ہے کسیکے سودا
لکھدو کوئی مجھ برگ گل ریحان پر نقش

پیدا ہوئی کیا کیا نہ دل اہل سخن مین
سن سنکے ظفر آپ کے اشعار کو تشویش

ردیف الصاد

جفا سے تو جفا کاری مین مخصوص	وفا سے ہم وفاداری مین مخصوص
تماشا ہے کہ گردون سرکشی سے	ہوا ہے اس نگونساری مین مخصوص
نگاہ مست ساقی سے عجب کیا	اگر صوفی ہوے خواری مین مخصوص
رگ ابر بہاری سے یہ مژگان	ہوئین کیا عین خونباری مین مخصوص
کوئی سمجھا تمھارا عاشق راز	نہوگا گریہ وزاری مین مخصوص
جو ہے آگاہ عیاری سے تیری	وہ تیرا یار ہی یاری مین مخصوص

زہے قسمت کہ خدمت سے تمھاری
ظفر ہونا زبردار مین مخصوص

بتخانہ مین ہی کیا مری ہمراہ وہی شخص	کعبہ مین بھی دیکھا تو ہی واللہ وہی شخص
رکھتا جگر دل مین ہی جو درد محبت	کچھ ہے تو مری درد ہی آگاہ وہی شخص
دل ڈوب گیا جسکا تری چاہ ذقن مین	رکھتا ہی بدل یار تری چاہ وہی شخص
جو مرتے اور اوٹھے نہ جو ان نقش کف پا	اوس در پہ ہی یہ بندہ درگاہ وہی شخص
نظر کاے ہی جو شعلہ صفت تمکو زیادہ	ہی آپکو نزدیک ہوا خواہ وہی شخص

ردیف ایضاد

زلف سے اوجھ یہ کیا اس مبتلا کو ہی غرض
سر پہ لٹا حق بلا کسکی بلا کو ہی غرض

جو ہوا ای شوخ بیمار غم فرقت ترا
نے شفا سے اوسکو نی اوس سے شفا کو ہی غرض

دل مرا ہو رخاک سے خون یہ فقط مقصود ہی
ورنہ اوسکو دست و پا سے کیا خدا کو ہی غرض

جان و دل ایمان و دین جو کچھ تھا لینا لیا
اب ہی کیا ہمسے اوس کافر ادا کو ہے غرض

اے ستمگر اے وفا دشمن تری بیداد سے
بیوفا کو کیا غرض ہی باوفا کو ہے غرض

امتحان برش تیغ نگہ منظور رہے
قتل سے میری نہین اُس پر جفا کو ہی غرض

آشنا بے غرض ہی کون دنیا مین ظفر
پڑتی سو بار آشنا سے آشنا کو ہے غرض

ردیف طای مہملہ

دل عاشق جمال ہی مفتون خال و خط
جان وحشی نگاہ ہی مجنون خال و خط

کیا خوب نقطہ رکھتا ہی کیا خوب دائرہ
صفحہ پہ رو ی یار کے یہ نون خال و خط

خورشید زیر لے ہے رخسار تابناک
پوشیدہ زیر پوشش شبگون خال و خط

سنبل قرین سوسن و ریحان ہی باغ مین
گیسو نہ سمجھو یار کے مقرون خال و خط

زیبا ہی اوسکے کشور حسن و جمال مین
آئین ناز و غمزہ و قانون خال و خط

دکھلا دیا نوشتہ مرا یک قلم تجھے
مین تیرہ بخت ہون ترا مفتون خال و خط

شمع کو گلگیر کیا ہو تاج زر کی احتیاط
عشق میں جبہہ نہ اوس کو آذر سری کی احتیاط

نکلے جو آنسو تصور میں کسی مہ پارہ کی
چاہیے آنکھو اوس روشن گہری کی احتیاط

خط بچایا آپ خط کیطرح سے ٹکڑے ہوا
اللہ اللہ ری ہمارے نامہ بر کی احتیاط

سیکڑوں قشقا ہو کر دختر رز سے خراب
کھو گئی اس میکدہ میں عمر بھر کی احتیاط

ہم پھرک کر دام کی صیاد میں ٹکڑے اوڑا
پر ذرا اسکو ہی اپنے بال و پر کی احتیاط

مرگ عاشق کی خبر جبتک مکرر سن نہ لے
وہ نہ آئے دیکھنا اوس بیخبر کی احتیاط

اے ظفر سینے میں بھڑکا اپنے شعلہ عشق کا
ہو حکیمی دل کی حفاظت اور جگر کی احتیاط

اگرچہ ہمنے لکھا اوسکو اضطرار میں خط
مگر خطر نہیں وہ پھینکدیں ہزار میں خط

مری طرف سے ہی دلمیں غبار کچھ اوسکے
لکھا ہو مجکو جو اوسنے خط غبار میں خط

عجب بہار ہی نظر دنیں لہلہاتا ہے
ہر رنگ سبزہ ترے حسن کی بہار میں خط

بدل کو لکھتے ہیں خط اپنا اسلیے خط ہم
کہ کپڑا جائے کہیں یہ کوئی یار میں خط

لکھا نصیب کا یہی کہ نامہ بر اپنا
گرائے بھول کے دشمن کی رگبدار میں خط

گئے کدھر نہیں معلوم رفتگان عدم
کبھی لکھو کو اوڑھیں بھیجیں کس دیار میں خط

ہمارے قتل کو تیغ قضا کھینچی گویا
کھنچا جو سرمہ کا اوس چشم پر خمار میں خط

گلہ کسی کا نہ شکوہ نہ کچھ فساد کی بات
فقط ہی خط ہی کی آنیکی انتظار میں خط

ردیف الف بین

کی تھی کیا مجھسے مرے یار شرط — کچھ بھی ہے یار ستمگار شرط
دین و ایمان و دل و جان لیکر — دینا بوسہ بھی ہے اک بار شرط
شمع کی طرح رہ الفت مین — سر کٹانا بھی ہے سو بار شرط
در پر اوسکے نہ فغان کرانتی — ہے ادب بھی دل بیمار شرط
چپکا نہ رہ مرغ چمن دام مین — کچھ ہی نہ کچھ ہے تجھے گفتار شرط
راز نہان گریہ سے کھل جائیگا — ہوئیگا رسوا سر بازار شرط

جتنے ہین بے قول ظفر اب نہان
انسے کرے اب تری پیزار شرط

ردیف الظاء

گلی مین یار کے جسنے رکھا قدم بلحاظ — گئی بھی باد سب آئے بھی وہ تو ہم بلحاظ
ہماری شکل نے سب حال کہدیا اونسے — زبان سے گو نہ کہا ہمنے دل کا غم بلحاظ
قلم وہ کرتے ہین پر بھی ہاتھ ای قاصد — اگرچہ کرتے ہین خط اونکو ہم رقم بلحاظ
جب اوس کے حسن مین یوسف نہوسکا سر — تو جا چھپا وہ پس پردۂ عدم بلحاظ
مبادا چونک دیکھے خواب نازی وہ گل — چمن مین جائیو اے باد صبحدم بلحاظ
ابھی ڈبوئین رقیبونکے گھر کے گھر لیکن — ہم اونکی آگے نہین ہوتی چشم نم بلحاظ

دیکھون کیا آنکھو نسے تجھکو کہ مری جا دشمن
ہی مری پیش نظر شیشے کی دیوار کی وضع

کیون نہ ہر بات مین اک زخم لگے دل پہ مری
کہ زبان رکھتی ہی تیری مین وہ تلوار کی وضع

وضع داری کا بہت کرتے ہین اپنے دعوی
پر ظفر ہمکو پسند اونمین ہی دو چار کی وضع

جو پیین گے شراب بے موقع
وہی ہونگے خراب بے موقع

ور خدا نے نہ بول آتا جھوٹ
بت خانہ خراب بے موقع

بہتو کہتے ہین بات موقع کی
دیتے ہین وہ جواب بے موقع

حضرت ناصح آپ کی باتین
نہین بھاتین جناب بے موقع

ہستی یک نفس پہ کیون یہ ہوا
باندھتا ہے حباب بے موقع

رخ روشن کے روبرو ہی ترے
تابش آفتاب بے موقع

آتش عشق سے ہوا بھنکا
دل بھی کیا ہی کباب بے موقع

ابر مژگان کے سامنے تیرے
ہے برستا سحاب بے موقع

دل ظفر دے کہ شعلہ رویون کو
لیا جسنے عذاب بے موقع

ردیف غین معجمہ

مل گئے اون سے اپنے کیا مخبر | لکھتے ہین چٹھیان دروغ در دروغ

نرہی راستی ظفر باتین
ہے پسند جہان دروغ در دروغ

ردیف الف

تجھ بن شراب عیش کے پینے پہ چار حرف | اور اسطرح کہ ای مزہ جینے پہ چار حرف
لا ایک حرف شکوہ زبان پر نہ ہجر کا | بھیجو اس ستم شعار کمینے پہ چار حرف
جا جواب نامہ قلم بھر کے خون سے تو | دے کھینچ اپنے کشتہ کے سینے پہ چار حرف
الفت کی شرح سے ہین بیاضین بہت سیاہ | پھیلے ہین یہ ہزار سفینے پہ چار حرف
جاتے تو ہو رقیب کے کوٹھے پہ تم مگر | سن جاؤ میری ٹھہر کے ہینے پہ چار حرف
ناحق جو کینہ رکھتا ہی تو مجھسے ای حسود | تف تجھپہ اور اس تری کینے پہ چار حرف

روز ازل سے نام محمد کے ای ظفر
کندہ ہین اپنے دل کے نگینے پہ چار حرف

ہوئی کس جرم سے ہمپر یہ عنایت موقوف | کیا خطا دیکھی جو کی خط نہ کتابت موقوف
ہم وہ عادی ہین غم عشق کے مر جائینگے | لیک ہونیکی نہین ہمسے یہ عادت موقوف
یا تو لیجائیے ای حضرت ناصح تشریف | اور یا کیجیے یہ پند و نصیحت موقوف

جو نہ کہنا تھا کہا ناصح کو مینے بارہا
کر دیا پاگل مجھے جان کر مجنون معاف

منے اوسکی عنایت کو ہین کیا تیرے گناہ
اے ظفر کر دیگا سب قادر بیچون معاف

ہمیشہ کرتے ہو عاشق پہ تم تبر اصاف
کیا ہی آپنے کیا خوب روز مرا صاف

نہین تمارے کسی دل جلے کی گرد و ن پر
تفنگ آہ مین بارہی بھر کے چھرّا صاف

تری فراق مین اے مہروش دل اپنا ہم
غبار غم سے نہین پاتے ایک ذرّا صاف

جو خوشنما تری بینی ہی جون گل زنبق
تو برگ گل ہی نزاکت مین اوسکا پایا صاف

کہی ہی سبکو مے تند و تیز بادہ فروش
جو بیکے گھوٹ کوئی دیکھی ہی وہ ٹھرا صاف

جسے بسعرت دل خوش مزاج سمجھے تھے
پڑا معاملہ تو پایا اسکو تر اصاف

جو تیری قد سی ہو ہمسر تو سرو کے سر پر
چمن مین شمشیر قمری ہو شکل زاغ صاف

مجال کیا کرے تیرے رخ سے شعلہ ہو ہمتاب
کرا دیکھ کے جاتی ہو برق تھرا صاف

جو فخر کرتے ہین اپنے لباس ظاہر پر
ظفر وہ کسوت دانش سے ہین معرا صاف

وہ کھینچے تیغ نہین ہمکو امتحان کا خوف
کہ کرتے عاشق جانباز کب ہین جانکاہ خوف

ہوئی یہ ابکی برس گریہ سے مری برسات
کہ ہی ہر ایک کو سیلاب سے مکان کا خوف

مرا جو دشمن جان ہو گیا وہ جان جہان
تو اوسکا خوف ہی گویا مجھے جہان کا خوف

نظر مین جبکہ سمانا ہے پر تو رخسار
وہ دیکھتا بھی نہین جلوۂ قمر کی طرف

اگی خبر ہو قاتل کے اور رہین تیور
بری نگاہ سے تکتا ہو میری سر کی طرف

مری طرف سے یہان تک پھیرا ہی رخ اوسکا
کہ سو دفعہ بھی نہین کرکے میرے گھر کی طرف

حواس چارہ گرونکے بھی اوڑ گئے یکسر
جو کی نظر مرے زخم دل و جگر کی طرف

خدا ہین جسپہ دل و جان سے کیا تمنا ہی
وہ التفات بھی کرتا نہین ظفر کی طرف

بے رخے یار کرینہ نظر دوسری طرف
بیٹھاے دل ندیکھ ظفر دوسری طرف

اپنا خدنگ آہ عجب کیا جو توڑ کر
جائے گا کل فلک کی سپر دوسری طرف

سیدھا ہی اوس گلی مین پہونچتا ہی رو دل
جاتا نہین ادھر نہ اودھر دوسری طرف

چھوڑے جو یکطرف سر عارض و ماہ رخ
یکسو عیان ہو شام و سحر دوسری طرف

دل بھر گیا جو اوس صف مژگان کے سامنے
پھیرا نہ منھ کو بل بے جگر دوسری طرف

کیا اس سے فائدہ جو کوئی اک طرف رہے
جبتک نہو کسیکو اثر دوسری طرف

دل بھی ہوا نہ اپنا طرفدار ہے غضب
اک آن مین ہوا یہ ظفر دوسری طرف

جی چرا پسین کیون ہو نا سر بزانو طرفین
گو کہ کچھ کہہ نہین سکتے آنکھ دونون طرف

یکقلم ایسے خطون مین ہو گئی باہم جواب
منھ نہین پڑتا کسیکا صلح پر دونون طرف

سوئے نہ میری پاس وہ بستر پہ راتکو
جبتک کہ درمیان نہوا لغزش بھر کا فرق

کچھ ہین انکے حجلۂ امکان بھی ملا تو کیا
میری اور اونکے گھر مین ہی دن مین گھڑی کا فرق

جاتا گذر ہی دونون سی اوسکی نگہ کا تیر
مطلق نہین سمجھتا وہ دل اور جگر کا فرق

بلبل ہزار میری طرح سی ہو نالہ کش
میری اور اوسکی نالہ مین ہوگا اثر کا فرق

کہتے ہی مہر پاس تو بیٹھے وہ فرق سی
آیا ہی اونکو دل مین کچھ اب اسقدر کا فرق

مدت سے مجھ مین اور مری دل مین اے ظفر
ڈالا ہوا ہی اوس نگہ فتنہ گر کا فرق

خدنگ یار نہین کچھ دل و جگر مین فرق
تو ایک گھر سی سمجھ دوسری نہ گھر مین فرق

وہ صاف آئینۂ دل مین ہے نظر آتا
نہ آئے جسکو نظر اوسکی ہی نظر مین فرق

یہ جوش گریہ سی عالم ہے اشکباری کا
نہین ہی ابر مین اور میری چشم تر مین فرق

نگاہ مردمک چشم یار مین یک جا
کہ خوشنما ہی ابر مین اور میری چشم تر مین فرق

نہ دل مین فرق پڑی گر فراق ہو برسون
یہ ہو نہین کہ جو اک لحظہ بھر مین فرق

ملے ہین چہرہ کی زردی سی دیکھ اشک مری
رکھا نہ عشق نے کچھ رنگ سیم و زر مین فرق

ظفر کھلا یہ حلاوت سے ہو بوسہ کے
نہین ہی اوس لب شیرین مین و شکر مین فرق

ردیف کاف تازی

انسان کی زندگی ہی تو اک دو نفس تلک
سامان کری ہی جینے کا لاکھون برس تلک

دامن چھوڑانا اپنا ہو دشوار برق کو
گر کرئے آشیان کی مرے خار و خس تلک

دل مین ہم اوسکو اپنا جو بوسہ کو دینے مین
دو چار سے نہ موڑ ی وہ منھ آٹھ دس تلک

ساقی نگاہ مست سی تیرے عجب نہین
مدہوش محتسب ہے اگر ہو عسس تلک

دعوی کری ہی عشق کا پہونچے اگر خبر
اس عاشق ستم زدہ کی ہوس تلک

احسان کری اسیر قفس پر نسیم صبح
اک برگ گل جو لائی چمن سی قفس تلک

سن سنلے میرا نالہ و فریاد اے ظفر
خاموش ہین زمانے مین ڈسے جرس فلک

دل مین میری وہ چبھی چشم پریزاد کی نوک
اسطرح چبھتی ہی جون سوزن فولاد کی نوک

تا سر حرخ برین عشق مین پہونچی آخر
اس مری نیزہ آہ دل ناشاد کی نوک

دلمین عاشق کے کھٹکتی ہی ہی تا دم مرگ
ہے دنیا لہ چشم ستم ایجاد کی نوک

وصف ہی عالم تصویر تری نقشہ کا
رکھتی ہی نوک زبان خامہ بہزاد کی نوک

دلمین لگتی ہی نکلتی ہی جگر مین جا کر
اے ستمگار تری ناوک بیداد کی نوک

اضطراب اگ مجنون سی پڑ ہی دم فصد
ٹوٹ جاوی نہ کہین نشتر فصاد کی نوک

کس طرح سی نہ چبھی اہل سخن کی دلمین
نکلے ہی طرز سخن مین ظفر استاد کی نوک

سوا ہی کنج قناعت جہان ہی وان تک
جہانمین ہی تو یہی گوشہ فراغ ہی ایک

فراخ دستی ساقی کا دیکھنا عالم
کہ دے ہی سو جو کوئی مانگتا ایاغ ہی ایک

سرشک خون سی یہ آنکھون نے گلفشانی کی
کہ لیکے جیب سے تا دامن اپنے باغ ہی ایک

نفیر نالہ ہو کس کے فغان وہی دل کی
بنا تا یہ دل گم گشتہ کا سراغ ہی ایک

رہی جہانمین نہین نیک بد کی کچھ پہچان
نظر مین اہل جہان کی ہا وزاغ ہی ایک

ظفر ہزارون ہین عالی دماغ و روشندل
ترا سا پر نہین رکھتا دل و دماغ ہے ایک

دل چشم فتنہ زا سی ہی لیتا سبق فلک
کرتا اولٹ پلٹ ہی یہ ساتون ورق فلک

ہونگے نثار یکسی خورشید رو پہ کیا
رکھتا ہی جو ہزار در انجم طبق فلک

اہل زمین کا ہی تری گردون پہ خون سے
ہر شام پھولتی ہی جو تجھپر شفق فلک

لایا ہی گرد شون سی مرا نک مین یہ دم
کھو کر رہیگا کچھ جو نہ سدمتی فلک

دریا دلی کو ہمیہ کراب مہربان تو
پھر کیا کیا جو ہم ہی ہو مے جان بخش فلک

کیا جانے ہی خوشی پہ خوشی کیا جہانمین
یان ہلکے رہا ہی قلق پر قلق فلک

جسکو سمجھ رہے ہین ظفر لوگ کہکشان
ناخون سی ہو رہا ہی مرے سینہ شق فلک

کیا تجھے حسن مین ہو کوئی ہمسر شریک
پیدا ہوا نہ تیرا خدا کی قسم شریک

برنگ نامہ پیچ و تاب غم میں یار ہو گیا کیا
ہوئی جو دیر تجکو نامہ بر دو دن کی دو دن تک

جو آیا وہ گھڑی بھر کو تو پھر دو دن نہیں آیا
دلا تا یاد ہی وہ فتنہ گر دو دن کی دو دن تک

ہمارے حشر تک چرچے میں بلبل باغ عالم میں
تری شہرت ہی اے خورشید سر دو دن کی دو دن تک

ہوئے یاں راہ تکتے تکتے اوسکی چار دن ہمکو
نہ لایا کچھ خبر پیغام بر دو دن کی دو دن تک

بھروسا کیا اوسمیں جسمے جو ہی کچھ آجکل الفت
کہ ہے یہ تو محبت اے ظفر دو دن کی دو دن تک

ردیف کاف فارسی

رکھنی مشکل نہیں کچھ صاحب تدبیر سے لاگ
سخت بے شوار ہی پر گردش تقدیر سے لاگ

توڑ تا اب ہی جو تو ہاتھ لگا کر بیٹھ جب
سخت جانو تکو نہیں کچھ تری شمشیر سے لاگ

خوب کسطرح ہدف پر نہ لگے تیر قضا
اے کماندار وہ سیکھا ہی تری تیر سے لاگ

شانہ کیونکر نہ جگر چاک پھرے سر گردان
کہ وہ رکھتا ہی تری زلف گرہگیر سے لاگ

دشنہ آیا ہی ترا تیز جو ہو کر اتنا
اے تمکا را سی ہی ترے نخچیر سے لاگ

گھر سے دین تجکو نکال اور مرتع سے اوسے
کہ اوہنیں مجھی ہی ضد اور مری تقدیر سے لاگ

لاگ ڈکی کوئی بجھتی ہی کہ یا جاتے ہین
ایک ہی بات مین وہ تو مری تعزیر سے لاگ

وہ مسلمان ہین ظفر صاحب ایمان کہ جنھین
نہ صحابہ سے ہو بغض اور نہ شبیر سے لاگ

مطلع ثانی

کیون ہین جہانمین مرد جو گوشہ نشین لگ تھلگ — جیسے صدف مین سب ہی دُر ہین لگ تھلگ
ہر ہر ہوا سے مدی گرا صد ہمارے آہ کا — یہ جو زمین پہ ہی کھڑا خیمہ برین لگ تھلگ
جاتے ہو آج تم جہان یہ چلو ساتھ ہمکو وان — بیٹھ رہینگے مہربان ہم بھی کہین لگ تھلگ
پاس نہ اگر اسقدر ہے کہ ہمیشہ اپنا سر — رکھتا ہی تیری پانو پہ تیرا خرین لگ تھلگ
کرے بدن سے سر جدا لیتا ہی کیون اٹھا دھر — رکھے گا پہ تو مری خنجر کین لگ تھلگ
کون ہی کہ جس سے خلطہ وہ رکھتے نہین ہین ہمو — رہتے ہین اونکے پاس تو ایک ہین لگ تھلگ
جوش جنون زمین پہ کر ہر زہ دری نہ اسقدر — رکھے ہی شاخ گاو پر دیکھ زمین لگ تھلگ

دل کو ندو ظفر اوسی جو وہ اچھالتا پھرے
شیشہ ہی نازک اسکو تم رکھدو کہین لگ تھلگ

جو کہ مست مے الست ہین لوگ — ہوش مین ہین نہین وہ مست ہین لوگ
صورت اوس بت کی دیکھکر سجدا — ہوگئے لاکھون بت پرست ہین لوگ
تخت جم پر وہ بیٹھین کیا جم کر — کرتے اوس در پہ جو نشست ہین لوگ
دور مین چشم مست ساقی کے — خم بدوش و قدح بدست ہین لوگ
اوسکے کوچے مین میری جانے سے — پہلے ہی کرتے بندوبست ہین لوگ
جو وہ کہتے ہین سب ہین کہتے بجا — کچھ نہین کہتے نیست ہست ہین لوگ

ردیف اللام

اے کہ ہر نقش مراد کیا قابل ہے دل
دی ہی کون مرا کیا قابل ہے دل
ہے ساتھا ہی جو جبتک وہ چاند کا ٹکڑا
ہے چاندنی مین ہر خوش چلنے کی ہے دل
ہے اروان خوشرہ وہ چاک کرتے
ہے خوشنما کہانین ہین کنول سے دل
ہے بیخ کا نہین ہے جو چاہ ہے ہوف
ہے بیخ کا نہین ہے جو چاہ ہے ہوف
ہے ابیض کے منہ عل سے دل
ہے ابیض کے منہ عل سے دل
ہے ابیض کے منہ عل سے دل

رخ پر نور پر اوسکے یہ مین خال سیاہ
محترق تا بش خورشید سے گویا ہے زحل

زلف رخسار پر اور زلف مین تاب خسا
دن تو ہے رات کی اور رات ہے دن کا اجل

رکھ قدم عشق کے کوچے مین جما کر اپنا
اے ظفر ایسا نہو پاؤن کہین جائے پھسل

ہے مرے حق مین ابروے پر خم کی کیا صفہانی تیغ کی شکل

بلکہ ہے ہر ایک چین جبین اوی دشمن جانی تیغ کی شکل

مطلع ثانی

وہ جو طبیعت تیز و رواں تھی وقت جوانی تیغ کی شکل

پیری مین ہے زنگ آلودہ کند پرانی تیغ کی شکل

جلد پھیرے ساغر مے کی دیکھ کلیجا کانپے ہے

چمکی ساقی ابر مین بجلی قہر ڈرانی تیغ کی شکل

یاد نگاہ و ابرو مین جو شعر پڑھون ہون میر ے لیے

مصرع اول تیر کی صورت مصرع ثانی تیغ کی شکل

ابرو کی شمشیر تری کب بھولتی ہے اس زخمی کو

ہے لب زخم دل سے رکھتا پاس نشانی تیغ کی شکل

حضرت عجب کیا گر جو اثر سے میری شوق شہادت کے

لگے دیر داغ ہونے اور دشت جنون سے
لکھا ہو کچھ ایسا کہ سمجھ مین نہین آتا

لفظ ہم مین خرابے کو نہ جاگیر کے قائل
ہون کیا ہے نوخط تری تحریر کو قائل

پہونچے نہ ظفر دلپہ جو اونکے کوئی صدمہ
جب ہونگے مرے نالہ رشبگیر کے قائل

عشق کرنا تو کچھ نہین مشکل
ہے نباہ اس کا ہمنشین مشکل

کر ملا دون زمین سرخ کو مین
تیر المنا ہے مہ جبین مشکل

روز فرقت مین ہم سمجھتے ہین
جینا مرنے سے بھی نہین مشکل

تیرے دانتون کے روبرو آنا
جانتا ہے دُر ثمین مشکل

بہتر اس اپنے دل کے آئینہ سے
ہاتھ آتی ہے دو رہین مشکل

تیرے بیمار کو سر بستر
لینی کروٹ ہے مرجبین مشکل

تیرے کوچے سے مثل نقش قدم
اپنا اوٹھنا ہے نازنین مشکل

نفس شیطان جب امین ہو رہزن
کیونکہ پھر ہو نہ راہ دین مشکل

لکھے جھٹ پٹ جو اے ظفر تہنے
اس غزل کی نتھی زمین مشکل

ردیف المیم

دیتا ہون اجرت مین دل انعام مین جان قاصد — لائے ہو خط اوسکا کیا خیرت میری پاس تم
دیکھنی ہی تمکو مے نوشی کی کیفیت اگر — تو گذارو اک برس سات میری پاس تم
قائل اس پاس محبت کا ہون کیا ای مہربان — دنکو پاس اور دنکی ہو اور رات میری پاس تم
آکے بیٹھی بھی تو کیا بیٹھے لگا ئی ہی رہے — ہر گھڑی اوٹھ بھاگنے کی گھات میری پاس تم

کہدو ناصح سے ظفر حضرت سدھارو اپنے گھر
کر چکے ضائع بہت اوقات میری پاس تم

پیار سے ہم کہتے ہین تمھین ایک بوسہ دیدو دیکھو تم
ورنہ ابھی رک جاؤ گے اخلاص مین دیکھو دیکھو تم
پوچھتے ہو کیا حال میرا جو کچھ ہے سو وہ سامنے ہے
بالین پر اک لحظہ میرے آؤ بیٹھو دیکھو تم
ہاتھ ہمارے کرتے قلم بے جرم و خطا کس واسطے ہو
لکھا ہے کیا ہمنے تمکو کھولو خط کو دیکھو تم
سینے مین میرے دیکھتے ہو گر پیکان اپنے تیرون کے
کرتا ہون سینہ چاک مین ابتو آکے ذرا دیکھو تم
حضرت دل کیسا کرتے ہو شکوہ اونسے آنکھین دکھانے کا
کچھ نہ کہو تقدیر مین جو کچھ دیکھنا ہے سو دیکھو تم

دیگر

دوستی کو بندگی اور ذلت کو الفت کو سلام | عشق کو آداب میرا اور محبت کو سلام

مطلع ثانی

عذر میرا ٹھکرایا ناصح نصیحت کو سلام | تو سدھارو تم تو ہمین کرتا ہون جنت کو سلام
آپ تو لکھتے نہین خط پر کسی کے خط مین ہم | ہان کبھی لکھ دیتے ہین اوس ہمدرد کو سلام
سجدہ ہم کرتے ہین اوسکے ابرو ے خمدار مین | زاہد اپنا ہی محراب عبادت کو سلام
طالب دولت سلامی کب ہین دولتمند کے | کرتے ہین پر دی مین اوسکی اوسکی دولت کو سلام
شاخ گل ملتی نہین جھوکے سے باصبح کے | اکرتی ہی جھک جھک کے یا دس سرو قامت کو سلام
گر کبھی فرہاد و مجنون آتے میرے طو میر پر | کھیلیا اور سلطنت کرتے میری تربت کو سلام
داغ سوزان ہی اوسی کے جسد مین ہماری ہمدمی | ہم کرین اوس روز دور رشد قیامت کو سلام

اے ظفر جو ہین سلامی حضرت شبیر کے
وہ جہان مین ہی بڑھاتا اوسکی عزت کو سلام

دل مرا ہوتا بجا ہی دریا ہی سرد و گرم | چل رہی اور ہی یہانتک بادہوا ہی سرد و گرم

مطلع ثانی

صحبت گل یک بلبل ہی ہی کیا ہی سرد و گرم | آجکل سارے چمن کی کچھ ہوا ہے سرد و گرم
ہزرمانہین کبھی سردی کبھی گرمی دلا | دیکھنا کیا کیا فلک کھلا رہا ہی سرد و گرم

ردیف النون

یہ نہین سرخی رنگ حنا اے حور شمائل چٹکی مین
ہے کسی مجھسے خون شدہ کا دل تونے ملا دل چٹکی مین
رکھتے اوٹھا کر آنکھون مین اپنے جانتے اوسکو آنکھ کا تل
اوٹھ سکتا کر جسسے تمھارے عارض کا تل چٹکی مین
خوب نہین ہے چرب زبانی دیکھا یہ گلگیر نے رات
کاٹی زبان شمع پگھل کر گیا سر محفل چٹکی مین
قصد کرے وہ یہ کہ اوڑون اور اوڑ کر اوسکا نشانہ ہون
دیکھے جو تیر اوس صید فگن کے طائر بسمل چٹکی مین
زخم نہین منظور رہین سلوانے دل کے چاک کرد
بیٹھے سوئی کو لیکر تم ہو کیون بیجا صل چٹکی مین
وہ بھی گل ہین کیا جنکو اپنے ٹوٹنے کی ہے اتنی خوشی
چنتے ہی چنتے گلچین کے سب جاتے ہین کھل چٹکی مین
لاکھ زر قلب یک نفس مین اوس سے ظفر اکسیر بنے
رکھتی اثر ہین خاک کی بھی یہ مرد کامل چٹکی مین
واقعی بات کی مشکل ہے سمائی دل مین
سب پڑی آئی ہین جسوقت کہ آئی دل مین

نہ کیونکر زلزلہ آئے زمین کیونکر نہ بھجائے
کہ رہتی درد دل سے مضطرب یہ زمین ہم مین
ٹوری ایسے لگا کر ہاتھ تیری زلف کو کافر
بجھتے آستین کی تار ہا آستین ہم مین

پرستش ان بتون کی ترک ہو ہمسے یہ کیا ممکن
ظفر سمجھے ہوئے اپنا اسی ایمان و دین ہم مین

تیغ ابرو سے نہو کیون صفہان قبضے مین
جب کرے نیم نگہ سارا جہان قبضے مین
گھر خدا کا ہے یہ دل کون ہو اسپر قابض
کیونکہ کرتے ہین خدا جا نہان قبضے مین
کام کیا قابض ارواح کا یان پہلے ہی
غمزہ یار نے کر لی مری جان قبضے مین
غم دلدار کو کس طرح نکالون دل سے
آگیا ابتو ہی اسکے یہ مکان قبضے مین
ابرے یار پہ ہرگز مرا تالو نہ چلے
گرچہ آجائے فلک کی بھی کمان قبضے مین
جبکہ شرح غم دل اپنی بیان کرتا ہون
نہین رہتی مری اوسوقت زبان قبضے مین

پھر کسی طرح ظفر اوٹھ نہین سکتا قبضہ
آگیا خانہ دل اوسکے جہان قبضے مین

وہی ہے جان جہان اس جہا کے پردے مین
کہ کر رہا ہے ستم آسمان کے پردے مین
تمے ہے دل کے سرا پردہ مین وہ پردہ نشین
جو دیکھتا ہے تو دیکھے اس مکان کے پردے مین
نہ کیونکر ہو دل عاشق مین یار جلوہ فروز
چھپے ہے ماہ بھلا کب کتان کے پردے مین
جگر کے چاک سے تا کین ہم اوسکو در پردہ
شگاف پردہ ہی پردہ نجھانکی پردے مین

ترے ہاتھ سے دشت وحشت کی مین | نہون کبھی تلک خاک چھانا کرون
کرین بلبلین نغمہ سنجی ہزار | نہ ہو قوف مین بلبلانا کرون
قناعت کرون قطرۂ اشک پر | یہی اپنا مین آب ودانا کرون
خرد کچھ کہے ہے جنون کچھ کہے | کہو مین کہا کس کا مانا کرون

یہ دنیا ہے ماتم سرا کیا اسے
تصور ظفر عیش جانا کرون

سوزش غم سے جب مرے سینے کے گل چراغ ہون
چارہ گرون کے عقل کے کیونکہ نہ گل چراغ ہون
بادہ کشون کی بزم کو جب ہو فروغ سا قیا
گردن شیشہ شمع ہو ساغر گل چراغ ہون
گر شہید گلرخان باغ جہان مین ہو جہان
جلتے کبھی وہان نہ بے رد عن گل چراغ
سیل سرشک پر مژہ پل سر بحر موجزن
پارۂ دل مژہ پہ یون جون سرپل چراغ ہون
پرتو نور حسن سے تیرے چمن مین کیا عجب
گوہر شب چراغ ہو شبنم وگل چراغ ہون

صدف مین ہین گہر ہمرنگ جان عشق کی دولت
ترے غمزید کے بوندین نہین لوہونی آنکھون مین

ظفر اوس دلبر پردہ نشین کو مین کہان ڈھونڈون
نہ دل مین ہے نہ ہو کوئی جگہ قابو کی آنکھون مین

کرتے وہ ہین قتل اونھین جو اونسے محبت رکھتے ہین
ہم بھی اونکے محبون مین امید شہادت رکھتے ہین

کرتے رہین گر آہ و فغان ہم کچھ تو ہوتا شیرا ونھین
لیکن آہ و فغان کی کب ہم تاب و طاقت رکھتے ہین

حسن ملیح یار کے آگے ہو جاتے ہین پھیکے سے
گرچہ بظاہر حضرت یوسف خوب صباحت رکھتے ہین

شور جنون سے اپنے صحرا کیونکہ عرصہ محشر ہو
تیری یاد قیامت مین ہم روز قیامت رکھتے ہین

داغ درم ہین اشک ہین گوہر لعل ہین اپنے پارۂ دل
ہم بھی بدولت عشق کے تیرے دیکھ یہ دولت رکھتے ہین

کچھ نہ غبار خاطر اون کا دھویا میرے گریہ نے
اب بھی میرے جانب سے وہ دل مین کدورت رکھتے ہین

دین و ایمان جان و دل جو تو نے انکا نذر کیا
تیرے ظفر کیا چاہنے والے عالی ہمت رکھتے ہین

ہاتھ پڑا جب سنگدلون کے کاہیکو یون رکھین گے
جیسے اپنے شیشۂ دل کو ہم بحفاظت رکھتے ہین

شمع و گل کی حاجت کیا ہے گور پہ اپنی او نکو ظفر
دل مین اپنے سوختہ جان جو داغ حسرت رکھتے ہین

یہ نہین مہندی لگائی تو نے بھر کر پانو مین
خون ملا کشتہ کا اپنے ستمگر پانو مین

پھرتے ہین دیوانے تیری پا برہنہ دشت مین
لاکھ چبھتے خار ہین مانند نشتر پانو مین

جانے کیا وہ عشق کی منزل کہ کیسی ہے سخت
جسنے اس رستے پہ کھائی ہو نہ ٹھوکر پانو مین

کیون نہ لاکھون ہو چبیلی سی ہو وہ بالا نشین
ہے پدم اوسکی چمکتا مثل خنجر پانو مین

مارتا لاتین ہے کس کس نازسے وہ نازنین
چاہتا ہے جی پھراوسکو گدگدی کر پانو مین

کوئی الفت سے نکالین پانو ن باہر کسطرح
پڑ گیا ہے دو دلا کانٹا نہ لنگر پانو مین

آگئی مرگان پہ جای اشک لوہو کی تو کیا
دیکھکر فندق تری چلمن کے اندر پانو مین

خواب مین بھی شب کو میرے پاس تو آتا نہین
ایسی کیا مہندی لگی ہے ماہ پیکر پانو مین

دل ظفر کا پا بہ زنجیر محبت ہو گیا
پہنی چاہت کی بیڑی تو نے دلبر پانو مین

وہ اس وضع سے گاتا نین جاکے ہنستے ہین
کہ غنچے شرم سے منہ کو چھپاکے ہنستے ہین

صبا نی کان مین کیا جانے کیا کہا اونکے
چمن مین اتنے جو گل کھلکھلا کے ہنستے ہین

مطلع ثانی

دم جو ہی ایک پھونک سا انسان مین — پھونک ہی ہی کچھ یہ دل کے کان مین
خط سی اوس رخ پہ ہی اک تازہ بہار — لکھا ہی قرآن خط ریحان مین
منھ مین ہی افعی کے چھالا زہر کا — اوسکے زیر زلف سنبرہ کان مین
بید مجنون کے سوا سایہ نہین — تیرے دیوانون کی گورستان مین
دیکھکر دانتون کو تیرے منفعل — بحر مین موتی ہے ہیرا کان مین
دیکھکر خضر اوسکے لب پر خط سبز — ڈوب مرتا چشمۂ حیوان مین
جان قائم ہے عصائے آہ سے — آہ کیا گویا الف ہے جان مین
موت کا گر ہوتا حکمت سے علاج — کاہے کو مرتا کوئی یونان مین
دیکھ لو خال اون بھوون کے درمیان — گر زحل دیکھا نہو میزان مین
زہر ہے تجھ بن مجھے برگ نشاط — شیر کا ہے بال ہر برگ پان مین

زلف اوس روے کتابی پر ظفر
سورۂ واللیل ہے قرآن مین

اگرچہ عشق مین رنج و محن بہت سہی مین — پر اسمین لطف بھی ایجان مین بہت سے ہین
نجانا با تو نبہ اوس شوخ پر فریب کی تو — کہ اوسکو یاد دلا مکر و فن بہت سے ہین
گنی ہے کون مقابل مین دلکے داغونکے — اگرچہ انجم چرخ کہن بہت سے ہین

اپنے تو پاے نگارین پایمال ناز سے
کیون چھپاتا ہی یہ اسکے دیکھی بھالی پانون مین

جب کبھی نسانون مین اوسکے منے کی ہی گذر کی
کیا کہون کس نازسے اوسی اچھالی پانون مین

پاسنازک اور بھی رکھتے ہین خوبان جہان
پر ترے اے نازنین سب سے نرالی پانون مین

اے جنون ہاتھون سے تنہے ہم کہان جا پہنچے
تونے تھامی پھر اکر کوڑ والے پانون مین

اوس گلی مین ہم گئے جب اے ظفر جو لاش پا
پھر ہمارے وان سے کوئی اوٹھنے والے پانون مین

بل بے تیری گرہ تاب عذار آتشین
بوند ہے جسپر پسینے کی ستارا آتشین

دل جانکی چشم پر مژگان خون آلود مین
دشت غم مین ہے عجب کیا شعلہ زار آتشین

ہین نرالے ڈھنگ جرم عشق کی تقریر کے
واسطے پروانہ کے ہے شمع وار آتشین

کیا عجب کرتا بش رخ سی تیری زلف کے تار
ہون خطوط طرہ کے مانند تار آتشین

دشت مین جاے جو یہ ویرانہ آتش قدم
کیا عجب زیر قدم پیدا ہون خار آتشین

شعبدہ بازی ہے سوز عشق کی ہی کیا عجب
میری آہ آتشین بنجاے نار آتشین

آہ آتشبار میری بھی تماشا ہے ظفر
پھلجھڑی اسکو کہون مین یا انار آتشین

قاصد اخوف ہی یہ کیون کر خط اپنا بھیجون
ہون ز خود رفتہ خدا جانے کہ مین کیا لکھدون

آگ کاغذ کو لگے بلکہ کبوتر ہو کباب
خط مین مضمون جو کوئی سوز دل کا لکھدون

دلربائی مین ہے یکتا وہ بت غارتگر
روز یہ جاہی ہو دل چین سے چھٹکے لاکھون

جبکہ سلجھائے ہی شانہ سے وہ نوخین اپنی
دل پہ پڑتے ہین مری چھٹکے پہ چھٹکے لاکھون

ساری سیکھے بنت وہ فوسنساز آکے
چھٹکے سیکڑون یاد اوسکو ہین مٹکے لاکھون

نہین معلوم کہ گرداب مین چشم تر کے
کس طرح آگئے دریا مین سمٹ کے لاکھون

اے جنون وادی پرخار مین ہاتھ نہ تر کے
مرگئے بیسر و پا یون ہین گشت کے لاکھون

آج اوس مست ے ناز نے بدستی مین
سنگ برشیشہ دل ہاتھ سے ٹپکے لاکھون

مجلے مین اگر آجاے ذرا وہ قاتل
ڈھیر ہون منحصر غون مین ابھی پھٹ کے لاکھون

پاس گل سے کے چمن دہر مین جب دیکھی خار
ہنسے جانا کہ ہین اس باغ مین کھٹکے لاکھون

تا نہ یہ وہ قیامت ہی کہ اوٹھ بیٹھین گے
خفتہ کنج عدم یہ ندا و چٹ کے لاکھون

تیرے میکش ہین سیراب اگرچہ ساقی
مے کی ٹھلیان یہ کرورون ہین مٹکے لاکھون

خاکدان ہی یہ سرایان سے مسافر کوئی
آنکھیان صاف گئے گرد مین اٹکے لاکھون

گرد جاہ و تن یار ہے کوئی خط سبز
گر پڑین کیون نکہ نہ دل پانون پٹ کے لاکھون

دل رنجور کو میرے غم الفت نے ظفر
صدمے پر صدمے دیے جھٹکے پہ جھٹکے لاکھون

دیکھ کے صورت ظاہر کی پہچاننے والے اور ہی ہین

ہے جو حقیقت باطن کی وہ جاننے والے اور ہی ہین

تباہ ایسے ہوئے انجام مین ہم عشقبازی کے
کوئی چوسر کی بازی ہار دے جسطرح سے کوئی

ظفر اک بات پر قائم ہین اپنے ہم نہین ڈرتے
جو کہدیتے ہین ایک دو مین دو ہی کہدیتے ہین سو مین دو ہین

کیا پھسلا کہ اول دن سے میرا دل مذاقون مین
ہوا پھر دشمن جان میرا وہ قاتل مذاقون مین

لگے کیونکر نہ بات اے شیخ مین اب ہر محل مجکو
کرے ہی تو رقیبونکو مرے شامل مذاقون مین

ہنسی مین ہو ستم اوس غنچہ لب کا بند ہو جانا
کہ ہو جاتا ہی اوسکا کھولنا مشکل مذاقون مین

تو بوسہ کب لگا راوسے تو پھر ہمکو مزا اصلا
نہ حاصل اختلاطونمین ہوی حاصل مذاقون مین

تری موج تبسم کم نہین شمشیر و خنجر سے
کرے ہی ہنستے ہنستے دل کو تو بسمل مذاقون مین

بلا نیکو مرے وہ شعر دیکھو تو غزلون سے
کرے ہی گرچہ شوخی کیا سر محفل مذاقون مین

سوال بوسہ پر رنجش ہو تو کیا لطف اوسکا
مزا جب ہے کہ ہون بوسہ کے سائل ہم مذاقون مین

تجھے ہو نا ہی اکدن ذائقہ سے موت کے واقف
رہے ہے ہر نفس دنیا کی کیا غافل مذاقون مین

وہ کیا لطف سخن جانے مذاق اوسکا لہو جسکو
مزا ہے شعر خوانی کا ظفر کامل مذاقون مین

اشک گلگون سے مرے جامۂ تن کا دامن
پر گل اس طرح سے ہے جیسے چمن کا دامن

جب صبا لیگئی اوس زلف شکین کی شمیم
بھر گیا مشک سے صحرائے ختن کا دامن

کیا عرق ہے کسی مہوش کی جبین سے دھویا
ہے ستارونسے جو پر چرخ کہن کا دامن

ظفر اک بات پر قائم ہین اپنے ہم نہین ڈرتے
جو کہدیتے ہین ایک دو مین دو ہی کہدیتے ہین سو مین دو ہین

ظفر

گر دیوان یا غبار ہون کیا ہون
خاک ہون خاکسار ہون کیا ہون
نہین معلوم لاغری سے مین
رگ گل کا ہون کہ خار ہون کیا ہون
اپنی ہستی کے اعتبار سے مین
ہون تو بے اعتبار ہون کیا ہون
نالہ لبریز شب اثر کیا ہی
نالہ کش مین ہزار ہون کیا ہون

ظفر

مین ہون اک سبزہ خودرو چمن کا
مین اگر نامدار ہون کیا ہون
مین ہون ہوسکا ریغطات مین
مین گرفتار ہون کیا ہون
جان نثار اور سر شار ہون کیا ہون
مین نچھاور ہی اسی شہ پر ظفر

دیکھ

دیکھ تو دل کہ اس مین کیا ہی
ہم ہی جانین ہمارا جی جانے
کون ہی ایسا جو دل کو سمجھے
کون ایسا ہی جو ہمارا جی جانے
کون ہی ایسا جو دل کو سمجھے
کون ایسا ہی جو ہمارا جی جانے
کون ہی ایسا جو دل کو سمجھے
کون ایسا ہی جو ہمارا جی جانے

ظفر

کہتے ہین ہم ہی جانتے ہین دل کا سوز و ساز
ہم ہی جانین ہمارا جی جانے

دیکھ

دیکھ تو دل کہ اس مین کیا ہی
ہم ہی جانین ہمارا جی جانے
کون ہی ایسا جو دل کو سمجھے
کون ایسا ہی جو ہمارا جی جانے
کون ہی ایسا جو دل کو سمجھے
کون ایسا ہی جو ہمارا جی جانے
کون ہی ایسا جو دل کو سمجھے
کون ایسا ہی جو ہمارا جی جانے

ظفر

کہتے ہین ہم ہی جانتے ہین دل کا سوز و ساز
ہم ہی جانین ہمارا جی جانے

ہوگے آزردہ ستائی تو نے دھوے اے نگاہ
کیا تجھے حوض آب اس چشم پر نم مین ہی ڈوبنے مین

عشق کی ہے سخت منزل دیکھیے طے کیونکہ ہو
ٹھوکر کی اوٹھ سکے نہیں یان تو قدم مین پان ہی مین

ریزۂ خیلے سبزہ زیر پا اوس گل بغیر
ہم نہین رکھتے کبھی باغ ارم مین پانو ہی مین

پڑ رہے بسم اللہ مجریا و مرسہا ظفر
ڈالتے ہم عشق کے دریائے غم مین پانو ہی مین

دل مضمحل ہی کیا اسے خنجر سے چھیڑ دون
اتنا بھی دم نہین ہی جو نشتر سے چھیڑ دون

اے فتنہ گر وہ قصہ کہ اودھر جا ہی جمین سر
سنکر جو تو اودھر اوے نئے سر سے چھیڑ دون

ڈرتا ہی میرا دل کہ وہ برہم نہون کہین
مین کیونکر زلف یار کو اوس سے چھیڑ دون

ہی جی مین جنگ چنگ پہ مین کمکشان کا تار
مضراب نالۂ دل مضطر سے چھیڑ دون

انگور زخم دل کا بھر آئے اگر تو مین
پھر اوسکو ناخن ستم دلبر سے چھیڑ دون

مجنون اوٹھائے تو سن وحشت کو نہ کیا
فرش جنون کو مین جو برابر سے چھیڑ دون

بہتر ہزار تذکرے سے ہو وہ اے ظفر
کچھ ذکر شاعری جو سخنور سے چھیڑ دون

یہ نہین آنسو مرے اے چشم گریان جیب مین
ہین بھرے تیری بدولت دُر غلطان جیب مین

سینہ صد چاک عاشق کا جگر کے داغ سے
رکھتا ہے جون صبح خورشید درخشان جیب مین

گل کر کہیار دکشی تجھے کہ ایسے تو ترے
ہین ہزارون تیر ترے سنگ گلستان جیب مین

سیاہ پر جفا ہے زمانہ مرے لیے
اس سے بجا رہا نہ گرفتار دام ہون

گھبرائے کیون نہ دل کہ گناہون سے اے ظفر
ساتھ اپنے دیکھتا عجب اک ازدحام ہون

مین کہون کیونکہ شوق وصل یار اصلا نہین
آپ تو ہے جس سے مرے دل کو قرار اصلا نہین

مطلع ثانی

جانتا ہون مین اوسے وہ میرا یار اصلا نہین
پر کرون کیا دل پہ میرا اختیار اصلا نہین

ہی جو وہ ابر و عرق آلودہ ہنگام غضب
کوئی تیغ اس سے زیادہ آبدار اصلا نہین

شکر باری سرگران مجھسے نہین ہی کوئی بار
مین کسیکی خاطر نازک پہ بار اصلا نہین

ایک غم دوری ترا آٹھون پہر ہی ہے ساتھ
در تہ تہائی مین کوئی غمگسار اصلا نہین

دل کے داغون پر کرون تیر جفا مین کیا شمار
بیوفا کردار و زشمار اصلا نہین

کیونکر مین باتون مین اکر کو دیدون اپنا دل
آپکے قول و قسم کا اعتبار اصلا نہین

دے ہی بیہوشی جسے تیری نگاہ چشم مست
ہوکے وہ بیہوش ہوتا ہوشیار اصلا نہین

اے ظفر تو شوق سے لے ساغر صہبائے عشق
اس شراب ناب مین رنج خمار اصلا نہین

تیرا لاک یار ہون تو یان مین ہون
عاشق زار ہون تو یان مین ہون

نہیں ہین آنکھین وہ بیمار اے دل بیمار — کہ انمین تو صفتین سب طبیب کی سی ہین
قفس مین بند ہی کیا جانے کو نسا طائر — صدائین آتی مگر عندلیب کی سی ہین
گلہ کی خو نہین اپنی وگرنہ تجھسے تو — شکائتین ہین ظالم نصیب کی سی ہین
ارادہ عشق کی منزل کا ہی جنھین اونکو — جو دور کیسی ہین راہین قریب کیسی ہین
جگر کے آبلون مے میرے مجکو حضرت عشق — دکھائی آنکھین ہمیشہ ادیب کیسی ہین

ظفر دُر اونسے کہ جنکے ہے شیطنت دل مین
اور اونکی باتین بظاہر غریب کی سی ہین

دل ندون اپنا کبھی مین تیری کافر ہاتھ مین — تو بکلام اللہ بھی گر آئے لیکر ہاتھ مین
ہاتھ کیا آیا تھارے چاک جو تنے کیا — لیکے نامہ کو مرے ای بندہ پرور ہاتھ مین
سر کے بل آئین گے دشمن پاؤن پر بینگے ترے — بھید کی باتونکا اونکی ہی مرے سر ہاتھ مین
بلہوس کا دم نکلجاتا ہی جب قاتل مرا — آستین اپنی چڑھا کرلے ہی خنجر ہاتھ مین
پکڑ وہ کالیگو کالے کا منتر جسکو یاد — زلف تیری لے سکے کون ای ستمگر ہاتھ مین
شیر مین شہرہ مری وحشت کا ہی یہ ایکحل — کو بکو لرکے لیے پھرتے ہین پتھر ہاتھ مین
عاشق مفلس کرتے ہین کنارہ سیر سے — رہتی ہین اوسکی بغل مین جسکی ہو زر ہاتھ مین
خون شہید ناز کا تیرے نہین سرخی مین کم — چاہتی رنگ حنا قاتل تجھی گر ہاتھ مین
تاج دعوی پارسائی کا ہی تجکو کل ظفر — تھا بغل مین تیری شیشہ اور رہا ساغر ہاتھ مین

جیسے لیا ہو بوسہ تری چشم مست کا | ہم منہ لگاتے اپنے کبھی جام کو نہین
قاصد ہمارے سامنے باتین بنائے ہے | کہہ سکتا جا کے یار سے پیغام کو نہین
کیا کیا کرے ہے عاشق ناکام پر ستم | خوف خدا کچھ اوس بت خود کام کو نہین
کیا دیگا ہمکو بوسہ لب شوخ غنچہ لب | جنبش بھی دیتا جو لب دشنام کو نہین
ننگ و نام سے میر گزرہ کبھی | ہرگز پکارتا مرے ہمنام کو نہین

رندون پہ طعنہ زن ہے عبث واعظا ظفر
کوئی کسی کے ساتھ ہے انجام ہیں

کل گلزار ہون تو یان مین ہون | اور اگر خار ہون تو یان مین ہون

مطلع ثانی

مست و بیخوار ہون تو یان مین ہون | اور ہشیار ہون تو یان مین ہون
سب ہین بے جرم لیک دیکر دل | اک گنہگار ہون تو یان مین ہون
غم مرا غمگسار ہے میرا | غم کا غم خوار ہون تو یان مین ہون
یون تو سب شیفتہ ہین اوسکے مگر | عاشق زار ہون تو یان مین ہون
مجھے بیزار ہی تو دان تو ہے | جان سے بیزار ہون تو یان مین ہون
عاشقون مین ہے سرمرا سردار | سب مین سردار ہون تو یان مین ہون
کیا عجب مجھپہ سنگ باری ہو | نخل پر بار ہون تو یان مین ہون

ظفر کہنے دو اور دو نکو کہو تم بھی نہ حال اپنا
اگر جاذ کہ ہو گا رنج حاصل ہا پچ کہنے مین

یاد خال لب مین تیرے ہم خون جگر یون کھاتے ہین
جینے کیش پیتے ہین مے افیونی افیون کھاتے ہین
میرے دیدہ پر خون کی بھی کیا طوفان خونباری ہے
بس سے غوطے خون مین ہر دم قلزم وجیحون کھاتے ہین
دیکھتے ہو جو غیرون کو تم میٹھی میٹھی نگاہون سے
اُس پر کیا کیا زہر تمھاری چشم کے مفتون کھاتے ہین
بوسہ لعل لب کے تیرے جو خوابان ہین بیمار ترے
اونکو کھائین یا قوتی تو کب وہ مخزون کھاتے ہین
کہتے ہین مہ کو کیا دیکھین ہم آگے تیرے عارض کے
بلکہ قسم آنکھونکی اپنے انجم گردون کھاتے ہین
خاک بھی ہو کر دشت جنون مین آہ جنون کے ہاتھو سے
کیا کیا چکر جیسے بگولہ ہم اور مجنون کھاتے ہین
در سخن کی تیری صفائی کیا کہون کچھ مت پوچھو ظفر
دیکھ کے انکو رشک ہمیشہ در مکنون کھاتے ہین

ایک ہی ادسکے ستم سہ اتا کیون گھبرا گیا
لیسا ایسی ہونگے اے دل بعد چند سیکڑون

کیا ستم ہو بوسۂ لب ایک بھی اپنا نہ دے
گالیان تو ہمکو اے غنچہ دہن دی سیکڑون

بچکے چلا ای پاکدامن یہ وہ دنیا ہے نجس
تجھسے اس ناپاک نے کرڑا کی گندی سیکڑون

آہ سوزان سے مری گر ایک شعلہ ہو بلند
گر پڑین پروانہ یان جلکر پرندی سیکڑون

اسکی وہ بندہ نوازی ہو کہ جس سے اے ظفر
ہو گئے اک چیز مین ناچیز بندے سیکڑون

جسکو حال دل پر درد سناتی ہم ہین
آپ بھی رو دیتی ہین اور اوسکو رولاتے ہم ہین

گھنٹتے دل سی ہین نالہ جو دم جذبۂ دل
ساتھ نالہ کی کشش کے کھنچے جاتی ہم ہین

ہر بن مو سے نکلتے ہین ہزارون شعلے
نورش عشق کو کیا خاک چھپاتی ہم ہین

نہ تبسم نہ تکلم نہ اشارہ نہ نگاہ
اونپہ کیون آپکو دیوانہ بناتے ہم ہین

ایکدو جام سی چلتا نہین کام ساقی
اتبو لا منھ سے خم بادہ لگاتے ہم ہین

کرتے ہین نالہ پر سوز اگر عشق مین ہم
تیر کیا لیتے ہین جان اپنی جلاتی ہم ہین

ہیہات گریہ مین کیا خاک مگر رو رو کر
اپنے اس رونے پہ یارونکو ہنساتے ہم ہین

کب تلک ظلم اوٹھائین تری الفت مین جان
لے بس اب جان ہی سی ہاتھ اوٹھاتی ہم ہین

جا نکلتے ہین جو صحرا مین تو اشک خون سی
گورِ مجنون پہ ظفر پھول چڑھاتے ہم ہین

مطلع ثانی

ہی نازکی دل بت کافر کے بیچ مین — اس طرح جیسے شیشہ ہو پتھر کے بیچ مین
کرتے نہ کیونکہ نامۂ اعمال ہم سیاہ — لکھا ہی تھا اپنے مقدر کے بیچ مین
ممکن نہین کہ مہر و وفا مجھسے ترک ہو — ہی یہ تو ناصحا مرے جوہر کے بیچ مین
دانتون مین تیرے ہی وہ چمک ایسی دے دیا — گوہر کے بیچ مین نہ وہ اختر کے بیچ مین
آنکھون کو دیکھ آئینہ مین بول اٹھا وہ بت — کیا کشتیان پڑی ہین سمندر کے بیچ مین
اک دم پہ تو نہ باندھ ہوا دیکھ اے حباب — ہو گا یہ دم ہوا ترا دم بھر کے بیچ مین
کہتے ہین جسکو دیدۂ پرخون مین دمک — داغ سیہ ہے لالۂ احمر کے بیچ مین
دل کے جگر کو دیکھ کہ تنہا یہ جا پڑا — مژگان چشم یار کے لشکر کے بیچ مین
ڈالین خرابیان دل خانہ خراب نے — پڑ کر مرے اور اُس مری دلبر کے بیچ مین

اتنا ظفر قرار کہان ہے کہ میری آہ
یکدم ٹھہر سکے دل مضطر کے بیچ مین

دہ ہمسے دمبدم کیون آنکھ ہی ہم چرا رہے مین — کہ دونگے عشق مین مرنے کی سب ہم چرا رہے مین
زیادہ تر مجھے ہوتی ہی ایذا ضبط گریہ سے — کہ پانی زخم دل کا دیدۂ پرنم چرا رہے مین
کبھی ہوتے ہین آن کر وہ میرے پہلو مین — تو کیا کیا ناز سے اپنا بدن ہر دم چرا رہے مین
بلا ہین چور طفل اشک چشم سرمہ سا تیرے — کہ آنکھون مین سے کاجل دیکھ یہ سیم چرا رہے مین

پارسائی کا ظفر کرتے ہین دعوے اور روز
مے سے میخانہ مین بھر بھر کے سبو پیتے ہین

سنکے خفا ہو وہ مرا حال زبون تو کیا کرون
اوس سے کہون تو کیا کہون چپ رہون تو کیا کرون

ہون تو فسونگر ایسا ہین کرون سحر اک جہان
پر نہ چلے جادے پری تجھ پہ فسون تو کیا کرون

خاک کرون جلا کے دل آئینہ رو جو صاف ہو
ہو وہ مکدر اور بھی اس سے فزون تو کیا کرون

جانتا ہون کہ غم ترا پیاسا مرے لہو کا ہے
پر نہ جگر مین ہو مرے قطرۂ خون تو کیا کرون

جیب کو مین رفو کرون چاک اگر ہوا صبح
چھوڑ دی نایک تار بھی دشت جنون تو کیا کرون

کرتا ہون گریہ اسلیے آگ کو دل کی دے بجھا
ہو جو زیادہ اور بھی سوز درون تو کیا کرون

نالۂ آہ مین مرے جب اثر ہوا اے ظفر
نالہ کرون تو کیا کرون آہ کرون تو کیا کرون

لب شیرین کا بوسہ سے کبھی وہ چاٹ کھاتے ہین
کہ جب یاد آتے ہے ہم ہونٹھ اپنے کاٹ کھاتے ہین

بلا دیگی فلک کیا اور زمین کیا میری بنیا
کہ چکر اس ستاس چکی کے دونون پاٹ کھاتے ہین

بیچتے دل کا سودا حسن کے بازار والون سے
یہ چھوٹی قسمین سودا کرکے بارہ پاٹ کھاتے ہین

نکالی ہے آسمان ہمکو کہ بحر غم مین ہم غوطے
کبھی اس گھاٹ کھاتے ہین کبھی اس گھاٹ کھاتے ہین

نہ کھاتو ہیر سے حق اور کا اور چین سے چل پھر
کہ جو یہ مال بد کھاتے ہین پھر کر گھاٹ کھاتے ہین

جو دولت سے قناعت کی غنی مین ہو کر کرتے ہین
اگر وہ خشک نان جو ہنکر ٹاٹ کھاتے ہین

اٹھین لکھ کے دی وارداتیں اپنے ہاتھون
دیے کاٹکڑا اپنے ہاتھ اپنے ہاتھون

تری زلف کو چھیڑ کر ہم نے ظالم
بلا سر پہ لی اپنے رات اپنے ہاتھون

مجھاتے ہین ہو کر ہوا خواہ تیرے
ہم اپنا چراغ حیات اپنے ہاتھون

تجھے لکھ کے خط توڑتا ہون قلق سے
قلم اپنے ہاتھون دوات اپنے ہاتھون

ہوا ملکے رندون سے بدنام ورسوا
تو اے زاہد خوش صفات اپنے ہاتھون

جو زیر زمین لے گئے ساتھ دل کے
وہ مضطر ہین بعد از وفات اپنے ہاتھون

ظفر باتون باتون مین ہمنے بگڑ کر
بگاڑی بنی اپنی بات اپنے ہاتھون

اوسپہ گل وار کے گلشن مین جو زر پھینکتے ہین
ساتھ ہی قطرہ شبنم بھی گہر پھینکتے ہین

ہوتے روئیدہ ہین کیا کیا نہ ادھر لالہ و گل
منہ سے وہ پانکی پیک اپنے جدھر پھینکتے ہین

طائرون کو جو کرنا نہین منظور شکار
دمبدم کیون وہ ادھر تیر نظر پھینکتے ہین

بعد مرون بھی ستم ہے کہ صبا کے جھوکے
دور لیجاکے چمن سے مری پر پھینکتے ہین

ایک نین کیا ہون کہ شمشیر ستم سے ہر روز
بھد سے دو چار کے وہ کاٹ کے سر پھینکتے ہین

لائے تو ہین ترے کوچہ مین مری خاک نصیب
دیکھیے یان سے وہ اب اسکو کدھر پھینکتے ہین

مشکل مطلب کی نہ نکلی تو کرین کیا رتال
قرعہ میرے لیے وہ روز ظفر پھینکتے ہین

دیگر

عشق کی رہ مین خضر دکھلاتے ہین پانون مین
پھر سنبھالا بھی تو مشکل سے سنبھلتے ہین پانون مین

جبکہ دھلواتے ہین اپنے پانون وہ ہمسے بھی
اونکے ہم کس کس طرح آنکھون سے ملتے ہین پانون مین

دیکھکر رستے مین اونکو مین کھڑا حیران ہون
اب پیچھے ہٹتے ہین آگے چلتے ہین پانون مین

روک تو اشکونکے لڑکو نکو مگر نہ چشم تر
دیکھ باہر گھر سے اب اونکے نکلتے ہین پانون مین

ہر قدم پر خار صحرا کے خراشونسے جنون
دیکھ ہیبت اور رہی میرے بدلتے ہین پانون مین

کون جاسکتا ہی بیدل دل جلونکی خاک پر
جو قدم رکھتا ہی اوسپر دیکے جلتے ہین پانون مین

پانون جمنے دے ذرا اوس خاک در پر اے ظفر
پھر مرے جون نقش پا کب وان سے ٹلتے ہین پانون مین

حال نہین کچھ کھلتا میرا کون ہون کیا ہون کیسا ہون

مست ہون یا ہشیار رہین ہون ناداں ہون یا دانا ہون

کان سے سبکی سنتا ہون اور منہ سے کچھ نہین کہتا مین

ہوش بھی ہی بیہوش بھی ہون کچھ جاگتا ہون کچھ سوتا ہون

رند ہون مین یا زاہد ہون یا صوفی ہون یا میکش ہون

عالم ہون یا جاہل ہون یا مومن ہون یا ترسا ہون

کیسا رنج اور کیسی راحت کسکی شادی کسکا غم
یہ بھی نہین معلوم مجھمین جیتا ہون یا مرتا ہون

اے پردہ نشین دل مین کرے لاکھ پردہ
پر روزن دل سے تجھ مین جھانک کے چھوڑون

ابرو ہی بیت اوسکا کے ہو مری دل ہی
جیتا نہ تجھے ہاتھ سے مین ہانک کے چھوڑون

مین در پہ تری رہنے ندون غیر کو ہرگز
جس طرح بنے وان سے اوسے ہانک کے چھوڑون

قسمت مین مرے خاک بیابان جنون کی
ہو پھانکنی لکھی تو ظفر پھانک کے چھوڑون

وہ ہمپہ آنکھین جو ہو کر کڑے نکالتے ہین
تو تجھ سے اُن نہین چھوٹے بڑے نکالتے ہین

خبر نہین ہمین کس پر خفا ہوئے ہین آج
مگر کسیکو وہ گھر سے کھڑے نکالتے ہین

وہ ہم نہ کہتے تو کیون ہین نکالتے گھر سے
چمن سے جیسے کہ پتے جھڑے نکالتے ہین

ارادہ ہی کہین مہمان آج جانے کا
وہ بننے کو جو بالے چھڑے نکالتے ہین

نہ سمجھ اشک کے قطرے مگر یہ چشم کی راہ
ہم اپنے سینے کے پیکان اڑنے نکالتے ہین

ہمارے دل کی نہین کھلتی گتھی وہ دانستہ
ہزار زلف مین وہ بل پڑے نکالتے ہین

ظفر جب آئے ہے رونا ہمین تو آنکھون سے
ہم آنسوون کے گھڑے کے گھڑے نکالتے ہین

ہین اب کہان ہمارے وہ سیر چمن کے دن
کرتے تہے بسر ہین جو ہم اوس سیمتن کے دن

تشبیہ دین اگر رخ روشن سے تیرہ مین
پھر جائین آفتاب سپر کہن کے دن

کہتی ہی دل سے اوس گل رخسار کی بہار
کیا دیکھتا ہی ہین ابھی دیوانہ پن کے دن

وہ خبر بھیجتے ہین کب مجکو ہان مگر سن ادھر ادھر سے لون

بات کچھ دلبری کی کر جو تو
چاہتا ہو کہ دل ظفر سے لون

کیا ہوا گر ترے رخسار کو ہم چومتے ہین
جو مسلمان ہین وہ قرآن کو صنم چومتے ہین

جوش وحشت مین جہین اپنے بڑھاتا ہو قدم
خار صحرا اسے جنون میرے قدم چومتے ہین

لیلۂ یک شب تری زلفون کی بلا ہی ہے روز
ہاتھ ہم اپنے ترے سر کی قسم چومتے ہین

حرف مطلب کا نہ مٹ جائے خط ہی قاصد
خط کو ہم یار کے بادیدۂ نم چومتے ہین

کچھ تو آتا ہے مزا یہ جو مرے زخم جگر
کھولکر منھ لب شمشیر الم چومتے ہین

کاٹین ہونٹھ اپنے نکیون ہم کہ لب ساغر مے
منھ کو منوش ترے ہاے ستم چومتے ہین

جاکے کیا کعبہ مین چومین حجر الاسود کو
اے ظفر سنگ در یار کو ہم چومتے ہین

ہو دین جب ہمخواب ہم وہ بات اگر سیدھی ہے
بستر راحت پہ یون کیونکر کمر سیدھی کرین

آنکھ رہتی ہے ہمیشہ اونکی طرحی ہمنشین
دیکھیے کس روز وہ ہمسے نظر سیدھی کرین

اوسکی ٹرگان ہو نہ سیدھی لاکھ دل اپنا بچا
یہ نہین وہ چوب جسکو سینکے سیدھی کرین

آئین ہو نیکو نشانہ سب اودھر نخچیر عشق
اک ذرا بندوق اپنی وہ جدھر سیدھی کرین

دے خدا گر بال مرغ تیز بال
یان سے ہم پرواز بام یار پر سیدھی کرین

خط و پیغام کی واں بات تو کچھ ہی نہیں
قاصد امید ملاقات تو کچھ ہی نہیں

ہم خوش اوقات و بد اوقات بتا ہیں کس سے
اپنی اے دوستو اوقات تو کچھ ہی نہیں

زلف رخ پر سے جو سرکی تو وہ شب کٹنے لگی
دن نکل آیا ہو تو رات تو کچھ ہی نہیں

کچھ نہ کچھ غیر پہ کرتے ہو ہمیشہ الطاف
اپکی ہمپہ عنایات تو کچھ ہے ہی نہیں

وہ تو دو چار رہینے رہی اور یہ برسون
آگے اس گریہ و برسات تو کچھ ہی نہیں

ہوتا ہی آپکے انداز سے مطلب معلوم
ورنہ بندہ مین کرامات تو کچھ ہی نہیں

جو کہ منظور راد سے ہے وہی ہووے گا ظفر
کیا کرون مین کہ مرے ہاتھ تو کچھ ہے ہی نہیں

سبھی ہو سکتا ملک و مال زر رہیا اپنے قابو مین
نہین اک زندگی اپنی مگر رہی اپنے قابو مین

مطلع ثانی

مرے نزدیک سب کچھ ہے ظفر رہیا اپنے قابو مین
دل دیوانہ یہ اپنا اگر رہیا اپنے قابو مین

مسخر اوس پری کو مین کیا تو کیا کیا ہی
کہ شام اور رونگے قابو مین سحر ہے اپنے قابو مین

ہے جاتی ہین دونون آنسو ونکے ساتھ تو دل بھی
نہ دل قابو مین اپنے نے جگر ہے اپنے قابو مین

ہمین لے آہ بے تاثیر تجھ پر آئے ہے رونا
کرین کیا ہم نہین مطلق اثر ہے اپنے قابو مین

پڑا الفت کے ہاتھون ہیطرح سے کشمکش مین دل
اودھر ہے اپنے قابو مین ادھر ہی اپنے قابو مین

جو ہووے رہ نورد شوق کیا ہو اوس سے خود دار
کہ بوے گل کہان و تست سفر ہے اپنے قابو مین

رفیق وادی محنت نہ مینے ایک بھی دیکھا
غلط کہتے ہین جو کہتے ہین ہم جہان تو ہی وہان ہم ہین

ظفر اپنے تصور کی بدولت سچ ہی کہتے ہین
نہین جھوٹ اوس سے کہتے ہم جہان تو ہی وہان ہم ہین

تھے کل جو گھر مین اپنے مہمان وہ کہان ہین
جو کھو گئے ہین یارب وسیان وہ کہان ہین

جو خورد و خواب سے ہین معروف رات دن مین
حیوان اونکو کہیے انسان وہ کہان ہین

کچھ لوگ اونکی در پر اب تو کرتے کڑے ہین
تھے نرم دل جو پہلے دربان وہ کہان ہین

کوئی فریب پیارا اب دیکھتے نہین ہم
بہکاتے تھے جو اونکو شیطان وہ کہان ہین

تھے شہر در بیابان آباد جنکے دم سے
انسان وہ کہان ہین حیوان وہ کہان ہین

آنکھون مین رو تو رونے تم بھی نہین ہی اب تو
تھے موجزن جو پہلے طوفان وہ کہان ہین

کچھ اور ڈھب کے ہم تو اب لوگ دیکھتے ہین
پہلے جو اے ظفر تھے انسان وہ کہان ہین

گزرے پہلے رنگ و سنگ اوس غنچہ لب کے دیکھ کر
کیونکہ دل مین جب تک نہ دھکا پیچھے دھکا دیکھ کر

دونون حاضر ہین دل و دیدہ تمھارے واسطے
جون سا چاہین مکان آپ اپنے دھکا دیکھ کر

بھول جائین یاد حوران بہشتی شیخ جی
اک نظر جلوہ جوان بیت الصنم کا دیکھ کر

ہاتھ یا نون کو لگائے تو سہی اونکو رقیب
حوصلہ ہم بھی ذرا اوسکے ادب کا دیکھ کر

ہو نہ راحت عشق مین ہرگز نہ تا عاشق عذاب
خوبیٔ قسمت خرابیٔ طالع تعجب کا دیکھ کر

لگی ہوئی ہو جو اوس شمع رو سے لو اپنی
تو لوگ صورت پروانہ کیا ہی سمجھتے ہین

ظفر تصویر مژگان یار رہے جنکو
وہ دیکھا تکے ہی دیوانہ بنکے جیتے ہین

ہمدم جانی بجز غم دوسرا کوئی نہین
اور دل سوزآہ سوزان کے سوا کوئی نہین

نالہ و آہ رسا اپنے ہین پھر کس کام کے
جب پہونچتا تا بگوش دلربا کوئی نہین

اور بھی یون تو حسین ہین لاکھون ہی زیر فلک
پر مری نظر و نہین تجھسا مہ لقا کوئی نہین

اے نگاہ یار تو وہ آفت جان ہے غضب
پھیر سکتا تجکو کتے سیر قضا کوئی نہین

رہنے دو انکا عدم کے حال کس سے پوچھیے
اس طرف کو آج کل وان سے پھرا کوئی نہین

آشنا ہین جتنے ہین اپنی غرض کے آشنا
خوب دیکھا ہمنے اپنا آشنا کوئی نہین

ہم کسی کو کیون کہین منہ سے برا اپنے ظفر
ہم ہی سب سے ہین برے ہمسے برا کوئی نہین

کب ہین کہین ہم بیٹھتے اوٹھتے اور کب چلتے پھرتے ہین
اپنے دل بیتاب کے ہاتھون ہاتھ ہی ملتے پھرتے ہین

دیکھو کہین پھنس جاؤ گے تم تو چھوڑنا مشکل ہووے گا
حضرت دل کیون سادہ رخون پہ آپ پھسلتے پھرتے تھے

ہمسے جو ہر سر کرم محبت امرون کچھ وہ مہر لقا
دیکھ کے دشمن کیا کیا اپنی جی میں جلتی پھرتی ہین

کیونکر انکو یار سمجھے یار نہین عیار ہین یہ

کرتے باتون ہی باتون مین یہ تو اک عیاری نمط سی ہین

کہتے کچھ ہین کرتے کچھ ہین ڈرتے رہیے انسے ظفر

دشمن جان ہین دل سے کرتے ظاہرداری نمط سی ہین

گذری جو ہم پر کیا کہوین — پوچھ نہ دلبر کیا کہوین
ہم تو ازل سے غم کش ہین — تجکو مقدر کیا کہوین
رحم جو تجہ مین ہو تو کہین — تو ہے ستمگر کیا کہوین
تیری کدورت سنگدلی — خاک اور پتھر کیا کہوین
دیکھتے اپنے ہاتھ مین وہ — آئینہ لیکر کیا کہوین
زلف و رخ ہے شام و سحر — یہ نہ کہین گر کیا کہوین
رخ کو ترے خورشید کہین — ماہ انور کیا کہوین
حسن تیرا سبحان اللہ — اور ترا دلبر کیا کہوین

جھوٹی وہ تو بناتے ہین
باتین ظفر پر کیا کہوین

تمہارے وصل کی جو آرزو مین مرتے ہین — اسی طلب مین اسی جستجو مین مرتے ہین
ہماری خاک سے روئیدہ کیون نہ گل ہون کہ ہم — تمہارے تصور روے نکو مین مرتے ہین

گہر کیا لعل کیا خورشید و مہ کیا خار کیا گل کیا
سبھی ممنون احسان عکس روے یار باکے ہین
پڑا وہ سایۂ دیوار سر پر ہے دلا جن کے
نہین ہوتے وہ منت کش کبھی ظل ہما کے ہین
پہونچنا منزل مقصود تک مشکل نہین ہمکو
کہ پیر و اپنے ہادی کے اور اپنے ہمنما کے ہین
جسے حق القمر کہتے ہین اون مین ایک ہے ادنی
کہ جو اعزا و دوس محبوب رب غیر الورا کے ہین
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر کا ہے کیا کہنا
ظفر ہم خاک پایان چار یار مصطفے کے ہین
دانا ہون یا کہ نادان جو کچھ کہ ہون سو مین ہون
کہتا ہون آپ مین ہون جو کچھ کہ ہون سو مین ہون
ٹھہرا و آدمی یا مجکو بنا و حیوان
کچھ ہی کہو مری جان جو کچھ کہ ہون سو مین ہون
بد ہون کہ نیک ہون مین سب اپنے واسطے ہون
کیا تمکو کام یاران جو کچھ کہ ہون سو مین ہون

تو بہائے اشک خونین اور پانی وہ برسائے فقط

رونے مین کب بر و چشم پر نم ایک ہی طور کے ہین

ایک تماشے عالم کے اس مین بھی دکھائی دیتے ہین

دل میرا اور جام یہ تیرا اے جسم ایک ہی طور کے ہین

نعل گلشن یار پہ شبکو ماہ نو سے کہتا تھا

فرق نہین کچھ ہم تم دونون پر خم ایک ہی طور کے ہین

رند اگر ہین مست مے تو زاہد مست نخوت ہین

دونون کے رنگ ایک سے ہین اور عالم ایک ہی طور کے ہین

باتین کرو اغیار سے تم اور بھاگو ہمسے کیا باعث

ہمسے کیون ہے پردہ ہم وہ محرم ایک ہی طور کے ہین

خانہ دنیا خانہ گردون خانہ شادی ہو کس دن

ظفر سدا سے یہ تو سرائے تم ایک ہی طور کے ہین

دنیا ہی جبکہ رنج والم ہی اوٹھائی جان

پھر اسمین کسلیے کوئی اپنی کھپائے جان

ہوتی اگر نہ عشق کی آتش خمیر مین

رکھتا نہ اپنا قالب خاکی ہوائے جان

پہلو سے بیٹھے بیٹھے وہ جانان جو اوٹھگے

ٹھنڈی سی بھر کے سانس کہا دلنے ہائے جان

بیکان تیر یار سے ہو اپنی زندگی

اے چارہ گر جو دیدے یہ جائے تو جاؤ جان

غیر سے ملکر تو نے جو ٹھہرائی ہے معلوم ہے سب
پر جو تیرے جی مین ہے وہ اپنی زبان پر لائے کون
یا نہین غمخوار نہین ہمدرد ظفر اب کوئی نہین
کنج غم مین آپ ہی کہیے دلکو مرے بہلائے کون
اپنے دو اشک سے ڈوبے کوہ نہ یکسر پانی مین
غوطے کھاتا خجالت سے ہے بلکہ سمندر پانی مین
مستون نے گرداب جو دیکھا دریا مین تو یہ سوجھی
روح کسی میخوار کی ہے یہ کھاتی چکر پانی مین
سیر دریا کو خوش آئے تو جو ساقی پاس نہو
موج دریا کھینچتی ہے سو مجھ پر خنجر پانی مین
اشک کے قطرے دیکھ کے اپنی چشم تر مین یہ سوجھا
داد نے کیا موتی ہین یہ سیپ کے اندر پانی مین
سنگ بلا محنت سے یکسب سینہ صاف کدر ہون
پانی کا کیا بگڑے ہے گر پھینکے پتھر پانی مین
اپنے در اشک سے ہوتا ایسا خجالت کش نہ اگر
کاہیکو اس طرح سے چھپکر بیٹھتا گوہر پانی مین

سچ جو پوچھے ہین وہی روز ازل سے سبز بخت
سبزہ رنگون کی محبت مین جو سم کھا جاتے ہین

پوچھتے ہو حال کیا اے ہمنشین دکھ کی شرح
ہڈیون کو روز کے یہ رنج و غم کھا جاتے ہین

آئے اون جھوٹون کے منھ سے کیون نہ بدبو اے ظفر
جو بشر ہر بات مین جھوٹی قسم کھا جاتے ہین

دشمن دل کا مرے پہلو مین دل نہین
ہون تنگ دل کو ہاتھ سے قابو مین دل نہین

سوز فراق سے بھلا کیا جل بجا کہین
سر گرم اضطراب جو پہلو مین دل نہین

تسخیر دل کے واسطے زر چاہیے تجھے
کچھ حکم زور پنجہ و بازو مین دل نہین

اے چشم یار طاق ہی جادو مین تو بھلا
کس کا گھر ابھوا ترے جادو مین دل نہین

سودا ہے اک نگاہ پہ دل کا چکا ہوا
اے شوخ بکتا تیرے ترازو مین دل نہین

کر آنکھ مین ہوا سے کی عجب کیا گرہ بانجھی
تبلا ہوتا کیا بر آہو مین دل نہین

پھرتے ہین مدتون سے ظفر ہمتو ڈھونڈھتے
پاتا ہے کوئی قاتل بدخو مین دل نہین

آنسو کوئی بلا مژہ تر تلے کے ہین
کیا ہی شریر لڑکے یہ پر تلے کے ہین

ہوتے ہین کوئی ابرو جانان سے محرف
سر رکھنے والے ہم اسی خنجر تلے کے ہین

شوق دیدار دیکھنا اون کا — بول سے آگے جھپٹ گئین آنکھین
جھاڑ کر پنجہ مژہ کیا وہ — دل کے پیچھے لپٹ گئین آنکھین
چشم بد دور حسن یار پہ ہین — ایک عالم کی ڈٹ گئین آنکھین
جب مقابل ہوئین اون آنکھونکے — دلمین آہو کے کٹ گئین آنکھین
سیدھی آنکھون سے کیون نہین ملتین — کس گنہ پر لپٹ گئین آنکھین
جب چمن مین وہ آنکھ یاد آئی — گل نرگس پہ چٹ گئین آنکھین
شوق دیدار دیکھ عنوان پر — مہر کی جا چٹ گئین آنکھین
رکھتے تھے سرمہ سا جواب تہ خاک — خاک مین اونکی اٹ گئین آنکھین

دیکھے دنیا کے جو ظرف بدو نیک
سو قدم پیچھے ہٹ گئین آنکھین

بسر اپنی نہین غیر سے تو ساری رات کرتے ہین — نہین اس نیم جان سے وہ اک دھی بات کرتے ہین
نہ فرصت بات کی بھی ونسے پاتی ہین تیونسے — عبث ہم جاکے واون اپنی خراب و خوار قسمت ہین
کہان ہین خاک مین جو نقش پا ہم راہ مین جنکے — قدم بوسی نہین گاہی ادھر بہی جا کرتے ہین
کیا پیدا اہرمن نے وہ طرح بحسب مین — جو آئین لاکھ مجنون سے ابھی ہم بات کرتے ہین
جہان تو جلے ہو بیداری بہ نگ سایہ ان ہم جا — اگرچہ ناتوان ہین لیک تیرا سات کرتے ہین
پس مردن بہی دیتا کون ہے وہ لوگ مجھ مین ہین — جو اپنے ہاتھ سے کچھ جیتے جی خیرات کرتے ہین

فزون کل جواہر ہی بھی وہ حق مین ہمارے ہ
نظارہ جبین تیری بصیرت کو ہین لیکن
خدا کیواسطے صورت دکھا جا کر دکھائی ہو
جو ہر شب ماہ تکتے ہین تری راہ طلعت ہم
کھنچی مستوں کی ہاتھون مین کوئی شمشیر ہے کیا
تماشے دیکھتے ہین گر ہزاروں ہم تجلی کو
لگا خاک کف پای شہ لولاک آنکھون مین

کچھ ایسا ہو کہ کہین تجھ کو جان دیکھ تو پائین
ہمیشہ گلشن فردوس ہم جو سنتے ہین
ہو تخت خاک ہین آنکھون مین سب کی اے ہم
تمھاری ہونگی زاہد بھی اے تو ہندی
رکھینگے ہم بھی فلک سے خوشی کی پھر امید
نکل رہینگے تری زلف پر شکن کر بل
جو کھوئین آپ کو تم جستجو سے جانان مین
جو ہم شراب ہونگے تو ہونگے

ہمارے دل مین تیری زلف کا سودا سمایا ہے
ہمارے دل مین تیری زلف کا سودا سمایا ہے
ہمارے دل مین تیری زلف کا سودا سمایا ہے
ہمارے دل مین تیری زلف کا سودا سمایا ہے

خاک مین ہمکو ملا مینگے برنگ نقش پا
وہ جو آئے ہین ظفر سیر لگا کر آنکھ مین

بوسہ رخ دو ہمین	دل ہم اپنا دین تمھین
رد دل اپنا صنم	کیون نہ ہم تجھسے کہین
چھپا رہا جاتا نہین	کب تلک چپکے رہین
وہ عجب ہین کہ جسنے	آپکے بن کبھو نکر مرین
تو ہمین دے گالیان	ہم دعائین تجکو دین
بھر رہا ہے دل مرا	کیون نہ بھر آنسو بہین
چشم و دل ہر دونون پر	ہم بھلا کسکو کہین
یہ ترے جور و ستم	یار ہم کبتک سہین

اس غزل پر سب ظفر
آفرین تجھسکو کہین

میری لیجا ہے وان خبر ہے کون	مجھے بلا دو وہ بسر ہے کون
جو مقابل تری نگاہ کے ہو	ایسا رکھتا دل و جگر ہے کون
بار غم جب سے دل پہ ہمنے لیا	بوجھ یون لیتا جان پر ہے کون
سوز الفت نہین ہم تو آگ	پھر لگاتا ادھر ادھر ہے کون

ایسا آتا ہے نظر جسکو کھل گئین آنکھین
زلف و رخ تیرے سوا نہین معلوم
شام ہے کون اور سحر ہے کون
جس کو ہو دست و قوا اش دنیا
ایسا دنیا مین وہ بشر ہے کون

قطعہ

خوشنما و ذوق ترے سوا
رکھتا قصیدہ شعر ترے ہے کون
لکھ ایسی قافیہ مین اور غزل
تجھسے بہتر اب اے ظفر ہے کون

دیباچہ

نہین رکھتا ہون یہ تیر یون کرون
اور سمجھون کہ یون کرین تیر یون کرون
زلف تیری کا جو کون لکھی ہے
جانتی وہ نہین مگر یون کرون

یون تو بند ہوے احنا ہے پیر کو پا لون
چھوڑ دیتی نہ پر عاشق دلگیر کو پا لون

چلتی سید انہین ہے یونہین دم قتل عشاق
نہین کار مین قاتل تری شمشیر کو پا لون

بے لب بلف ہو کیا روی مخطط پہ تیرے
کر لگاتی ہو یہ قرآن کو تفسیر کو پا لون

اے جنون کھتا ہی آغوش ہی اپنی سدا
بسکہ بھاتو ہین مر حلقہ زنجیر کو پا لون

فوج کرتا نہین وہ صید فگن کیا ہے ستم
ڈال دیتا ہی دو نہین بند کمند نخچیر کو پا لون

دشت گرد ہین جنون عبث ہوئی اپنی بسر
نہ تھکو دیکھ تو اس گردش تقدیر کو پا لون

اے ظفر یون جو پھرا تا ہو مجھے بون خوبان
لوٹ نے ہین مرے شاید فلک پیر کو پا لون

کل دیکھا جو گھر کی تری دیوار مین روزن
لاکھون ہی پڑی سینہ افگار مین روزن

تیر نگہ ناز سے ہین تیرے ہزارون
چھلنی کیطرح میرے دل زار مین روزن

شب دیکھ کہ کہتے تھے ستارون کو ہم صحبت
کتنے ہین دل جریح شمگر دیدہ زن روزن

پہونچا جو مرے نالۂ شبگیر کا اک تیر
ہوون سیکڑون اس گنبد دوار مین روزن

سوراخ کرو دل مین نکیون اشک کہ ہووے
اس ہیر سے اس گوہر شہوار مین روزن

روزن کیطرح اپنی کھلی رکھین آنکھین
آئی جو نظر آج در یار مین روزن

مستون کے ہو سوراخ ظفر دل مین جو دیکھین
گر کوئی خم خانۂ خمار مین روزن

دیکھ

ہستی کے میکدے مین ظفر کب ہوا اثر
روز ازل سے مست شراب الست ہون

پان کھا کر رقیبون سے کیا کر باتین
رنگ لائین نہ تری کرنی چبا کر باتین

دیکھو تقدیر جو اکبار ادھر آتے ہین
جاتے ہین لاکھون ہی وہ بھکو سنا کر باتین

سن تو جائین مری وہ دو کہوا کر باتین
انکو ہر شکل سے نفرت ہی سہی

کیا غضب ہے نہین تو تجھ بھی وہ ادھر
کرتے ہین غیر سے کیا آنکھ ملا کر باتین

بزم جانا نہین لاتھ کسی کے
تجھے منظور جو سننی ہین بنا کر باتین

تجھے اے شوخ غضب یاد ہو دھوکا
سب سے بجا دے ہے دو چار ملا کر باتین

کرتے ہین دو دو پہر اشک بہا کر باتین
مجھے ڈر ہے کہ فلک بیٹھ کہین نہ سنے

جھوٹی سچی مریجانب سے لگا کر باتین

آپ ہی آپ وہ ہم سے بگڑ جاتے ہین
کچھ نہ کچھ ہمیہ ظفر روز بنا کرتے ہین

رحم کچھ آئے جو اس مشک پری کو جی مین
کیونکر جی ڈالیے پر اپنا کسیکے جی مین

نہ ملا قطرۂ مے دور مین تر دسا تی
خون دل بیٹھ رہا اپنا ہی پیکے جی مین

چشم میگون وہ ہمین یاد جو آئی ہمدم
آگئے صاف شراب صہبی کے جی مین

کوئی سمجھا ئے اسے میری طرف سے غمخوار
اتنی آتی نہین افسوس کسیکے جی مین

دیگر

عرق جو روے گلگون بت پُرفن سے مین پوچھون
تو گویا اُسکے رخسار گل گلشن سے مین پوچھون
سر شک خون کسی صورت نہین تھمتے نہین تھمتے
کہان تک دیدۂ خونبار کو دامن سے مین پوچھون
اسی سے ہے مری زیبا لیش تن خاکساری مین
غبار کوے جانان کیونکہ اپنے تن سے مین پوچھون
جو خون آلودہ ہے شمشیر قاتل کی تو ہونے دو
مجھے کیا کام جو سرخی لب دشمن سے مین پوچھون
ابھی ہر تار دامن کا بر نگ موج دریا ہو
جو چشم اشکبار اپنی ذرا دامن سے مین پوچھون
جو پوچھون خاک تن سے اے جنون کس چیز سے پوچھون
جو بیراہن ہو میرے پاس پیراہن سے مین پوچھون
مسی آلودہ لب سے گر پسینا اے ظفر پوچھون
تو شبنم باغ مین برگ گل سوسن سے مین پوچھون

اے بتو تم جیسے اہل بغض دکین ہوتے ہین
اور ایسے دشمن ایمان و دین ہوتے نہین

دیکھا

دیکھا

کوچۂ جانانمیں ہم گر یکسان بیٹھے تو ہیں
آنکھ دو بوجھی نہ پوچھی مرد مان بیٹھے تو ہیں

دیکھیے تو ہا ہو کب تک مہربان ہو ماہ دش
ہم اسی امید میں اے آسمان بیٹھے تو ہیں

کیا غرض ہے کو جو ہوں منت کش تیغ اجل
قتل ہو تیرے ہاتھوں سے ہاں بیٹھے تو ہیں

مر مٹیں گے تو بھی کوچے سے نہ اٹھینگے تری
حکمِ شکل نقش پا جان جہان بیٹھے تو ہیں

دیکھیے کرتا ہے کب تک وہ کمان ابرو ہدف
کر کے ہم اپنی دلا خاطر نشان بیٹھے تو ہیں

ٹھوکریں کس کس کی کھائیں دیکھیے جو نگ ماہ
کوچۂ دلدار میں ہم نا توان بیٹھے تو ہیں

پوچھتے ہو تم ظفر کو یاں وہ آئے یا نہیں
یاں نہیں کہتے ہیں کیا اے مہربان بیٹھے تو ہیں

ہمہ آہ و درد و جدائی کہیں تو کس سے کہیں
نصیب تیرہ و بُرائی کہیں تو کس سے کہیں

غبار دل ہیں جو اُٹھے ہماری جانب سے
عزیز و ہم صفائی کہیں تو کس سے کہیں

سمجھتے ہم ہیں اسے نارسائی قسمت سے
جو واں نہیں ہے رسائی کہیں تو کس سے کہیں

ہمارے دل میں ہے اے سوزشِ غم پنہاں
جو تو نے آگ لگائی کہیں تو کس سے کہیں

حقیقتاً شبِ ہجراں و روزِ فرقت ہم
جتاتے ہیں در کھائی کہیں تو کس سے کہیں

ہمارا قصۂ غم غم سنیے تو کوں سنے
یہ رنج و درد جدائی کہیں تو کس سے کہیں

جو دوستی میں ہو تو نکی ہے اپنا حال ظفر
عدو ہی ساری عداوت کہیں تو کس سے کہیں

دیگر

دریا اشک بفلک پہنچا رات کو — کیون بولین جھوٹ پانی لگا منھ کی بات کو
رکھتی گرہ مین دلمین ہر دہ زلف خم بخم — چاہے ابھی خریدے سکے کائنات کو
کیا کیا کٹے نہ رشک سے شمشاد باغ مین — وہ سرو قد دکھائے اگر اپنی گات کو
پروانے کو جلا کے کیا خاک بزم مین — لگجا ای آگ شمع ترے التفات کو
کوچہ مین عشق کے ہین برابر شہ و گدا — کب پوچھتا ہی واں کوئی ذات و صفات کو
ہوتا نگین کیطرح سے ہی نامور ہی — کر لیتا دل پہ نقش جو ہی نیک بات کو

دیوان ظفر کا دیکھ کے کاتب ہین کہ ہے
لکھین کہان تلک ترے ہم کلیات کو

ساتھ لو ہمکو تم جھڑے نہ پھرو — در ہین اس پھر نہین پڑے نہ پھرو
میکشو خوش کہان جو تم جبتک — ساتھ مے کے لیے گھڑے نہ پھرو
پھرتے آوارہ کیون ہو حضرت دل — اُس گلی مین رہو پڑے نہ پھرو
حبسہ اُڑ جاؤ تم یقین ہے کہ پھر — رہو اُس بات پر اڑے نہ پھرو
اس زمانیکے چکنے چپڑو نمین — تم بھی چکنے بنے گھڑے نہ پھرو
کون کہتا ہے تم سے پھر آؤ — بات سن لو کھڑے کھڑے نہ پھرو
کرتی مضطر ہے دل صدا ان کی — سنکر یا نو نمین کڑے نہ پھرو

زمین پہ گھٹنے ٹھے جو کہ اپنے زور میں پانو
وہ ابتدا ضعف ہین لکڑی بیٹھے گور میں پانو

بچھانہ طائر دل تار زلف سے سر گن
پھنسا یہ پھندے مین ایسا الجھ کے ڈور میں پانو

خلیدہ ہو نگے کف پا مین خار مژگان کے
نہ ڈال دیکھ سر راہ چشم مور مین پانو

مجال کیا کہ جو پھیلائے رشتہ سوزن
تمھارے زخم ہونگے زخم وکے جور مین پانو

ہوئی دخل ہے کیا دل مین کور باطن کے
رکھی ہے جو پیے در مکان گور مین پانو

گری ہے نمکین کے عرق سے اسکے حذر
نظر سے کہتا ہوں الہٰی آب شور مین پانو

حلال خور کے گھر جائیے طمع سے کیا
مزہ کھیے کوے حرامیں حرام خور مین پانو

آتا ہو ڈر چلو تا تلو ٹھہر کے چلو
چڑھو نہ باؤ کے گھوڑے پہ تم اتر کے چلو

مطلع ثانی

دکھاتے نا تم اپنے ٹھہر ٹھہر کے چلو
مگن نہ دوش پہ شمشیر و نیکے ہاتھ دھر کے چلو

الہٰی کیا خیر ہو در پے ہے پھر دل بیتاب
کہ اٹھو کوچہ مین اس شوخ فتنہ گر کے چلو

جو دل مین ہو نہ کرو ہونت اور کچھ منظور
تو دیکھکر ہمین رستہ نہ تم کمر کے چلو

سنبھالو اے رقبا مجکو نا توان ہو نمین
اٹھا ئے جلد نہ اتنے قدم ٹھہر کے چلو

نکالا خط کہ ہے لکھنے کا قصد وہ عنوان
کہ اسکے پڑھنے کو تم ساتھ نامہ بر کے چلو

فرو ہوئی نہین آتش ہماری دل کی ابھی
ہماری خاک پہ یکھو نہ پانون دھر کے چلو

دیگر

کیا دیکھے کوئی اُس رخِ روشن کی تاب کو
جسکے نہ دیکھنے کی ہوتا ہے آفتاب کو

بوئے عرق سے یار کے خوشبو ہے یہ دماغ
ہم سونگھتے نہیں کبھی عطر گلاب کو

سودا مجھے نہیں ہے تری زلفوں نے اے پری
دیوانہ کر دیا دل خانہ خراب کو

ہے شوق بوسۂ لبِ میگوں ترا جنھیں
منھ بھی نہیں لگاتے وہ جامِ شراب کو

ہمنے یہ معرکہ عشق میں جواب
سب لاجواب ہو گئے سُنکر جواب کو

کہتے ہیں بادہ نوش نشے میں شفق نہیں
شیشے میں آسمان کے بھرا ہے شہاب کو

دودِ جگر جو میرا گھٹا زیرِ آسمان
دیکھا نظر سے سب نے گھٹا کر سحاب کو

جب یاد آگیا نمکیں حسن یار کا
مرہم ہی لگ گئیں مرے لکِ کباب کو

کرتے ہیں یاد ساغر صہبا کو بادہ کش
دریا میں دیکھتے ہیں ظفر حبابِ کو

راضی وہ شوخ عربدہ جو دیکھیں کس سے ہو
اُسکا غضب کا غصہ فرو دیکھیں کس سے ہو

پیتے ہیں یار بزم میں بھر بھر کے جام مے
خالی اگر سبو پہ سبو دیکھیں کس سے ہو

کعبہ میں گر نماز کسی نے پڑھی تو کیا
سجدہ اور اترکے سر کو دیکھیں کس سے ہو

شمشیر و خنجر آپکے دونوں ہیں آبدار
سیراب اپنا تشنہ گلو دیکھیں کس سے ہو

ناصح نے میرا چاک گریبان تو سی دیا
لیکن یہ سینہ چاک نو دیکھیں کس سے ہو

نہ جلکے خاک ہو جبتک مثال پروانہ
طپش ہو دل کی ہمارے فرد تو کیونکر ہو

ترے مریض کو سو سو علاج ہون لیکن
شفا نہ اسکی نصیبو نمین ہو تو کیونکر ہو

کسی پہ از نہان دل کا مرے ای آنکھون
جو تم نہ گریہ افشا کرو تو کیونکر ہو

یہ ہم بھی چاہتے ہین ترک عشق ہو لیکن
جو دل بس نہ ای ناصحو تو کیونکر ہو

ملین نہ خاک مین جبتک تمھارا کشتہ ناز
دمیدہ خاک سے ہو نماز بو تو کیونکر ہو

جگر پہ زخم تو کھائے مگر مزا حاصل
نمک فشان ہو نہ وہ جنگجو تو کیونکر ہو

کرم کہان کہ ستم بھی ہو کرتے ناز سے تم
جو یہ بھی ہو تو غنیمت ہے وہ تو کیونکر ہو

جھکا تو سر نہین آزاد راستی شیوہ
چمن مین سرو جو ہو سرفراز تو کیونکر ہو

ظفر جو ہو نہ محبت مین دل سے دل کو راہ
وہ میرے حال سے آگاہ ہو تو کیونکر ہو

عجب ہے مصحف رخ سے ہو گر اخلاص کیسو کو
وہ ہندو اور پڑھے آن کا م کیا قرآن سے ہندو کو

کہان اُس چشم وحشی مین ہے تحریر کاجل کی
سیہ ریشم کا ڈورا کیسے مگر باندھا ہے آہو کو

جو کشتہ گردش چشم سیہ کا ہے ترے قاتل
نہ بیہوش اُسکے ماتم نے کیا ہے چرخ مینو کو

بغیر از بیش و کم پایا ہو ظفر مین قول تو بس کو
کہ کچھ پاسنگ کی حاجت نہین ہے اس ترازو کو

عزیزو نمین نہین پاتے ذرا رحم محبت کی
سفید ایسا زمانہ کیا یکبار لو ہو کو

وہ آرام اے جان ہو جبتک نہ پہلو مین
کہان آرام کیونکر ہو ہمارے درد پہلو کو

جو پردے مین رہتے ہین انسے کیا کہتے ہو پردے ہو

چاہیے کہنا پردہ دار و بے پردو نکو پردے ہو

کسکو مہمان گھر مین رکھوگے اپنے ایسے تکلف سے

آج نئے دالان مین یہ بندھواتے تم پردے ہو

لیکر ساتھ رقیبون کے تم بزم مین جام صہبا کو

شرم وحیا کے کیون یہ اٹھاتے آنکھو نسے دیکھو پردے ہو

ہمسے ہی یہ پردہ تمکو آتے ہین جب گھر مین ہم

ڈالتے اک اک پردے پر تم ہر جا دو دو پردے ہو

دیکھتے ہین ہم حلمین مین سے آپ صریحا جھانکتے ہین

چھپکر سب سے بیٹھے ہوے ظاہر مین گویا پردے ہو

دیکھتے ہین جو تمکو ہمیشہ اپنی چشم تصور سے

چاہو تم بے پردہ ہو اُنسے پیارے چاہو پردے ہو

مثل شمع فانوسی کب جلوہ تمھارا چھپتا ہے

بیٹھے ظفر سے چھپکر کیون اے پردہ نشین پردے ہو

محفل شادی ظفر آج بھی ہو کل بھی ہو

گھر تر اشادی کا گھر آج بھی ہو کل بھی ہو

راتکو ہو رت جگا دنکو ہو صحنک بھی شہانا

دھوم شادیانہ سحر آج بھی ہو کل بھی ہو

زاہد و بیٹھکے رند و نمین باندھو گٹھری
اور جو کھانا ہو کوئی وہ بھی گٹھڑ باندھو

ہر جو اک بات کہین بزم مین تم سے بلحاظ
جھاڑ تم گالیون کے بول کی پھکڑ باندھو

دست و بازار سے زاہد کے ہین ایسے بندو
تم ہو شاعر تو مقرر اسے مکڑ باندھو

بھول جاؤ تو بلا سے مجھے پر یہ ڈر ہے
مجھ سے پیمان نکوئی بنکے بھلکڑ باندھو

اے ظفر دل کے دھوئین مین ہے نہایت تلخی
تم خمیرہ اسے ٹھہراؤ کہ کلکڑ باندھو

کون کہتا ہے کہ تکلیف دل مضطر دھو
لیکن اے گریہ کدورت خاطر دلبر سے دھو

زخم دھوتی ہین مری منظور گر ای چارہ گر
تو اسی قاتل کی تو آب دم خنجر سے دھو

دھو سکے تقدیر کے لکھے کو کوئی کسطرح
نہین وہ حرف دین جو لکھکے تختی پر سے دھو

تو ذرای غافل اگر دھویا بدن سارا تو کیا
دھو سکے تو میل دنیا دل کی تو اندر سے دھو

جوش گریہ دھوئے کیا داغ دل محزون کو
دیدہ باران کب سیاہی لالۂ احمر سی دھو

محتسب میخانہ مین آیا پیے سنگ ستم
ساقیا لب ہی تھا اب تو شیشہ و ساغر دھو

رو سیاہی کو جو دھوئے نامۂ اعمال کی
اے ظفر اپنے دفور اشک چشم تر سے دھو

زیادہ جو مہ حسن و جمال مین تم ہو
بنا کے سرمہ کاتل زیر ابرو پر چشم

پری کو لاتے بھلا کب خیال مین تم ہو
دکھاتے ہمکو ستارہ ہلال مین تم ہو

دیگر

یارہ دل یا کوئی محبت جگر ہو پنچا تو دو
آسمانی میری دان اسکو مگر ہو پنچا تو دو

سنکے آئے یا نہ آئے عہد موہ بیخبر
پر اُسے یکبار تم میری خبر ہو پنچا تو دو

کہنا جھوکون سے ہوا کے ہی تن لاغر مرا
گر اُٹھا یا ہی مجھے تو اُسکے گھر ہو پنچا تو دو

خوب پھر گردان پھرایا حضرت عشق آپنے
لیک مجکو منزل مقصود پر ہو پنچا تو دو

وصل کی شب ہم کرو جس سے کنار اہی الیقین
گور کے اُسکو کنار ی تا سحر ہو پنچا تو دو

قدر و قیمت کچھ تو ہو معلوم در شنک کی
جوہری بازار تک تم یہ گہر ہو پنچا تو دو

جو کہ ہونا ہو سو ہو پر دامن دلدار تک
ہاتھ اپنا ایک دن تم ہی ظفر ہو پنچا تو دو

اُس پر جفا کی طرز بیداد کچھ نپوچھو
جو وہ ستم کر رہے ایجاد کچھ نپوچھو

پوچھو نہ پوچھو دل کا لیون حال تم ہمارے
پر قہر ہی جو سُنکر فریاد کچھ نہ پوچھو

مانند نکہت گل عمر اپنی اس چمن مین
کی جسطرح سے ہمنے برباد کچھ نپوچھو

جو کچھ ہی حال میرا صلوت ہی سے عیان ہے
کیا پوچھتے ہو میری روداد کچھ نپوچھو

دو چار خون گرفتہ روز اُسکو قتل کرتے
جیسا ہی اُسکا غمزہ جلاد کچھ نپوچھو

احوال دل ظفر کا کیا پوچھتے ہو یارے
کیا جانے شاد ہے یا ناشاد کچھ نپوچھو

غم مجھے کھانیکو دو اور خون دل پینے کو
اے طبیبو نوغذا کانے دوا کا نام لو

یہ خطا شانہ سے ہو بہم کر وہ زلف کو
اور خطا وار و نمین تم اس سے خطا کا نام لو

جو تمھاری جی مین آئی ناصحو فرماؤ تم
پر نہ میرے سامنے ترک وفا کا نام لو

خون عاشق سے کرو رنگین جو ہاتھ اپنے مگر
پھر کبھی ہرگز نہ تم رنگ حنا کا نام لو

حضرت دل لی کی گر جیتے مچھو اس لفظ سے
پھر نہ جیتے جی تم اس کالی بلا کا نام لو

اے ظفر چشم دنگہ یا غمزۂ و ناز و ادا
کون دل کو لیگیا اس دلربا کا نام لو

سمجھکر جو برا مجکو برا کہتے ہین کہنے دو
کہ سچ ہے ہین برا ہو وہ بجا کہتے ہین کہنے دو

نہ لینگے نام جیتے جی ہم انکی آشنائی کا
اگرچہ وہ ہمین نا آشنا کہتے ہین کہنے دو

چھوڑونگا خیال زلف مجکو حضرت ناصح
بلا سے گر گرفتار بلا کہتے ہین کہنے دو

ہنسی آتی ہے گر تمکو ہنسو تم شوق سے لیکن
یہ ہم رونیکا اپنے ماجرا کہتے ہین کہنے دو

وہ کہتے ہین نہ باز آینگے اس ظلم و جفا سے ہم
اگر عشاق ہمکو پر جفا کہتے ہین کہنے دو

غمزدو کو مرے غمخوارونکو میرا حال کہنے دو
لگا کر کان سن لو تم وہ کیا کہتے ہین کہنے دو

ظفر اب لجی لو بوسہ تم انکے لعل میگون کا
اگر وہ ہمکو بے شرم و حیا کہتے ہین کہنے دو

خط بھی کبھی جو ہمکو لطف و کرم سے لکھو
خط شکستہ مین وہ ٹوٹے قلم سے لکھو

بیچتے ہین جنس دل ہم عشق کے بازار مین
شوق سے اے جسکو ہو درکار ہمین کوئی ہو

ہو وہی جانبر جسے دے شربت دیدار تو
اک نثار اور سیکڑون بیمار ہمین کوئی ہو

دون جگہ دل مین اسے جانون جسے دل سوز تین
نالہ ہو یا آہ آتشبار ہمین کوئی ہو

تیری چشم مست کو جو دیکھے ہو جائے خراب
خواہ صوفی خواہ ہو میخوار ہمین کوئی ہو

ہور فوکیون کر ہو اسا رگریبان تار تار
یہ تو ہان جب ہو کہ ثابت تار ہمین کوئی ہو

دیکھے اسکو نہ دل ہمین نہ مہر و وفا
مہر طلعت ہو کہ مہ رخسار ہمین کوئی ہو

جان دل ایمان و دین صبر و خرد حاضر ہین سب
اسلیے شاید پسند یار ہمین کوئی ہو

اپنا ہم مات وہی جسکا مذہب عشق ہو
اے ظفر کافر ہو یا دیندار ہمین کوئی ہو

لاتے ہو کیون حضرت دل یہ شکوہ دس مین جانے دو
جاتی رہین گر الفت کی وہ پہلی رسمین جانے دو

جائیگا کیونکر تا بچمین صیاد و لے بال و پر
جاے اگر پھر اُلٹا پھر کر دام و قفس مین جانے دو

کرتے ہو اس سوختہ جان کو دیکھو کیون سرگرم فغان
دیگا جلا یہ ساری جہان کو ایک نفس مین جانے دو

کوچہ میں اس نے کے دون تو ملکے کرو اوقات بسر
کہتا ہون جان دل کو نہ الجھو اسمین جانے دو

قتل کرکے گر تمکو ظفر وہ کیا ہے قصاص اسکا قاتل کا
کرتے اسکے سامنے جاکر عشق کا دعوی تم ہی تو ہو

چاندنی کس چاہ دیکھکے شب کو نور کے تڑکے آئے ہو

منھ جو بنا کر آئے ہو تم کس سے بگڑ کے آئے ہو

پوچھتا ہے دیوانون سے تری دست مین مجنون ورد کر

کیون تم یان ای خانہ خرابو گھر سے اُجڑ کے آئے ہو

کیونکہ نہ رو مین حضرت دل ہم تمکو لگا کر سینے سے

مدت مین تم پاس ہمارے دان سے بچھڑ کے آئے ہو

لیکے جواب خط کو ہمارے وان سے تم آئے نامہ برو

آئے ہو تو لیکن کیا کیا پاؤن رگڑ کے آئے ہو

یہ تو ذرا ای دیدۂ گریان پونچھ تو اپنے اشکون سے

گرم جو ہو کر آئے ہو لڑکو کس سے لڑکے آئے ہو

ایک گھڑی کا وعدہ کر کر چار گھڑی کے عرصے مین

آئے ہو تو بات نئی اک دل سے گھڑکے آئے ہو

بند کیا ہے اُسنے اپنے گھر کے آنے والون کو

کیا جانے کیا کس کسکے ظفر تم پانو پڑکے آئے ہو

ہے کیا خزانہ درم و داغ کا حساب — جب چاہو ایک یک درم ہمسے پوچھ لو
کہتے ہو جنکو حضرت دل لعل شکرین — ہین وہ تمھاری واسطے سم ہمسے پوچھ لو
لکھا نصیب کا ہو یہ لکھوائین ہم سے غیر — جب کچھ کرو کسی رقم ہمسے پوچھ لو
پوچھو نہ یہ رقیب سے کہاتے ہین کیونکر غم — واقف نہین ہین اسکے ہم ہمسے پوچھ لو

ہم جانتے ہین رو تے ہو جسکے لیے ظفر
یہ ماجرائے دیدۂ نم ہمسے پوچھ لو

میرے اسکے ملنے کی لوگون کو خبر ہو کیونکہ نہو
چرچا اسکا روز سر ہر راہ گذر ہو کیونکہ نہو
مین جو ہون سرگرم فغان تو وہ بھی آہین سرد بھر
گرم و سرد محبت کا دونون کو اثر ہو کیونکہ نہو
عشق مین اسکے چاک ہو میرا سینہ جو مانند گمان
غم سے میرے داغ بدل وہ رشک قمر ہو کیونکر نہو
جیب پر نم اشکون سے پان پاٹ بنے جو دریا کا
مثل چادر آب روان دان دامن تر ہو کیونکر نہو
چلتے گذرے سا رادن جو مجھکو بیان خورشید صفت
شمع نمط دان سوزش دل سے رات بسر ہو کیونکر نہو

نالہ مرا یہ وہ ہے بلا سُن سن کے جسے ای رشک پری
ہو پہنچا اک آسیب سے گوش جن و بشر کے پردے کو
تا یہ تجھے در پردہ دیکھیں اور ندیکھے کوئی انھیں
آنکھو نپہ باندھا اس خاطر مژگان ہر کے پردے کو
عشق ترا اے شوخ پری وش کرتا ہی کیا کیا پردہ دری
دست جنون سے میری قبا کے ٹکڑے کرکے پردے کو
واسطے ہے اس شمع کے بہتر شعلہ رخو فانوس بھی
کیجیے برقع مُنھ کا اپنے چشم ظفر کے پردے کو

نہ جانے دونگا اُسے آج ہمنشین کچھ ہو
بلا سے مجھکے تو خوش ہو کہ خشمگین کچھ ہو
وہ میں نہیں کہ شکایت کروں کسی سے تری
کروں تو جبکہ مرے دلنشین مجھ میں کچھ ہو
جو آئینگے سر میدان امتحان سر باز
جھکائی دینگے وہ سر زیر تیغ کین کچھ ہو
کریں تو حوالے جان و دین و ایمان تک
اُسے ہماری محبت کا گر یقین کچھ ہو
جو میرے قتل کا ہی قصد تو کو بسم اللہ
چڑھاؤ تیغ بکف ہو کے آستین کچھ ہو
فروغ حسن سے تیری ہو شمع کیا ہمتاب
جو ہو تو چرخ پر شاید کہ مہ جبین کچھ ہو

کرے جلا کے بلا سے ہمیں وہ خاکستر
ظفر کرینگے ہم اک آہ آتشین کچھ ہو

تعریف تیغ ابرو و پرخم کی اپنے تم
کیا سنتے ہند مین جو صفاہان مین سنو

چرچا تم اپنی چشم سیہ مست کا مدام
ہر ایک ہی فروش کی دوکان مین سنو

قصہ زبان چارسے وحشت کا میری تم
کہدو یہ وحشیون سے بیابان مین سنو

سنتے ہو گر برائی کیسکی تو عنا فلو
مُنھ ڈال کر تم آپ گریبان مین سنو

کہتے تھے ہم دکھاؤنہ اپنی ادا و آن
لو قتل کتنے ہو گئے اک آن مین سنو

سنتے ہو جسکا ملک سلیمان مین شور حسن
دھومیں اُس اپریکی جا کر پرستان مین سنو

دیکھو نہ کوئی تذکرہ پھر ایک بھی غزل
پڑھو اگر تم ظفر کے جو دیوان مین سنو

بیکسو مین ہو نہ پوشیدہ نکو خوئی کی بو
جو ہے خوشبو سو کہین چھپتی ہے خوبی کی بو

اے گل رعنا دو رنگی ہے تری ہر بات مین
بات مین تیری نہ پائی مینے یکسوئی کی بو

کیون لگا تا مُنھ سے بدگویون کو اے غنچہ دہن
نکی مُنھ مین سے جاتی ہے بدگوئی کی بو

وہ معطر ہے ضیائی سر بہ تیرے خوبرو
لے بلائین بوستان سونکھ اگر دلی کی بو

ایک مدت اس چمن مین ہم پھرے مثل صبا
پر کسی گل مین نہ پائی مینے دلجوئی کی بو

گلبدن تیری رنگی کیا کہون خوشبو کہ واہ
تجھ چنبیلی کی سی ہر بو ایسی نہ ہے جوئی کی بو

زلف نے اسکو سکھائی کج ادائی اے ظفر
نکلے ہے ہر بات مین اسکی جو خم روئی کی بو

کیا جو تمنے میرے ساتھ اپنے دل سے وہ بوجھو
مجھے بس چپ ہی تم رہنے دو کھلوا کر زبان کیون ہو
یقین جب یہ ہوا تم کو نہین کوئی حسین مجھ سا
تو پھر فرمائیے میری طرف سے بدگمان کیون ہو
نکل سکتی ہے جھگڑ کر دل سے کوئی پھانس الفت کی
مرے اے ناصحو تم دل مین لیتے چٹکیان کیون ہو
تم اُس جان جہان کو جانتے ہو ہے وہ ہرجائی
ظفر اُسکے لیے پھر ہوتے رسوائے جہان کیون ہو

آؤ اپنے ہوش مین مست جتنے ہوا تنے ہی رہو
پی پیکے مے مست بیخبار و جتنے ہوا تنے ہی رہو
کھینچتے ہو تم کیون نخوت سے مشل مہ نو سر فلک
ہوگے حقیر انکو نہین دیکھو جتنے ہوا تنے ہی رہو
گر ہو امین سرکشی اتنی کرو ہو کیون مثل حباب
بحر فنا مین اک دو نفس مین جتنے ہوا تنے ہی رہو
گرد گنہ سے دامن اپنا پاک ہو کہتے کس منہ سے
اشکون سے گریبان نہین دھوڈالو جتنے ہوا تنے ہی رہو
لوگ بتاتے ہین جو آگے تمھاری بڑھ بڑھ کر
اُلسے تم اتنا کدو جتنے ہوا تنے ہی رہو
داغ غم درد عشق محبت دل مین رکھو تم جتنے
ہو قلت نہ کثرت ہو جتنے ہوا تنے ہی رہو

بوسہ لب جو ہمنے مانگا اُسسے ظفر تو کہنے لگے
حد سے زیادہ بڑھیو ند دیکھو جتنے ہوا تنے ہی رہو

بھر دین نمک گر زخم جگر مین جائے مرہم چارہ گر
دل کو مرے حاصل ہو مزا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو
ہے یہ تمنا بعد فنا گر خاک اوڑا کر لے جائے
اُسکی گلی مین باد صبا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو
اور مرض گر کچھ ہو دے تو شاید اچھا ہو جائے
لیک صنم بیمار ترا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو
کشتۂ قامت اُس کافر کے جتنے ہین سب اُٹھ اُٹھکر
کر دین اگر اک حشر بپا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو
یہ جو پڑا ہے پردۂ غفلت اپنے دیدۂ دل پہ ظفر
کوئی اگر دے اِسکو اُٹھا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو

وہ باتین ہین مری جنکو بزم مین بافراغ مین بیٹھکے تو ان نہین اُنکی ہے یہ دماغ مین ہو
کوئی تو غیرت گلزار آج آیا ہے مہک ہی ہے جو کچھ اور صحن باغ مین ہو
سرشک تلخی غم ہین جو داغ سوزان ہین تو کڑوی تیل کی آتی ہے اس چراغ مین ہو
کلیجہ سوز درون سے ہے بھن گیا شاید جلی جلی سی کچھ آتی ہے لکی داغ مین ہو
گرے جو اُس لب میگون سے قطرہ دریا مین شراب کیسی حبابونکے ہوا یاغ مین ہو
اوگے ہے لالہ کہان قیس کو بکن کی یہ ہنوز خون کی آتی ہے کوہ داغ مین ہو

ظفر

دیگر

پھیر کر منھ جو وہ چلتے ہیں ادا سے ہمارے
ہمیں تو کھا گیا یہ غم بھلا مانو برا مانو

تمھاری دوستی میں گر لکھوں شرح الم آپا
تمھیں ہو دشمن عالم بھلا مانو برا مانو

بر دن کو منھ لگاتے ہو بھلو سے ہم کو نفرت ہے
ظفر کو ہے یہی بس غم بھلا مانو برا مانو

یوں رہو غیر کے گھر پھر خفگی کیونکہ نہو
نہ کبھی آؤ ادھر پھر خفگی کیونکہ نہو

شب جو ہنا کر دو اس چیز میں تم حضرت دل
اسطرح روز و دو دو پھر خفگی کیونکہ نہو

ہم نہیں چھوڑتے ہیں اسکا خیال رخ و یار
ہمیشہ یوں شام و سحر پھر خفگی کیونکہ نہو

دیکھ کر اس رخ روشن کی شب ماہ میں ہم
دیکھینگے سوے قمر پھر خفگی کیونکہ نہو

اسکے جاتے ہی دلا جی سے گذر جاتے ہیں
کچھ توقف ہو اگر پھر خفگی کیونکہ نہو

ابر مژگان سے جو ہر روز کہے تو برسات
آنکھ اے دیدۂ تر پھر خفگی کیونکہ نہو

جھوٹی سچی جو مری اسسے لگا میں باتیں
ایسے لوگوں سے ظفر پھر خفگی کیونکہ نہو

تصور زلف مشکین کا ہے کیسی بنھا مجکو
جہاں میں جو نظر آیا ہے اک اندھیر سا مجکو

مطلع ثانی

کہا بلبل نے عشق گل میں حاصل ہو ا مجکو
کہ غنچے ہیں بکا کر چٹکیاں دیتے اڑا مجکو

نکلینگے بوسے آسانہ میدان محبت سے
اگر ہم کشتۂ تیغ جفا ہونگے تو ہونیدو

ذرا آئین سہی متصل عشاق تک اپنے
جو لاکھوں فتنہ محشر بپا ہونگے تو ہونیدو

ملینگے ہمنشیں ہم نہ ہرگز کوی جانان سے
جو یا مال عدو جون نقش پا ہونگے تو ہونیدو

رہینگے غرق بحر الم ہم انکی بحر الفت مین
اگر اسپر بھی وہ نا آشنا ہونگے تو ہونے دو

چلے ہین کوچۂ گیسو مین شاہ خضر دلکی
بلا سے وان گرفتار بلا ہونگے تو ہونیدو

ظفر تم آج شب کو گھر مین اُس مہوش کے جا دیکھو
بلا سے اسکے جی چیجا بجا ہونگے تو ہونیدو

تری زلفون کا ہوا جیسے کہ سودا ہم کو
ایک اندھیر جہان مین نظر آیا ہمکو

مطلع ثانی

دیکھکے آپ تسلی دو دلاسا ہمکو
مرحمت بیکھیے اب دل ہی ہمارا ہمکو

ہمیہ اسطرح جور رکھتے ہو روا جور و ستم
کیا نہین جانتے بُت بندہ خدا کا ہمکو

اپنی برگشتگی بخت کا یارب ہو بُرا
دین بھلائی پہ الزام دہ اُلٹا ہمکو

شغل آئینہ جو ہم آٹھ پہر رکھتے ہین
اپنی صورت مین وہی ہی نظر آتا ہمکو

نہر ہی دشت نوردی کی جو ٹھوکر تو جنون
کنج زندان ہی مین پھر تو نے بٹھایا ہمکو

ہمکی ہمنے بسر بے ہنری مین یونہین
وائے قسمت نہ بہر کوئی بھی آیا ہمکو

کچھ تو تھی دلمین کدورت کہ جو بے خط و غبار
ایک خط اُس بُت نو خط نے نہ لکھا ہمکو

خدنگ یار کہان جاتے ہو ابھی جانا
ہماری دلمین ذرا تم مکان تو پکڑو
جتانا اپنی نزاکت تمھین ہے گلشن مین
تم اس خطا پہ ذرا گل کے کان تو پکڑو

پھر آج بھاگ چلا دل اسی گلی کو ظفر
کہ مل سکے جو اسے مہربان تو پکڑو

دیکھکر رخ پہ کھلی زلف چلیپا رات کو
اور بھی ہمکو ہوا وہ چند سودا رات کو
یاد خال رخ مین تیری مبتلا سو ہے نہین
ہم پڑے گنتے رہے اک ایک تارا رات کو
مانگ ہے یا لفظ نہین تیرا ثبت زہرہ جبین
یا فلک پہ کہکشان کا خط ہے سیدھا رات کو
چاند سی مکھڑی پہ پہتی ہے جو اک وہ زلف
چاندنی مین پھر رہا ہے سانپ کالا رات کو
آپ یون چھپ چھپ کے کو یار مین جاؤ تو ہین
حضرت دل یاسباں ہے ہوشیار جاگتا رات کو
سرمہ سا آنکھون مین کھینچے تیری وحشی اک آہو نگاہ
بیٹھتے ہین اک بچھا کر مرگ چھالا رات کو
ڈرہے حشم ماہ کی تمکو نہ لگ جاے نظیر
دیکھو کوٹھے پہ چڑھو اپنے نہ تارا رات کو

قطعہ

تم جو کہتے ہو کہ دن کو ہو سو آ افشاے راز
گھر مین میرے اے ظفر تو شوق سے آرات کو
پر یہ ڈر بالون سے یہ کہدے ہمین ٹوکین نہین
ڈر نہ ہو جاے کہین دربانون سے بھی رات کو

دیکھیر

دیکھو بوسہ تو بتا ہو تو سر بات سے مانگو
اپنی اے حضرت دل خیر خدا سے مانگو

نہ اہل حلم دل مین بات رکھکر ہون گران خاطر
کہ رکھے دل مین لگے کونہ کچھ گھسار سیدھی کو
ہمیشہ کجروی کی بات ہے مقبول عالم مین
سمجھتے ہین خلش گر دل مین مثل خار سیدھی کو
نہوتی قدر ہرگز راست بازونکی زمانے مین
سمجھتا ہی نہین ہے چرخ کجرفتار سیدھی کو
ظفر کیسی پڑھادی غیر نے پٹی انھین الٹی
کہ دان اقرار الٹی کو یہان انکار سیدھی کو

وحشت یہ کہہ رہی ہو کہ گھر سے نکل چلو
آئی بہار پھر نئے سر سے نکل چلو
جانا ہو کوی یار مین تمکو اگر شتاب
اے طفل اشک دیدۂ تر سے نکل چلو
ہیم رقیب ہو جو مری گھر کی راہ مین
ایجان اور راہگذر سے نکل چلو
گردش مین چشم قبلہ نما کیطرح سے ہی
جب جایئے چھپکے میری نظر سے نکل چلو
غربت مین کہہ رہی ہو مری آہ کر مدد
سینہ مین دلسی جان سے جگر سے نکل چلو
کہتا خدنگ نالہ سے ہی اپنا تیر آہ
نیرنگ فلک کی سپر سے نکل چلو
تم بات بھی نہ راہ مین اغیار سے کرو
لڑتے جھگڑتے اپنے ظفر سے نکل چلو

واں جو نیسب و فرع کہیں ہون کوئی نہو
جب ہے ہمزاد کیسے ہمیں ہون کوئی نہو

افسوس آہ و نالہ فغان تیرہ گوش زد
تا چرخ جا ہی ماہ جبیں ہون کوئی نہو

بہتر ہے واقف اپنے اگر دل کی راز سے
رکھو جو عشق پردہ نشین ہون کوئی نہو

دیکھا ہو تونکو ہمنے خدائی مین دوستو
جیسے دشمن دل و دین ہون کوئی نہو

افسوس ہی کہ خنجر و شمشیر اپنے پاس
جب غیر مہیا صف کین ہون کوئی نہو

مہتاب تیرہ گو ہر دندان سحر حسن
ہیرے ہون خواہ در ثمین ہون کوئی نہو

یون تو ہون جان نثار سبھی پر بوالہوس
جب کھینچے وہ خنجر کین ہون کوئی نہو

کیا ہی ہما ہمی ہے بتون کو بھی اے ظفر
کہتے ہین یہ جہان مین ہمین ہون کوئی نہو

تو خط و خال کی نہ تم تحریر کی توبہ کرو
ٹیک جھوٹی جھوٹی اس تقریر کی توبہ کرو

بوسہ تم رشمی نہین ہمنے لیا بجبر و ہین
مہربان تجویز سے تعزیر کی توبہ کرو

کہتی ہو وہ زلف اپنی عہد مین آہنگر و
تم کہ کٹھت سے آہنی زنجیر کی توبہ کرو

اپنے مُنھ سے آپ کہتے ہو کہ مین تقصیر وار
ہمنے مانا تمنے کر تقصیر کی توبہ کرو

مٹکے یان خاک مین کیا کیا محل جون نقش پا
غافلو اس فکر سے تعمیر کی توبہ کرو

آگئے پہلے ہی قبضہ مین تمھارے ای میان
کیون علم پھر مہ پہ یون شمشیر کی توبہ کرو

مُنھ ہے کیا ای مانی و بہزاد جو کھینچو گے تم
کچھ شبیہ اس عالم تصویر کی توبہ کرو

مطلع ثانی

کشادکار ہو دلکی کہین کھلے جلدی ۔ الٰہی گوشۂ ابروی مہ جبین کی گانٹھ
بغیر ناخن موج حنا کبھی نہ کھلے ۔ حباب ہے ہمارے دل حزین کی گانٹھ
خدا بچائے کہ عارض پہ سبزہ رنگونکے ۔ یہ گانٹھ زہر کی ہے خال عنبرین کی گانٹھ

ظفر جدا ہو نہ تسبیح سے کبھی زنہار
ہر ایک دانہ کو گھٹ ہے کفر و دین کی گانٹھ

لب خوبان مہ جمال کو دیکھ ۔ محجو آئی ہنسی ملال کو دیکھ
تیرا کلک خیال سے نقشہ ۔ کھینچا ہے بس کمال کو دیکھ
ہو قیامت بپا قیامت پر ۔ تیرے قامت کو تیری چال کو دیکھ
ایدل اس زلف سے الجھکر تو ۔ سر پہ لیتا ہے کیون وبال کو دیکھ
رکھتا ہون مین خیال وصل ترا ۔ محجو دیکھ اور مرے خیال کو دیکھ
تیرہ بختون کا کوکب طالع ۔ گر ند دیکھا ہوا ہے خال کو دیکھ
بوسہ مانگون تو وہ کہے ہنسکر ۔ اپنے منہ کو اور اس سوال کو دیکھ
ہے یقین جلد آئے گا قاصد ۔ کہ گیا ہے وہ میرے حال کو دیکھ

پڑھتا ہون قافیہ بدل کے غزل
اے ظفر میری بول چال کو دیکھ

تو اٹھا کر نظر ادھر کو دیکھ ۔ مین رہا ہون تری نظر کو دیکھ

جھپکی ہے سب کی ہوس شوخ پر عتاب سے آنکھ
وہ کون ہے کہ اڑی جسکی آفتاب سے آنکھ

کیا گنہگار ہوں نے میرے مجھے یہ شرمندہ
کہ میری اٹھ نہیں سکتی کبھی حجاب سے آنکھ

صفائی دیدہ کی دیکھو حیا کا میل نہیں
مثال آئینہ دھوئی ہوئی ہے آب سے آنکھ

ہوئے قابل نظارہ گل رخسار
ہزار بار اگر دھوئیں ہم گلاب سے آنکھ

پیے ہے خون کسیکا یہ تیرا غمزہ چشم
نہیں ہے مست تری نشہ شراب سے آنکھ

تری جو عارض روشن کی اک جھلک دیکھی
بس اپنی سیر ہوئی سیر ماہتاب سے آنکھ

پھرا خراب وہ خانہ بخانہ وحشت میں
تمھاری پھر گئی جس خانماں خراب سے آنکھ

یہ ہے طلسم خفتہ نی نو بیان ہیں کیوں
جب آئیں خواب میں کھلجائے میری خواب سے آنکھ

خدا نے دی ہے نظر جس کے ظفر اسکی
رہی ہے ایک ہی سیری تلک شباب سے آنکھ

اپنی تو سوا میرے کسی پر نہ پڑی آنکھ
سو پردہ نشین تجھسی کہاں پائی آنکھ

کیا پوچھتی ہو رات ہے کسطرح گذری
لگی مشب فرقت میں نہیں ایک گھڑی آنکھ

ہر ایک مژہ کو مرکر ٹکڑوں سے جگر کے
کیا خوب بنا دیتی ہے پھولوں کی چھڑی آنکھ

دنیا کی شد آمد کا شریفوں کو تحمل
کیونکر ہو اٹھا سکتی نہیں جوٹ کی پڑی آنکھ

تا رہگذر دلیلوں تو ہیں سب ہی برد و مگر گان
پر آفت جاں سب سے ہے اک شوخ بڑی آنکھ

کیونکر نہ جلے دیکھکے پروانہ کہ سب سے
اک شمع لڑائی ہے تو بے شرم کھڑی آنکھ

جسکے کلۂ فقر ظفر سر پہ ہے زیبا
وہ مال سمجھتا ہی نہین تاج شہی کو

ہرادا اک بلا معاذ اللہ
لو وہ کافر ادا معاذ اللہ

دل کے ٹکڑے کو کیا بلا ناگن
ہے وہ زلف دوتا معاذ اللہ

چشم سحر آفرین وہ قہر خدا
نیم فتنہ ذا معاذ اللہ

ناصحو ہو سکے ہے کب مجھسے
ترک مہر و وفا معاذ اللہ

مین کہون تو بہ سے جھوٹ نہ بول
توبہ کر زاہدا معاذ اللہ

جو بُرا سمجھے آپ کو وہ کہے
کیا کسیکو بُرا معاذ اللہ

تجھسے دل لیکے دینگے اور کو ہم
غلط اے دلربا معاذ اللہ

اے ظفر چھیڑ نے پہ الف کی رات
ہوے برہم وہ کیا معاذ اللہ

نشے مین کسنے اُتارا تھا طاق سے شیشہ
گر کر کے ہاتھ سے ٹوٹا تڑاق سے شیشہ

ہمین تو جام ہی پر ٹالتا رہا ساقی
ہوا نصیب کبھی اتفاق سے شیشہ

بہت دنو نمین جو ہوتی ہی بزم وصل نصیب
ملے ہو جام سے کیا اشتیاق سے شیشہ

نکر فلک سے طلب شربت محبت کی
ہوا ہوا ہے یہ زہر نفاق سے شیشہ

اگر اشارہ ہو کچھ چشم مست ساقی کا
تو آئے بزم مین اک طمطراق سے شیشہ

کچھ حیا بھی ہے تھوڑی آنکھو نمین
ہمسے اُسنے جو یون چھپالی آنکھ

دیکھے اُس آنکھ کو کوئی پھر کیا
ہو جو سو بار دیکھی بھالی آنکھ

شبِ تاریک ہجر مین مجھپر
ہر ستاری نے کیا نکالی آنکھ

پر ہے ہر دم ترے تصور سے
ہوئی اپنی کبھی نہ خالی آنکھ

ظفر آنسو نہین کبھی تھمتے
اپنی ہے کیا ہی رونے والی آنکھ

میرے خط کا کر اُسے کچھ مدعا لکھا ہے ہاتھ
سر قلم قاصد کا ہو کاٹ کے بھی کہوائے ہاتھ

مطلع ثانی

جسکو گل چلمن سے مخدی کے بہرے دکھلائے ہاتھ
خون ہی پی جاؤن اُسکا مین جو وہ آجائے ہاتھ
فندق و دست حنائی دیکھکر کہتا ہے مست
ہائے رنگت ہائے فندق ہائے مخدی ہائے ہاتھ
اُس بت رنگین ادا کی یہ بھی ہین رنگینیان
جو بہانے سے حنا کے غیر سے بندھوائے ہاتھ
نقشہ رو کو تیرا کھینچے امکان کیا
لاکھ بازو گر مصور توڑ کر بنوائے ہاتھ

لگا دیے دل و دین بازی محبت پر
اب اور کیا ہے کہ بیٹھے ہین ہم پچھاڑ کے گانٹھ
گئے تو ہین مرے غمخوار دان مجھے ڈر ہے
ظفر نے وہ ادھر سے اُدھر اُکھاڑ کے گانٹھ

یہ قدرت نے جو لکھا ہی تمھارا نقشہ
نہ کھینچا ایک مصور سے وہ سارا نقشہ

مطلع ثانی

ہمنے دیکھا جو ترا اج دل آرا نقشہ
ہوگیا دیکھتے ہی اور ہمارا نقشہ

پنجہ مہر کی دیکھی نہ شفق مین یہ شکل
دست رنگین کا ترے ہر جو نگارا نقشہ

رخ روشن پہ ترے خال کا شبا ہ حبین
چھپ گیا دیکھ کے ہر ایک ستارا نقشہ

وہ خود آرا نہین صورت ہی دکھاتا مجکو
تو مجھے کھینچ دے مانی وہ عذارا نقشہ

آفرین کاک تصور کو مرے کیا اُسنے
ورق دل پہ ہی سب اُسکا اُتارا نقشہ

آہ پر سوز جلا دی نہ کہین دامن چرخ
رکھتا ہی اور ہی کچھ اسکا شرارا نقشہ

اک فقط رخ سے کچھ ملتی یونہین سی صورت
ملتا کب ماہ کا ہی یار سے سارا نقشہ

یار کی ملتی شباہت ہے اگر لیلی سے
تو ظفر ملتا ہے مجنون سے ہمارا نقشہ

جوش گریہ لگی رہتی جو در یا بار آنکھ
ہوگئی کس کجر خوبی سے ہماری چار آنکھ

نہ جسم پوسہ پہ بگڑا گلے سے لگ جاؤ
کہ غم کی دل مین پڑے تا نہ اس بگاڑ مین گانٹھ
گرہ جو سال گرہ کی تھی کہنے کے لگی
بنی ہے لعل بدخشان وہی پہاڑ مین گانٹھ
پھرے ہین دشت مین ویلے نقد دل لیکر
کہ زر کی رہتے وہ مفلس نہین اوجاڑ مین گانٹھ
بڑی تو آنکھ چرا لے گئی وہ دزد نظر
جو دل کے رکھی تھی سینہ کی ہمنے آڑ مین گانٹھ
بن اسکے مے کا جو اترا گلو سے گھونٹ ظفر
تو جا کے بنگلہ چھاتی کے وہ کواڑ مین گانٹھ

کینے سے ہو کیونکہ دل پاک بشر مین گرہ
دیکھی نہین آجتک تار نظر مین گرہ
دیکھے مژہ پر مرے پارۂ دل جسکو گر
دیکھی نہ ہو جون ثمر شاخ شجر مین گرہ
دود جگر سے مری چرخ پہ ہوگا عجب
مردمک آسا سیاہ چشم قمر مین گرہ
ہوتی کسیطرح سے کیون نہین وا شد اسے
دل ہے الٰہی کہ ہے یہ مری بر مین گرہ
دیکھے جو گرداب مین بادکشون نے حباب
سو بھی نشہ مین انھین دیکھو بھنور مین گرہ
خط مین لکھین ہم اگر حال گرفتہ دلی
ہو دین کبوتر کے پھر سیکڑون پر مین گرہ

ہو کے پیدل ڈالنا مت اے ظفر
اور بر اسکے ناز کے مرکب کے ہاتھ

کھینچ باہے جو کہ ضعف سے ہم ہانپ کے بیٹھ
تو زمین ملکی اور چرخ کیا کانپ کے بیٹھ

ہمسے چھپ چھپ کے جو تم غیر سے ہنستے ہو تو ہم
انکی کیا جانکو ہم روٹھ کے منھ ڈھانپ کے بیٹھ

ناگنی زلف کی تیری وہ بلا ہے کافر
دیکھکر جسکو گئے دانت سیہ سانپ کے بیٹھ

شب کو وہ ماہوش آیا جو لب بام تو واہ
چادر ابر مین منھ اپنا گیا ڈھانپ کے بیٹھ

جو دت طبع ظفر ہم ہین جہان دکھلاتے
باؤ کے گھوڑے بھی جاتے ہین وہان ہانپ کے بیٹھ

جی کھول کے رو لیجے ہے یہ موسم شیشہ
پر ساتھ ہی ہچکی کے الٹا نفس شیشہ

داغونگا مین محبت کے دیکھو تو مرے دل کو
رکھی ہوئی ساغر ہین کیا پیش و پس شیشہ

منھ کھلتے ہی شیشہ کا اڑ جای ہوا ساقی
بوی ہی گلونکی ہے مرغ قفس شیشہ

ہین دیدہ و دل حاضر گر یار کہا تھونتک
ہو دسترس ساغر اور دسترس شیشہ

ہر آبلہ پا ہی مسر مراشیشہ سے
اور کانٹے ہین گرد اسکی مانند مس شیشہ

کیا خوب ہو زمیندہ گر بادہ پرستونکی
ہو گنبد تربت پر ساقی کلس شیشہ

دلمین ہی خیال آیا خال رخ جانان کا
اب دیکھیے نکلے یہ کیونکر مگس شیشہ

ہے جی مین ظفر کیجے خالی دم مرنونسی
شیشے کو پس ساغر اور خم کو پس شیشہ

دیگر

مین نہین ایسی بت ہوشربا کا بندہ	بندہ ترکی ہون و لیکن ہون خدا کا بندہ

مطلع ثانی

کوئی ایسا نہین دنیا مین خدا کا بندہ	کہ نہین اس صنم ہوشربا کا بندہ
کیونکہ پھر قدر ہو کچھ مہر و وفا کی اسکو	کہ وہ ہمپر نہین مہر و وفا کا بندہ
اللہ اللہ رے ترے شرم و حیا کا عالم	ایسا دیکھا ہی نہین شرم و حیا کا بندہ
ہو ترا اشربت دیدار میسر جسکو	درد مین ہو نہ وہ محتاج دوا کا بندہ
مر خرد حشر کو ہوگا وہی سب بند نہین	جو شہید اسکی ہوا تیغ جفا کا بندہ
تیری ہر جور پہ صابر ہون جفا پر راضی	دیکھ تو مین بھی ہون کیا صبر و رضا کا بندہ
تو جو ہی بندہ بیٹھ خدا کے در پر	دربدر پھر نہ کبھی حرص و ہوا کا بندہ
خواہ ہو کافر کوئی خواہ مسلمان لیکن	یہان نہین کوئی ہی ان و ادا کا بندہ

اے ظفر جب سے مین اس بت کا بنا ہون بندہ
دیکھتا ہے مجھے ہر ایک خدا کا بندہ

آج کل مین کچھ اور ہے نقشہ — گھڑی پل مین کچھ اور ہے نقشہ
انکی الفت مین جو خلل آیا — اس خلل مین کچھ اور ہے نقشہ
عالم کو ہکن سے ای شیرین — ہر جبل مین کچھ اور ہے نقشہ

ردیف الف

جراءت آئی کبھی دل مین جو کچھ تغافل سے
تو اُسنے اک نگاہ التفات سے کھو دی

وفا کا مُنھ سے نہ لینا تھا نام ہمسے
سب اپنی بات ظفر ایک بات سے کھو دی

کہے ہے اور بیگانہ یگانہ اور کہتا ہے
دل اپنا اور کہتا ہے زمانہ اور کہتا ہے

نکل کر آہ سینے سے مرے کچھ اور کہتی ہے
اور آنسو آنکھ سے ہو کر روانہ اور کہتا ہے

نہین آسان لگانا تیرِ دلبر سخت جانون کے
کرا ہے ناوک نگن کچھ یہ نشانہ اور کہتا ہے

کہا کس کا کرون ہے قصد کیا اور کیجئے کہنا
اور اُس کا ذکر کا شوق اُستانہ اور کہتا ہے

یہ ہین تقدیر کی باتین کہین ہین اور کہتا تھا
ہوا وہ سنکے برہم اُسنے جانا اور کہتا ہے

اڑی سنکر جو یہ قصہ خوان نیلد اپنی انکھون سے
ہماری آگے تو وہ ہی فسانہ اور کہتا ہے

جہان مین اور ثناءِ ظفر کچھ اور کہتی ہین
جو تو کہتا ہے شعر عاشقانہ اور کہتا ہے

اعجاز نما جلوۂ موسائے فلک ہے
خورشید نہین یہ ید بیضائے فلک ہے

انجم سے جو ہے انجمن آراستہ کرتا
کیا جانے وہ کون انجمن آرائے فلک ہے

کیا تاب تجھو دیکھ سکے ایک نظر بھی
ہر چند کہ مہ دیدۂ بینائے فلک ہے

قطرہ وہ سبین پر نہین ہین جمع عرق کے
جنسے کہ تجمل عقد ثریائے فلک ہے

دورین تری اے مہ ہمیر ہمیشہ
جو لانگہ نا گہ مرا پہنائے فلک ہے

کہکشاں ہے خیمۂ خرخ بریں مین جھول ہے
اور موج ریگ سو فرش زمین مین جھول ہے

چست ہے قدر پر تری کیا ہی قبا راستی
جیب مین ذرہ جھول ہو نے سے نہین جھول ہے

قطع کرنا چاہیے خیاط ہاتھون کو ترے
تو تی کیون رکھا قبای نازنین مین جھول ہے

تن پہ مجنون برہنہ کر نہین چین رو شکیچ
رکھتی عریانی کچھ اپنو پوستین مین جھول ہے

ہے عجب سلطان معمار رسے کہ ہوا سیر سوا
اے ظفر اس پل گردون بریں مین جھول ہے

گر کوئی اوصاف خان دلبر کے لکھے
میری آنکھون کی سیاہی سی قلم کچھ لکھے

جسکو ہو منظور لکھنا اس رخ روشن کا صفحہ
چاہیے صفحے پہ وہ ماہ منور کے لکھے

اس قدر مشکل ہی بیمار محبت کا علاج
گر لکھے نسخہ طبیب اسکا تو مرمر کے لکھے

ہو طویل اتنا بیان جائز لکھتے لکھتے عمر
گر کوئی جھگڑے یکو اس حرف لفاصعبر کے لکھے

تیری قد کی راستی کا جو کرے مضمون رقم
سطر سیدھی وہ بغیر از خط مسطر کے لکھے

کشتۂ لعل لب جانان کی تاریخ وفات
گر لکھے ٹکڑے پہ کوئی لال پتھر کے لکھے

لکھو شعر عاشقانہ اس سے کیا حاصل ظفر
گر چہ قصے تمنے دارا و سکندر کے لکھے

بات اک روز مین احباب بنا کر کہتے
کبھی مین نقل کبھی خواب بنا کر کہتے

گر بھلی ہوتی محبت مین ہماری قسمت
کیون مجرا ہمکو وہ بیتاب بنا کر کہتے

بیدار نہ فتنہ ہین خوابین بھی شب کو
لیجائے بو صبا اگر اُس زلف مشکبو کی

لیتا ہون ڈر ڈر کے اس نازنین کے بو سے
ہو جائین مست آہو صحرائے چین کا بو سے

جسکو کہ اس پری کے بو سے کی آرزو ہو
جنت مین لے ظفر کیا وہ حور عین کے بو سے

زلف کے ہو وہ رخ اگر نیچے
شام اوپر ہو اور سحر نیچے

جاے گل تکیہ میرے گالونکو
اپنے گالون کے یار دھر نیچے

کرتے کیا کیا ہین آہ و زاری ہم
ترے کوٹھے کے رات بھر نیچے

دیکھکر تجکو منھ چھپاتا ہے
چادر ابر کے قمر نیچے

عکس دندان نہین وہ آئینہ مین
آب اوپر ہے اور گہر نیچے

مثل فوارہ چرخ نے آخر
کر دیے سر کشون کے سر نیچے

اب گریہ مین میری کشتی چرخ
بیٹھ جائے نہ دوب کر نیچے

ہے عجب چیز واہ بخت بلند
اسکے آگے ہین سب ہنر نیچے

ایک کیا سیکڑون پڑے ہین دل
اُسکے بالونکے اے ظفر نیچے

چشم اُسکی بلا سے لڑتی ہے
نظر اُسکی قضا سے لڑتی ہے

تکیہ یار ہے جو تیغ بکف
دیکھین کس مبتلا سے لڑتی ہے

عزیزو دکھاؤں جو میں غم تو تمکو کھاؤ تم
مرے لیے ہے یہی عشق میں غذا اچھی

حذر کر اس نگہ پر چشم زلف کاکل سے
نہیں ہے دیکھ دلا کوئی بھی بلا اچھی

ہمارے خون سے بھرے ہاتھ تو نے خوب کیا
کہاں ہے اس سے سوا سرخی حنا اچھی

یہ کسی ستم کے ہیں یار دائمی ہم میں
طبیعت اپنی جو ہستی نہیں ذرا اچھی

قلم اٹھا کے ظفر بے تامل آج
غزل یہ لکھ کے سنا دی ہے واہ کیا اچھی

خط میں جب اپنے تحریر سراسر پلٹی
میں نے جانا مری تقریر سراسر پلٹی

دیکھ ناگن مجھے ڈستے ہی ہوا سے نیچے
یار کی زلف گرہگیر سراسر پلٹی

ہوئی قسمت واژوں کچھ سیدھی اپنی
کر کے سو مرتبہ تدبیر سراسر پلٹی

ہو گئی اور ہی کچھ شکل عجم ہجر میں جب
صورت عاشق دلگیر سراسر پلٹی

ہاتھ سیدھا نہ پڑا مجھپہ مری قاتل کا
بخت برگشتہ نے شمشیر سراسر پلٹی

کیوں نہ پھر جائیں وہ مجھسے کہ نصیبوں نے مرے
ہے مری آہ کی تاثیر سراسر پلٹی

کہہ رہے تھے وہ ظفر غیر سے کیا جائی
دیکھتے ہی مجھے تقریر سراسر پلٹی

جاؤں تیرے دام محبت سے چھوٹ کے
بتلاؤ کہہ باندھ کوئی جھوٹ موٹ کے

کہتا ہے جب فسانۂ رنج و الم مرا
رو دیتا قصہ خواں بھی ہے خوشہ کوٹ کے

مطلع رابع

رخ مہتاب پر پھر جائیگا پانی خجالت سے
جبین تری عرق سے گر ذرا ای مہ جبین بھیگی

ظفر بیمار ہے جو چشم مست شعلہ رویان کا
وہ اُسکی نہ ہرگز بے شراب انشین بھیگی

سوزش دل سے بلا میری بغل مین آگ ہے
پھونکدی ہستی نہ فلک یہ ایک پل مین آگ ہے

دل ہمارا تیر اگھر ہے مت جلا ظالم خراب
کیون لگاتا دیکھ تو اپنے محل مین آگ ہے

اشک کو قطر یمین دیکھو سرخی خون جگر
بے چراغ و شمع ابرک کے کنول مین آگ ہے

جون میرے بطرح بھڑکی ہے آتش عشق کی
دیکھو یہ مجکو جلاتی آج کل مین آگ ہے

شمع پر شعلہ نہین تیرے جلانے کے لیے
دیکھ اے پروانہ دست اجل مین آگ ہے

دل مین سوز عشق پیدا ہو وے جس سے اے ظفر
گرمی مضمون سے وہ تیری غزل مین آگ ہے

بستر پہ تیرے دھیان مین کسکے لگا کے
اسکو لہو پلاؤنگا اسکا نکال کے

مطلع ثانی

ابرو پہ تیرے دیکھ کے نقطہ کو خال کے
دیکھا ہو جسنے پاس اختر ہلال کے

مطلع ثالث

ہر رات ہجر مین مجھے اُس مہ جمال کے
کیا کیا ڈرائے ہو آنکھین نکال کے

قتل کو میرے ہو کافی اک نگاہِ ناز نہیں
کیوں اٹھاتا تو بعبث تیغ ستم کا بوجھ ہے

موجِ غم میں وا اٹھاتا ہو علم کو آہ کے
اٹھ نہیں سکتا کسی سے اس علم کا بوجھ ہے

سل فلاطون جائیگا تحت الثری کو وہ بخیل
جسنے کھایا سر بپنیارِ درم کا بوجھ ہے

اپنا سر دینے کی عاشق نے جو کھائی تھی قسم
وہ اُتارا چاہتا ہے سر سے قسم کا بوجھ ہے

لکھیں حالِ ظفر پر باعث بیطاقتی
کب سنبھلتا ہاتھ سے اپنے قلم کا بوجھ ہے

لون تری لب سے خطِ مشک نشان اوپر ہے
ہوتا جسطرح سے انس کے دھوان اوپر ہے

اے مہ زہرہ جبین مانگ گا ہو تیرے عکس
یہ فلک کے جو خط کا کہکشان اوپر ہے

کان تک تیری رسائی نہیں اے مہر لقا
پہونچی یہ چرخ سے گو میری فغان اوپر ہے

بیٹھی ناگن ہے لیے پیٹ کے نیچے بیضے
کان کے موتیوں کے زلف کمان اوپر ہے

دم نکلجائے بلا سے کہ ترے ہاتھ سے رو
صدمہ اک جاں کے اگر آفتِ جان اوپر ہے

یہ چراغ سر تربت نہیں جو داغ جگر
ہو نہ یہاں خاک نہاں اسکا نشان اوپر ہے

چشمِ کاگر یہ سے یہ حال ظفر ہو گویا
کشتی نیچے ہے کوئی آب رواں اوپر ہے

کس حال سے ہیں یکھ ترے دل جلے پڑے
سر تا قدم پھپھولے ہیں سب پھلے پڑے

بلبل کا گیا ہا چمن میں صبا نشان
دو چار ہونگی پر کسی گلبن تلے پڑے

پھیلائین پانون کنج قناعت مین فراغ
کیونکر دم کہ خوب فراغت کی جاہے

خورشید و ماہ تیرے مقابل نہو سکین
اور آئینہ ہو سامنے حیرت کی جاہے

جو خاکسار عشق ہین اُنکے لیے ظفر
خاک اُس گلی کی بستر راحت کی جاہے

تربت پہ شامیانہ ابر سیاہ ہے
صحرا مین قبر پوش غریبان گیاہ ہے

جبتک کہ دم مین دم ہے سمجھ لو ہر اِک نفس
ہے دم کو ہمسے راہ ہمین دم سے راہ ہے

آہ و فغان کچھ آپ سے کرتے نہین ہین ہم
پر دیکھین کوئی چشم کی آب دادخواہ ہے

حبس دم کہیان ہے یہ شاہ نے گدا
جبتک یہان ہین کوئی گدا کوئی شاہ ہے

سمجھے ہین دلمین جو بخدا اس صنم کو ہم
کہنا اُسے بجا ہے یہے کہنا گناہ ہے

پردہ دوئی کا بیچ مین حائل اگر نہو
کیجے جدھر نگہ وہی پیش نگاہ ہے

کیون شاہد اپنے حال کے ہم ڈھونڈین اے ظفر
یہ ہے جو بیکسی یہی اپنا گواہ ہے

اگرچہ سامنے برقع کی جالی ہے وہ مجکو جھانک لیتا ہے
مگر برقع کی جالی ہے وہ مجکو جھانک لیتا ہے

ترے دیوانہ کی جو پھانکنی ہے خاک قسمت مین
گلی تیری ہے آکر اُسپر پھر پھانک لیتا ہے

بدولت اُنسوؤن کی سونپ مژگان سے بچا شرمسار
گریبان مین دُرِ خوش آب ہر پھانک لیتا ہے

کرے ہے تربت کیا خاک شیخ ہر مرید ہر
مگر یہ گاؤدی ہے نہین گدھا نانک لیتا ہے

مطلع ثانی

جلدی کہین وہ آئے کہ بن اسکے اے ظفر
مجکو تو ایک دن بھی برابر ہے سال کے

اُس کو جو سر جب عاشق رتا ہوا آتا ہے
دریا ہی کہ آنکھو نسے اُمڈا ہوا آتا ہے

لاتا ہی جواب خط قاصد مگر اب دیکھین
کیا بیش نصیبو نکا لکھا ہوا آتا ہے

اُس زلف کو جو سر جھکا جو ہوا کا شب
آتا ہی تو خوشبو سے مہکا ہوا آتا ہے

آنکھو نمین ہے دم اسکو ہم دیکھ تو لین یکدم
اسدم وہ مسیحا دم اچھا ہوا آتا ہے

اُس لف پریشان کا جب باندھتا ہون مضمون
جو لفظ کہ آتا ہی الجھا ہوا آتا ہے

دل مین تو کشیدہ ہی مجھسے صنم کرشمہ
کھینچکر کشش دلسے وہ کیا ہوا آتا ہے

منھ اپنا چھپا لیتے ہین شرم سے سب تنکے
گلشن مین ظفر جب وہ ہنستا ہوا آتا ہے

یہ بزم مین نہین ساقی شراب اُڑتی ہی
ہماری دولت عمر شباب اُڑتی ہی

عرق فشان گل رخسار آج ہین کسکے
صبا چمن مین جو بوی گلاب اُڑتی ہے

بھیجو اس لب لعلین تو یون ہی سرخی پان
کہ جیسے آگ پہ گر کر شراب اُڑتی ہے

کرے ہے قتل ہزارون کو تیری تیغ نگاہ
نہ اسکا مٹتا ہی جوہر نہ آب اُڑتی ہے

تجھے سنا تا ہون مین اپنا گر فسانۂ غم
تو نیند ابھی تری بیسیت خواب اُڑتی ہے

جلایا تو نے جگر کسکا شوخ آتش خو
تری جو بزم مین بو کباب اُڑتی ہے

جان ہی میری نکلجائیگی اے آفت جان
تو نے جانیکا اگر حرف نکالا منہ سے

تلخکامی کا کیا میری جو کچھ تم سے بیان
زہر کیا کیا نہ عدو نے مرا او گلا منہ سے

ہم ہوے جسکے لیے ایک زمانہ ہی بُرے
وہ بھی کہتا نہین ہمکو ظفر اچھا منہ سے

بیٹھکر غیر نہین تمنے وہ جو کل کی بات
کیا کرین اسکی تسکایت ہم کہ ہلکی بات ہے

ہو کر سرکش یون جو بل کرتی ہی ہمسے یار
یہ سراسر اپنی ہی قسمت کے بل کی بات ہے

دیتی ہے جب چشم تیری حکم قتل عام کا
پوچھنا پھر کون ہے قاتل اجل کی بات ہے

بھیجتے غیر ونکو ہو تم صلح کا پیغام روز
اور ہمسے جب ہے اک جنگ و جدل کی بات ہے

گر محل پر وہ کا دیکھا پردہ ہی مین کچھ کہا
ہمنے اے پردہ نشین کب بے محل کی بات ہے

ہے ہمارا نامہ وہ مجموعۂ اعمال بد
ایک بھی جسمین نہین حسن عمل کی بات ہے

منھ پہ کچھ دلمین ہے کچھ حاضر مین کچھ غائب مین کچھ
اے ظفر کیا سنتا ہے ان دغل کی بات ہے

آیا نہین ہے وہ جو صنم چار روز سے
مضطر ہے دل خدا کی قسم چار روز سے

اے مہ جبین یہ تیری جدائی کی ایک رات
ہمکو نہین ہے حشر کے کم چار روز سے

فرصت نہین ہے اتنی کہ جاوین وہان تلک
کرتے ہین روز قصد یہ ہم چار روز سے

اپنے مریض ہجر کی تو جلد لے خبر
اٹکا ہوا ہے آنکھو نمین دم چار روز سے

مطلع ثانی

جبکہ نشین مین ہمکو بٹھا کر وہ چل دیے
پھر کودے ہم بھی پانون جما کے غضب تلے

گویا کہ زیر ابر ہے پوشیدہ آفتاب
عارض ہے تیرا زلف دوتا کے غضب تلے

کچھ کہدیا جو کان مین ہنسے تو وہ ظفر
کوٹھے سے اُتر کے آئے کان دبا کے غضب تلے

ٹیک ہے یا بد ہے سچی ہے کہ جھوٹی بات ہے
ہمسے دنیا مین نہین کوئی بھی چھوٹی بات ہے

جی ڈرے ہے ہو نہ رسوائی الٰہی خیر ہو
دل کے پوشیدہ ہماری سب مین چھوٹی بات ہے

غم سے رہتی ہے زدو کوب الیسی جان خستہ پر
کہتے ڈرتے ڈرتے کچھ چوماری کوٹی بات ہے

زلف گو ہے مُنھ سے تو سر کا کہ تیرے کان مین
کہتی کیا جھجکجھک کے یہ کالی کلوٹی بات ہے

کیا ڈھٹائی اور دشتی سے وہ کرتے ہین کلام
جن سخن سازون کی یان سو بار ٹوٹی بات ہے

سبزۂ خط و لب و عارض کا یہ دل جانے ہے بھید
ہے یہ لقمان اس سے کرتی بوٹی بوٹی بات ہے

کہتا ہے جو دل اُسکے خط سبز کے اوصاف
کیا کیا ہے ظفر زہر اُگلتا مرے آگے

مجھے اور دشمن جسکی محبت سے باہر ہے
قسم ہو میرے ساتھ اسکو عداوت سے باہر ہے

مطلع ثانی

کسی وحشی نگہ کو دل کو الفت حد سے باہر ہے
تعجب کیا مجھے گر جوش وحشت حد سے باہر ہے

نہیں عاشق کو تیرے کچھ بھی اندیشہ قیامت کا
پر اسکو تیرا اودائے سرو قامت حد سے باہر ہے

مقابل ابر دریا بار کیا ہو چشم گریان سے
کہ اسکے گریہ میں بارش کی شدت حد سے باہر ہے

کرے کیا برگ دعوی اُسکے آگے نازکی کا کیا
لب نازک میں تیرے تو نزاکت حد سے باہر ہے

الٰہی میں نے دیکھا کسکے روی حیرت افزا کو
کہ محو صورت آئینہ حیرت حد سے باہر ہے

زبان سے میں نہیں کہتا تو کیا لیکن مرد مومن
بھری ای تند خو تیری شکایت حد سے باہر ہے

چمککر برق اپنی چلیا ہٹا کیا دکھاتی ہے
اس آتش خو میں شوخی و شرارت حد سے باہر ہے

ظفر ہر چیز کی حد ہے مگر عشق و محبت کی
جہانمیں نے دیکھی جو مصیبت حد سے باہر ہے

جا بجا ہم نہ اگر تیری تلاشی پھرتے
تو نہ جا کر بھی سوی مکہ و کاشی پھرتے

ہوتی برگشتہ جو قسمت نہ مری تو مجھسے
نہ وہ پھرتے نہ کبھی انکے حواشی پھرتے

عشق کی راہ میں جو بانگ جرس گردان
ہیں بہت قافلے اور قافلہ باشی پھرتے

لب وا کرتے ہین ہم بھی آج گلشن مین
اگر منقار نالہ تیری اے بلبل کشادہ ہے

غنیمت جان اے مینا محو تو بزم عشرت مین
کوئی دم گر دہان خندۂ قلقل کشادہ ہے

ظفر چشم کشادہ کار کو مشکل کشا سے تو
کہ کرتا دم مین وہ مشکل کے عقدہ کل کشادہ ہے

پہلے پت دین اور ایمان کی پیچھے پڑے
پیچھے جب دین و ایمان جا تک کے پیچھے پڑے

کرتے سرگوشی ہین اے کان ملا حا تجھسے کیا
بال جو یہ لف کی ہین کان کے پیچھے پڑے

خوب کھڑکائین اسے لیکن ہین ہر تیرا در
تو کہیگا کیون ترے دربان کے پیچھے پڑے

محتسب نے کی خراب آکر وہ کان مے فروش
شیشے ہین ٹوٹی ہوی دکان کے پیچھے پڑے

لاتے ہین کیا دیدۂ گریان خرابی دیکھے
ہین میری کالبد اخزان کے پیچھے پڑے

کرتی ہین دست تطاول یہ فلین اس رخ پر دار
دیکھو یہ دہن کیا قرآن کے پیچھے پڑے

کی جو باتین تھی شب غیر سے اے پردہ نشین
ہم وہ سب سنتے ہے دالان کے پیچھے پڑی

چاہتے ہین سب نکلجاے جگر سے اسکا تیر
دوست میری ہین مرے مہمان کے پیچھے پڑے

سہل ہے پیچھا چھوڑانا دست تیر گر گ سے
پر نہ انسان اے **ظفر** انسان کے پیچھے پڑے

دیگر

ساقی ہماری وسطمیں دو چار خم تو ہون — سیراب ہمکو اک قدح مل نکر سکے
عارض سہی کرسکے نہ ترے گل برابری — زلفونسے ہمسری تری سنبل نکر سکے
ہے مرغ روح وطائر دل ایسا کون سا — جسکو اسیر دام وہ کاکل نکر سکے
آتا تو عشق دیکھ کشش دلمین تو اثر — آنے مین اسطرف وہ تامل نکر سکے
دل اُس ستم شعار سے ہمکیون فریفتہ — جسکے ستم پہ صبر و تحمل نکر سکے

دو چار مین سُناؤن اگر نالہائے ظفر
گلشن مین عندلیب ذرا غل نکر سکے

وہ سوسو ٹھوکرون سے گھر ہر دو قدم نکلے — بلا سے دلکی گر اسمین کسی مضطر کا دم نکلے

مطلع ثانی

کہان آنسو تھے دیدی خون دلسے ہین بہم نکلے — یہ دلمین جمع تھے مدت سے کچھ پیکان غم نکلے
مری مضمون سنج زدل سے سب جلگیا میرا — قلم سے حرف جو نکلے شرر ہی بیقلم نکلے
نکالا چارہ گر تو شوق سے لیکن سر پیکان — ادھر نکلے جگر سے تیر ادھر قالب سے دم نکلے
تصدق ہون لب لعلین کے تیرے ہم اگر دیدین — تو بخت خفتہ اکھ آنکھونسے نکلے اک قسم نکلے
نہین ڈر تو اگر ہون لاکھ زندان بلا سے — جنون امتو شمال نالہ زنجیر ہم نکلے
جگر پر داغ لب پر دود دل اور اشک دامن مین — تری محفل سے ہم مانند شمع صبحدم نکلے
اگر ہوتا زیادہ تنگ سو اک بند قبا تیرے — مری شد بر سو دا کا زیادہ تر قدم نکلے

ترکِ دنیا پر جو عاشق کو محبت لیکے آئی ہے
اُسے تقدیر نے بھیجا ہے قسمت لیکے آئی ہے

لبِ نیرنگ جان آئی ہے جو میری ہجر میں تیرے
تو اپنے ساتھ کیا یہ رنجِ حسرت لیکے آئی ہے

معطر کر دیا سارے چمن کو ایک جھونکے میں
خدا جانے صبا کس گل کی نکہت لیکے آئی ہے

جلا پروانہ ایسا شمع کی شبِ سوزِ الفت سے
کہاں اُٹھ جا کہاں کا سوز الفت لیکے آئی ہے

الٰہی کیسی رازانی ہوئی ہے رات فرقت کی
کہ اپنے ساتھ کیا روزِ قیامت لیکے آئی ہے

بلایا یار نے مجکو ہے شہادت گہ میں قاتل نے
ہزار و نکو تمنائے شہادت لیکے آئی ہے

ظفر دل و ہمارا بیچ میں اس زلف کے پیچ کے
کبھی ہرگز نہ آتا ایک شامت لیکے آئی ہے

گل رخسار پر تیرے کھلی زلف دوتا یوں ہے
کہ گلشن میں کبھی بھی نہیں کالی گھٹا یوں ہے

کریں کیوں بت پرستی جو صورت ہے خدا کی
مگر ہم کیا کریں زاہد کہ منظور خدا یوں ہے

صفائی دلکی گر درکار ہے تو خاکساری کر
کہ یہ خاکسر آئینہ کو ہے ہوتا صفا یوں ہے

بجا ہے وہ جو کچھ لکھتی ہیں خط میں مجکو اے صیاد
خطا اُنکی نہیں قسمت ہی میں لکھا یوں ہے

تہیں گرد لحد اس گل چمن میں نالۂ بلبل
تو کیوں سینہ سراسر چاک تیرا ہو گیا یوں ہے

کہے دل چل اس کوچے کو ناصح منع کرتا ہے
اِدھر کیا ہائیں ہے اُدھر وہ کہہ رہا یوں ہے

خدا جانے کیا کیا سحر اُس چشم پر افسوں نے
ظفر جو دل ہمارا بس میں اُسکے آگیا یوں ہے

بزم یاران گذشتہ کی بہو چھول لگی
تجھے وہ جیو اور یاد اور وہ بستا در تھی

کرتا کیا دیوانگی میں مجھسے مجنوں ہمسری
مجکو دشت اور تھی اور سکو وحشتا در تھی

نزع میں تھی آرزو مجکو تو وصل یار کی
پھر سوا اسکے سو میرے دل میں حسرت در تھی

عشق میں شیریں کے جو تلخی گوارا ہو گئی
پانی کچھ فرہاد کی سمین حلاوت در تھی

غمزہ و ناز و ادا سب مجھیہ جو گذری تھی لو
در سو دم میرے لیے آفت پہ آفت در تھی

اے ظفر اچھا کیا تمنے کہے اسرار عشق
ورنہ تھی اسکے چھپانیمیں قباحت در تھی

نظر یہ تو ہی بس اے میری جان چڑھتا ہے
تری سوا نہیں کوئی یہ سیان چڑھتا ہے

نظر سے خلق کے گر جاتا ہے فلک پہ قمر
جو وقت شام وہ کوٹھے پہ آن چڑھتا ہے

اگر برا نہ کہو ہو کیون برا مشہور
تو اس زبان سے سب کی زبان چڑھتا ہے

کوئی اترتا ہی دریای عشق میں اپنا
زیادہ و سبدم ای مہربان چڑھتا ہے

ضرور عشق حقیقی کو ہے مجازی عشق
کوئی بھی بام پہ بے نردبان چڑھتا ہے

ہمارا نالۂ پر درد آسمان کے تلے
بنایا ایک ہی اک آسمان چڑھتا ہے

ظفر عجب نہیں گر چرخ پیر ہو بالمال
سمند ناز پہ پھرتا وہ جوان چڑھتا ہے

اُن لب و دندان کو ہم لعل و گہر جانتے
اور زلف و خال کو ہیں مشک و عنبر جانتے

جانا اس دنیائے مکارہ کے تو اقرار پر
آج کل کرتی یہ بدذات کل کی آج ہے

آپنے بھیجا تھا کچھ تحفہ جو کل میرے لیے
آئی میرے پاس وہ سوغات کل کی آج ہے

کیا بھروسہ کل کا غافل آج ہی کرلے نہ جو
تجھسے ہوسکتی اگر خیرات کل کی آج ہے

آج جو کچھ کرسکے کر کل کی کل پر رکھ ظفر
فکر کیا اے مرد خوش اوقات کل کی آج ہے

ہو جہانمین ترے شیفتہ ہزار آگے
پر ایک بھی نہوا مجھسا جان نثار آگے

مطلع ثانی

بندھا تھا کب مرے رونیکا ایسا تار آگے
کہان تھے یون مژہ سونسو کلی کے ہار آگے

مطلع ثالث

دل ایک بوسہ پہ کھدونگا کی یار آگے
تجھے ہی لینے نہ لینے کا اختیار آگے

قدم اٹھاکے تو آندھی سی بھی چلی نمین
اڑاتا خاک چلے تیرا خاکسار آگے

رہیگا عمر بھر آئینہ آب شرم مین غرق
ہوا وہ آپکے ترے ایسا شرمسار آگے

کہان مجال کہون سنلو میری دو باتین
کہ ایک کہکے ابھی سن چکا ہون چار آگے

خیال بنا ہے اس لف کے تصور مین
اندھیرا آئی ہے آنکھونکی بار بار آگے

نکرتے گریہ نہ یون بھوا آبرو اپنی
یہ آیا اپنا کیا چشمہ اشکبار آگے

الٰہی خیر ہو شامت نہ دل کی آجائے
کہو نہیں کیا کہ گذرتی ہو دلپہ کیا تجھ بن
کبھی تو آ بھی خونِ ملکے دیکھو ہاتھوں میں
بلائیگا کوئی جام مے مجھے ساقی
کہو شرار سے ہنستا ہو کیا شرارت سے

کہ بر ہم آج وہ لف و تابت سی ہے
یہ داستان غم ایدل یا بہت سی ہے
لگائی آپنے یوں تو خابت سی ہے
طبیعت آج مری بے مزابت سی ہے
کہ تیری ہستی پہ ہنستی فنابت سی ہے

حیات عشق میں کرلی بسر ہمیں اپنی
ظفر اگرچہ ہو تھوڑی سی یا بہت سی ہے

اتا اس غم پہ گمان ایک تو دلمیں یہ ہے
خواہشیں اور بھی ہیں پر ترا لیلوں سب سے
ہے تجھا جان وہاں تو ہو مکیں کیا جانا
تیرا ہنے کا مکاں ایک تو دلمیں یہ ہے
کمیں دل سوختہ کیا دیکھے ترے داغ دل کو
ہیں گیا جان سے اور تو نہ یہانتک آیا
کیوں ہو مست کش دنبالہ مرہ کافی ہے

کہ بڑا دشمن جان ایک تو دلمیں یہ ہے
ہو سرای غنچہ دہان ایک تو دل میں یہ ہے
تیرا ہنے کا مکان ایک تو دلمیں یہ ہے
سوز الفت کا نشان ایک تو دلمیں یہ ہے
حسرت اے آفت جان ایک تو دلمیں یہ ہے
کہ کھٹکنے کو سنان ایک تو دلمیں یہ ہے

ہیں ارادے تو بہت پر ظفر اُنکے آگے
کیجیے سب چال بیان ایک تو دلمیں یہ ہے

دوستی ہمکو بت ہو شربا سے یوں ہے
کہ نہ جا کبھی امید خدا سے یوں ہے

کچھے جاتی ہیں باتونمیں تیرو نشتے | قدم تیرے لے فتنہ گر لیتے لیتے
بندھا زلف کا جو تصور تو گذری | بلائیں ہمیں رات بھر لیتے لیتے
خبر دل کی کچھ اپنے مُنہ سے نہ نکلے | ہوے بیخبر ہم خبر لیتے لیتے
کہاں بسر گل گذرتی ہو ہر شب | مجھے کر دُعا میں خاک پر لیتے لیتے
گیا تھا دل اُس کو لینے ہی لیتے سودا | الٹی گیا دو کدھر لیتے لیتے

لیا بھیجے زر کر نہ قاصد سے اپنے
خط اُس تند خو کا نظفر لیتے لیتے

اسیکا مفت دل لیجانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے
جو بوسہ مانگے تو جھنجلانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے
کبھی خط لکھ کے بلوانا کبھی خط کے کبھی لکھنے کا
مچلکا بھیجے اکہ لکھوانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے
بنوشانہ زلف سے اُلجھے تر سلجھانا اُسے لیکن
دل صد چاک کو اُلجھانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے
کنارہ کرنا عاشق سے نہیں اتنا کہ پھیر اوسکو
کنارہ کور کے سوچانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے
کچھ ایسی بات کہدینا کہ اور کچھ آپ ہی بگڑ کر غصہ پھر فرمانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے

ہاتھ لیتے گر جنوں کے ٹکڑے ہوں پیرہن کے | بخیہ گر فکر کرتے پیوند روز گذرے

اندیشۂ شب غم جائے ظفرؔ دل سے
عیش و طرب میں اپنا ہر چند روز گذرے

رکھتا ہے محبت دل ناشاد تمھاری | کیا ذکر کہ بھولے یہ کبھی یاد تمھاری

مطلع ثانی

ہم سہتے ہیں بیداد پہ بیداد تمھاری | لیکن نہیں کہتے کہ نہیں فریاد تمھاری

حیران رہیں صورت تصویر جو دیکھیں | تصویر درآمانی و بہزاد تمھاری

اے غافلو مانند حباب یک نفس میں | مٹ جاؤ گے تم کچھ نہیں بنیاد تمھاری

بیٹھا نہ تھا جن حضرت دل اس سے ہوا خواہ | محنت ہوئی ساری یہ ہمیں برباد تمھاری

کٹ جائے ابھی از رہ غیرت سے چمن میں | بیچ دیجے یہ اگر دیکھے نہ شمشاد تمھاری

اے بلبلو تا نالہ کرو غل کہ مبادا | دشمن ہو سواد اجاں کا صیاد تمھاری

مجنوں سے کیا ہمنے جو ذکر اپنے جنوں کا | کہنے لگا کیا بات ہے اُستاد تمھاری

منھ دیکھی ہے جو جون آئینہ حسرت سے ہمارا
ہم جس سے ظفرؔ کہتے ہیں روداد تمھاری

کیا قتل آج اُسنے یہ خبر تین سن کی تھی | جو بیچ گئی ہے وہ بیس نظر دو تین سن کی تھی

کیا ہے آخر اُسنے جلا کر مجھکو خاکستر | جو دل میں آگ میرے شعلہ رو تین سن کی تھی

ہے قاعدہ یہاں کی یہی پستی و بلندی
ہین سیر مین تا دان بروزیر کے بیٹھے
ہین کیون تری ابرو پہ یہ نیچی نیچی بوچھا
دیکھا کیے جوہر تری شمشیر کے بیٹھے
یہ سوز دل ہیچ مدری خاک مین گرمی
کیا تاب جو ہی پاس مرد دھیر کے بیٹھے
گردش سے بھلا چشم سیہ کے کوئی کیونکر
آرام سے اس در مین اندھیر کے بیٹھے

اٹھ بھاگتا ہے سامنے سے مرد کے نامرد
رد باہ مقابل نہ ظفر شیر کے بیٹھے

الٰہی کیا ہم اون پہ کبھو فا کرتے
اگر ہوتی وفا انمین تو پھر کیا کیا کرتے
جگر کو ڈوب مرنیکی جنھین ہم آشنا سمجھے
وہ ہین اس آشنائی پر ہمین نا آشنا کرتے
شب فرقت مین اپنی آنکھ اک لحظہ نہین لگتی
گذرتی رات ہے ہماری ہمین ای مہ بقا کرتے
تری بیماری عیسیٰ نفس ہا ہے کہان جاتی
گلی کو تیری اے بیمار حق مین ہین شفا کرتے
بھایا کیون نہ دل کشتونکا تو نے ریا اپنا
کہ ای سفاک وہ اپنا ہی کو خون بہا کرتے
ہوئے ہم خاک جنکی واسطے راہ محبت مین
ستم ہے ہی نہین وہ ہمکو اپنا خاک پا کرتے
شمار انجم افلاک کر سکتا اگر کوئی
تو ہم بھی اپنے دلکے داغ سب کو لربا گنتے
تری ہاتھون سے ہے اے سنگدل اس مرتبہ دل کا
شکست شیشہ دلکی ہین ای اک صد گنتے

تماشہ ہر کسی بیکشش سے لگجائے عطار دل
بہت ہی آپکہ تم ای ظفر ہو پارسا گنتے

دیکھا

دیگر

یہ کہ آنکے ہی جو کچھ مہر و محبت رہ گئی
ہے فقط اک وہ دغی صبا سلامت رہ گئی

جو کہی ہمسے حقیقت وہی اوروں سے غیر
کی حقیقت اب ہماری کیا حقیقت رہ گئی

وعدہ آنیکا کیا آیا نہ وہ محشر خرام
آتے آتے سر پہ عاشق کی قیامت رہ گئی

اٹھ گئے منہ جہان سے چھوڑ کر قصر و محل
عاقبت یا نکی یہیں یہ ساری عمارت رہ گئی

منہ کو کیا پھیرے پڑا ہے آ گلے لگ جا مرے
رات کچھ تھوڑی سی ہی باقی طلعت رہ گئی

سخت جانی نے مری توڑی تو اس قاتل کی تیغ
اے ظفر دلمیں تمنائے شہادت رہ گئی

دیگر

شوق بابوس میں ہم دور سے دوڑے آئے
جو سنے کو یہ قدم دور سے دوڑے آئے

صید افگن جو ہوا وہ صنم کافر کیش
سیکڑوں صید حرم دور سے دوڑے آئے

دیکھکر ظلم تری باس سب بھاگ گئے
ہم اٹھانیکو ستم دور سے دوڑے آئے

اسقدر ہو کہ عرق آئے جو طفل رشک
شاید اے دیدۂ نم دور سے دوڑے آئے

ساقیا جام کو بھر جلد کہ کیا یاد دل
دیکھ تو ہیں سر خم دور سے دوڑے آئے

تری الفت میں لائی نہیں ہم آپ سے
تیری الفت کی قسم دور سے دوڑے آئے

جب رہا پاس ظفر کوئی نہ اپنے غمخوار
سنتے ہی حضرت غم دور سے دوڑے آئے

جان ہی تن مین ہے اے قاتل تڑپتی چھوڑ دی
اور اگر تو نے نہ کی تیغ دو دستی چھوڑ دی

بیچتے تھے دل کو اک بوسہ پہ تیرے ہاتھ ہم
تو نے گو دن ہی ہمارا ایسی جنس سستی چھوڑ دی

تنگ آیا ہاتھ ہی دشت کی تجنون اسقدر
جا لیا ویرانہ مین اس نے بستی چھوڑ دی

تو کہ سمجھا منزل رفعت وہ آسمین رہ گیا
جسنے دیکھا ہے دنیا جاکے کرسی چھوڑ دی

کیا لیا ہنسکر شرارت ہی جہانمین اے شرر
ہنستے ہنستے تو نے آخر اپنی ہستی چھوڑ دی

چھا گیا گلشن مین گویا ایک برنو بہار
زلف عارض پر جو اس نے وقت مستی چھوڑ دی

خود پرستی بت پرستی ہی نہین کم اے ظفر
جسنے چھوڑی خود پرستی بت پرستی چھوڑ دی

کردن کیا یاد زلف دلبر جانی نہین جاتی
نہین جاتی مرکر دل کی پریشانی نہین جاتی

صبا ابر و بر خم کے ہم مین پر کسی سے بھی
نہ آئی تیری شمشیر صفاہانی نہین جاتی

حقیقت کو ہمارے عشق کی ہے پوچھنی تو کیا
کہ وہان تک ناصحو کی عقل دیوانی نہین جاتی

ہوئی برباد میری خاک میدان محبت مین
سمند ناز کی پر تیرے جولانی نہین جاتی

بھلا کر تو بھلا ہوگا خدا سن مانو اونکی
نہین یہ بات کچھ ایسی کہ جو مانی نہین جاتی

نہین ہوسکتے ہم تا گوش نازک خوش و ماغو کو
کہ جب تک بات کوئی خوب سی چھانی نہین جاتی

یہ نقشہ ہوگیا ہے میرا سودائے محبت مین
مری صورت مرے یارون سے پہچانی نہین جاتی

ملتا نہیں ہے یار کے گھر کا کہیں پتا
قاصد مرا خراب ظفر تین دن سے ہے

جو مرے قتل کو شیشہ ہے صورت رکھتی
وہی اس سر مسی تحریر ہے صورت رکھتی

تیری صورت کو کہاں پنجۂ پرکی صورت
ایسی وہ کاہیا تصویر ہے صورت رکھتی

تیرہ کرنیکو ہمارے دل سودائی کے
زلف وہ مسہ زنجیر ہے صورت رکھتی

گردش چشم کی جو تیرے دہان ہے صورت
وہی یاں گردش تقدیر ہے صورت رکھتی

دیکھکر مارِ سیہ بھی جسے ڈر جائے ہے
وہ بلا زلف گرہگیر ہے صورت رکھتی

ویسی ہی لکی بھی صورت نظر آئی جیسی
خانۂ کعبہ کی تعمیر ہے صورت رکھتی

اے ظفر جس سے ہے تیرے یار کی بگڑی صورت بھل
ایسی کوئی نہیں تدبیر ہے صورت رکھتی

ہمنے دیکھی تجھے اس گھر جانکے دھوکے
وہ ہے یاں یار کدھر آپ وہ انکے دھوکے

ہم تو ہیں آپ پہ رہ جا کے پنچھے اپنے
ہاتھ اب عشق میں آفت جانکے دھوکے

دہن زخم جگر میں مرے پیکان ترا
ہوا فائدہ بیمار محبت کو تیرے

گرچہ تعویذ ہے ایک جانکے دھوکے
قصر خلد و محل عدن کی کیا ہمنے

کھا ڈالی حور لقا تیری مکانکے دھوکے
دستر خوان پر مہمان تک ہوا گر زاہد کو

توبہ ہے باتوں ہی بھی ہے میہمان کی دھوکے

ظفر

دیوان

لکھنؤ

گذری بخت مصیبت ہے گھڑی پاؤ گھڑی
تو وہ ہو روز قیامت سے بڑی پاؤ گھڑی

ایک عالم سی رہی اسپہ لڑائی برسوں
آنکھ اُس شوخ سے میری جو لڑی پاؤ گھڑی

دم نکل جائیگا گھبرا کے اگر یونہیں رہی
آہ سینہ میں مری اور اڑی پاؤ گھڑی

شعلہ جو دیکھی اگر جلوۂ قامت کو ترے
تاب کیا پھر جو رہے شمع کھڑی پاؤ گھڑی

ہاتھ میں درد نزاکت سے کئی روز رہا
کی اُٹھا اُسنے جو پھولوں کی چھڑی پاؤ گھڑی

کر خیل باغ میں سوسن کو دکھا کر گل
انجر ہو مونڈھ نیہ تو سی کی دھڑی پاؤ گھڑی

جلد آ اور ابھی زندہ رہے بیمار ترا
دو گھڑی ایک گھڑی آدھ گھڑی پاؤ گھڑی

آج آیا نہ مرے پاس جو وہ راحت جان
تو بغیر اُسکے مجھے کل نہ پڑی پاؤ گھڑی

ظفر

بیٹھی جھڑ جاوے ابھی ابر بہاری کی ظفر
باندھوں اُسکو نکی جو آنکھو سے جھڑی پاؤ گھڑی

چشم کا نرگس میں اک انداز پایا جاوے ہے
پر کہاں وہ غمزہ اور انداز پایا جاوے ہے

اشک سی نالے اور چہرہ کے رنگ زرد سے
الفت پنہاں کا اپنے راز پایا جاوے ہے

اے مسیحا خوش ہو اُس لب جان بخش دیکھ
حضرت عیسیٰ کا سا اعجاز پایا جاوے ہے

دم دلاسے پر ترے کرتا ہے جو دم سار ہیہات
کچھ تو آیین لطف اے دم ساز پایا جاوے ہے

کرتا ہے سوا مجھے لاتا ہے منہ پر دل کی بات
صاف طفل اشک تو غماز پایا جاوے ہے

میرا مضمون کمر گم ہے جو عنقا کی طرح
کوئی ڈھونڈھے سی وہ اے طناز پایا جاوے ہے

راہ دیکھیں نزع میں ظالم تری ہم تا بکے
جلد آ اسکا ہوا آنکھوں میں ہیں دم تا بکے

مطلع ثانی

دیکھیں گلستان میں ہے جا شاوی غم تا بکے
گل ہیں خندان کی جا گریاں سے شبنم تا بکے

ابر تو سو بار برسا اور برس کر کھل گیا
شدت گریہ ہوئی دیکھیے کم تا بکے

حسن پہ ناز ان جو ہے ای عالم تصویر تو
ہم بھی دیکھیں یہ رہیگا تیرا عالم تا بکے

دل کو رکھتا ہے مرہرات پیچ و تاب میں
دیکھیے تیرا خیال زلف پر خم تا بکے

تا نہ مرہم جا بنیگے ہو گا نہ پر یہ زخم دل
تم پھرو گے چارہ ساز و ہیں مرہم تا بکے

دیکھیے تجھ بن نظر میں اپنی ای در شکن چمن
ہووے گلبن چمن میں نخل ماتم تا بکے

کی خطا ہم نے کہ چھیڑا زلف شکن کو تو نے
دیکھیے پھیر ہے تو ہم سے برہم تا بکے

رات دن چشموں سے جاری ہے ظفر دریا سا شوق
پر خدا جانے بجھے گی آتش غم تا بکے

سوا میرے ہدایت کی نشانی کسکے منھ پر ہے
کہ منھ زرد اور آنسو ارغوانی کسکے منھ پر ہے

ہماری بخت خوابیدہ نجا گیں ہیں نجا گیں گے
چھڑکتا دیکھ تو اگر پانی کسکے منھ پر ہے

ہو انجلت سے چہرہ زرد کیوں نخل رشید اپنا ں کا
دو بالا اشک دیکھا ارغوانی کسکے منھ پر ہے

ستارے گل شبنم بھی ہے گلشن میں پر یہ رگلبر
لیسے سے مگر یہ ورفشانی کسکے منھ پر ہے

زبان شمع کو کیوں نہ میں حق جلا دے منھ
الٰہی اسکے کی آتش زبانی کسکے منھ پر ہے

تم یہ سمجھو کہ نصیب اسکے ہوے برگشتہ
دیکھو جسوقت ظفر نیت انسان پھرتی

کیا کہون اسکو نہین دیکھا بہت دن ہو گئے
اسنے تو خط بھی نہین بھیجا بہت دن ہو گئے

اب کہ دیگر ضبط اشک و آہ تو کیا فائدہ
ہم تو سب مین ہو چکے رسوا بہت دن ہو گئے

گرچہ عرصہ مین حیات پنجروزہ کے کوئی
رہگیا دو تین دن تو کیا بہت دن ہو گئے

مرگیا اے عشق جیسے چھوڑ کر سر کو ہکن
پھر کسیکا سر نہین پھوٹا بہت دن ہو گئے

اب وہ مجھسے پوچھتے ہین کہہ ترا کیا حال ہے
کام ہی یان ہو گیا میرا بہت دن ہو گئے

جلوۂ قامت دکھادی تو کہ سنتے ہی
نام ہمکو تو قیامت کا بہت دن ہو گئے

کردی پر داشوق سے میرے کہ محبوب ادھر مین
رہتے ای صیاد بیپر ا بہت دن ہو گئے

کیا کہون تجھ بن گذار کیسی طرح سے ہے رات
ایک لحظہ بھی اگر گذرا بہت دن ہو گئے

تو ظفر کو صورت اگر دن اس بت بے مہر کی
اب تو دکھلادے خداوندا بہت دن ہو گئے

حلاوت لب شیرین کو کیا نبات لگے
کہ جسکی جان سے زیادہ ہو اسکی بات لگے

مطلع

کہان نصیب زدولت ہمارے ہات لگے
کہ مثل سایہ پھرین اسکے سات سات لگے

یہ غم ہے دل کو کہ کلے سو آپ غیر کے ساتھ
اور اپنی آنکھ اس بن تمام رات لگے

شبِ وصل دم اپنا ہوتا ہی آخر — کہ جون جون ہر بیداری سحر ہوتی جاتی
دمِ قتل اُس تیغ کے ٹوٹنے سے — شکستہ ہے اپنی کمر ہوتی جاتی
نہین کرتے ہان وعدۂ وصل پر تم — نہین پر نہین ہے مگر ہوتی جاتی
گئی پھر بھڑک عشق کی آگ دل مین — کہ ہے آہ کچھ شعلہ در ہوتی جاتی
رقیبون سے تو آنکھ لڑتی ہی آنکی — مگر ہے اودھر ہی نظر ہوتی جاتی

یہ باتین فریبندہ سن سنکے اسکی
تسلی ہے دل کو ظفر ہوتی جاتی

غضب ہے ہی نگاہ چشم غارتگر کی تیزی ہے — پہونچتی اسکی تیزی کو کہان خنجر کی تیزی ہے
جلا دیگا جہان کو ایک شعلہ آہ کا اسکی — یہی گر آتش دلمین تر مضطر کی تیزی ہے
لکھون کیونکر خط آنکھون سے مین اسکو کہ دکھلائے — مجھے تو خامۂ مژگان چشم تر کی تیزی ہے
سخن اُس لعل سیگون کا رکھی ہے وہ بلا تیزی — کہ اسکے روبرو کیا بادۂ احمر کی تیزی ہے
اگر جوش جنون مین فصد کی حاجت ہے مجنونکو — تو نوک خار صحرا مین سر نشتر کی تیزی ہے
خدایا کس کی ایسا تیز ہو کر کیون وہ آیا ہے — کہ جو ہر بات مین آج اُس ستمگر کی تیزی ہے

کرے سوراخ وہ دلمین ظفر کیونکر نہ عاشق کی
کہ برمے سی سوا مژگان مین اُس لبر کی تیزی ہے

مرے تنیا زیر خاک اندوہگین یون ہے — کہ جسکے زلزلے کا بیٹی ساری نہین یون ہے

اُس کسکا افسوس کرین ہم آگے سے ان آنکھونکے
اُٹھ گیا ایدل دیکھا کیا کیا عالم مین سے عالم ہے
ہے ایک ادنیٰ عرصۂ جولان مرے آہ و نالہ کا
وہ جو اسکے عالم بالا عالم مین سے عالم ہے
کیا کہون رنج و غم کے عالم مین جو اسکی دور مین
عشق دکھاتا مجکو میرا عالم مین سے عالم ہے
آئے عدم سے ہستی مین ہستی سے عدم کو جاتے ہین
رکھتا کیا ہی سیدھا عالم مین سے عالم ہے
گاہے پری کا عالم ہے وہ گاہے حور کا عالم ہے
جبکا عالم اسکے دکھاتا عالم مین سے عالم ہے
ہر دم ایک نیا ہے عالم دیکھتے ہین ہم عالم مین
دیکھ ظفر کیا پیدا ہوتا عالم مین سے عالم ہے

جو دلمین ہے وہ ہی منھ سے کہو خدا کے لیے
اُسے تو رہنے ہی دو گو مگو خدا کے لیے
کبھی کبھی تو قدم رنجہ کیجیے یان بھی
ملاپ ترک نہ بالکل کرو خدا کے لیے
ہمیشہ غیرون کے تو ساتھ پھرتے چلتے ہو
کبھی ہمارے بھی گھر تک چلو خدا کے لیے
ہے اختیار تمھین مانو یا نمانو پر
جو ہم کہین اُسے تم سن تو خدا کے لیے

کبھی گلشن کیطرف جاکے قفس سے جھانکین ہم
پر سے دو چار ملین اسکے کہان اپنے نصیب
کیونکر ملجائین ہم اے یار تیرے یار دن سے
خاک مجنون کی بگولون مین ہر کھاتی چکر
ہم سیر کو نہین جاتی ہر رخصت ملتی
ایک گالی بھی جو دیتا ہے کہکر بہت ملتی
گر نہ خواہش ہو انسے تو ہر خدمت ملتی
خشت مین خاک بھی ہو کر نہین حرمت ملتی

یار جو ملتے ہین اغیار بھی ملتے ہین ظفر
کیا ملین اُنسے نہین اپنی طبیعت ملتی

محبت سے نہ کہتا ہون الف سے بہت خاصی
اگر غربت رسا پونچائین وہان اے خوش ہو کو
نہ کھائین ہم تہ تیغ عشق کیونکر ہم حلاوت سے
شرارت ہے تری اے شوخ شوخی سے بہت بہتر
سچ ہے ناصحو عشق مین تکلیف تر سر
تیری بیداد کی بیداد گر کیا داد دے کوئی

تیری صورت سے بہت خاصی
تو ہے تیری گلی گلزار جنت سے بہت خاصی
نہین کوئی حلاوت سے بہت خاصی
تری شوخی ہے اے ظالم شرارت سے بہت خاصی
مگر تکلیف ہے یہ ہمکو راحت سے بہت خاصی
ہمین ہین یہ جو کہتے ہین محبت سے بہت خاصی

بڑی بات اک ظفر کوئی نہو گر خوب ہو قسمت
بری سی بھی ہے تو ہو جائے قسمت سے بہت خاصی

ناز و غمزہ جو ہے اُس کا داد کا چور ہے
دیکھکر جسکو یدبیضا مجمل ہوا ہے نگاہ

دل چرا لینے کو یہ اک بلا کا چور ہے
وہ تری دست حنائی مین حنا کا چور ہے

خیال اس ابر رخسار کا دلسے نجائے گا
اگر ہم زیر آرہ اسکو دھر کر چیر ڈالینگے
کوئی گر تے ہیں دعوی خون کا ہم پر تو قاتل سے
اگر آجائیگا ہاتھ اپنا محضر چیر ڈالینگے

نہ نکلیگا ظفر دل سے مرے پیکان حسرت کا
اگر دو سار اسینہ لیکے خنجر چیر ڈالینگے

دی جو اس سفاک کو تحریر اپنے ہاتھ کی
ہمنے اپنے قتل کی تدبیر اپنے ہاتھ کی
مار کر فرہاد تیشہ سر پہ کہتا تھا کہ آپ
چوٹ کھائی ہمنے اور تقدیر اپنے ہاتھ کی
ہاتھ نازک ہیں تری لاکاٹ دوں اپنا سپر
تو حوالی کر دے شمشیر اپنے ہاتھ کی
سیر آنسو پوچھکر کرتا ہے کیوں تو نزلکا
مرہی رنگ حنا تغییر اپنے ہاتھ کی
کھینچکر مانی تری تصویر کیسا ہے بنا
دیکھنا ہو داد کیا تصویر اپنے ہاتھ کی
ہاتھ کیوں کٹتا اگر لگتا نہ اس من کو ہاتھ
ہمنے ثابت آپکی تقصیر اپنے ہاتھ کی

خانۂ دل یہ عمارت ہے خدا کے ہاتھ کی
دیر و کعبہ ہے ظفر تعمیر اپنے ہاتھ کی

کیا لعل پارہ دل اسنے کیا تلف ہے
یا قفل شک اپنا بتر ہے ناخلف ہے
سو فارد ار ہنستا ہر زخم ہے خوشی سے
تیر نگہ کا کسکے دل ہوا ہدف ہے
ہیں چشم و اشک ہمکو مانند جام و صہبا
آہ و فغان بجا ہے آواز چنگ و دف ہے
ہم یار کسکو سمجھیں کسکا کریں بھروسہ
ہر دل جو دوست اپنا وہ بھی طرفہ ہے

دیگر

واہ کیا طرز ستم تجھکو ستمگر یاد ہے
اک جہان تیرے ستم سے کر رہا فریاد ہے

کھیلتا ہو تو جو اس ماہ سیہ زلف سے
کیا تجھے ایدل کوئی کالے کا منتر یاد ہے

جب سنی تجھسے شکایت بیقراری کی سنی
بات تجھکو ایک بھی ایجان مضطر یاد ہے

مین ہوں اور رونا رات ہو اس چشم میگوں کا خیال
مے نہ مجھکو یاد ہو ساقی نہ ساغر یاد ہے

دیکھکر سنبل کو مین کھاؤن کیونکر پیچ و تاب
مجھکو آجاتی تری زلف معنبر یاد ہے

ذبح کرنے کا مرے ڈھب خنجر بیداد نے
اس بت کافر کو کیا اللہ اکبر یاد ہے

اے ظفر پڑھتا ہے خط میرا وہ اس عنوان سے
غیر کو ہو جاتا مضمون سارا ازبر یاد ہے

دیگر

وان بھلائی اپنی گردو تین کے منھ سے سنی
تو برائی ہیشتر دو تین کے منھ سے سنی

آمین واہ یا نہ آمین پر یقین سا آگیا
آنکی آہ جو ادھر دو تین کے منھ سے سنی

حسن کی تعریف تیری شہر مین آذر اک سوا
ہنسنے اور رشک قمر دو تین کے منھ سے سنی

کیا مزا آیا جو اس نے ایک میری داستان
سو طرح سے رات بھر دو تین کے منھ سے سنی

وان نہ بات اچھی سنی ہمنے زبان سے ایک کی
ہان کوئی گالی مگر دو تین کے منھ سے سنی

سر اڑا لیا آج اس قاتل نے پھر دو چار کا
ہی یا ڑی سی خبر دو تین کے منھ سے سنی

ایک کو آگے نہین منھ سے نکالی ہمنے بات
اسنے کیونکر اے ظفر دو تین کے منھ سے سنی

دیکھ

کیا جانے کیا بلا نگہ شوخ و شنگ ہے — جاتی دل و جگر سے گذر جون خدنگ ہے
شمشیر تیرے ہاتھ مین حاضر ہے سر مرا — منظور اگر ہے قتل تو پھر کیا درنگ ہے
آنکھین تری کہین ہے وحشی زنانہ دین — آ نا نظر کچھ اور مجھے دل کا ڈھنگ ہے
کھو بیٹھا جسکے عشق مین ننگ و نام تک — اس بیوفا کو نام سے بھی میرے ننگ ہے
تیری نگاہ تیز کو سرمہ سے کیا غرض — تو کیون لگاتا خنجر مژگان کو زنگ ہے
آتا ہے ذکر جب دہن تنگ کا ترے — ہوتا سخن مین قافیہ غنچون کا تنگ ہے
کرتے نشانہ کیون نہ مجھے ترک چشم یار — زنبالہ سرمہ کا مری حق مین تفنگ ہے
کچھ ہوتا آہ و نالہ کا میرے نہین اثر — کیا جانے دل ہے یار کا آہن کہ سنگ ہے

باغ و بہار کیون نہ ہو بزم اپنی ای ظفر
ساقی ہے سبزہ رنگ تو ہے لالہ رنگ ہے

نہ کھانے دیتے غنچہ و ارد کو غم کھاتے تو ہم کھاتے
بہت کھاتے تو ہم کھاتے جو کم کھاتے تو ہم کھاتے
قسم ملنے کی کھائی تو نے کیون ہم بادفا ون سے
ارے او بے مروت گر قسم کھاتے تو ہم کھاتے
نشانہ ناوک مژگان کا ہوتا کون بر درے
تری تیر ظالم یکقلم کھاتے تو ہم کھاتے

گھر کا پتا کہین اُسکے نیا یا کتنے ہی قاصد میرے گئے
اُلٹے ہی میرے گھر کیطرف ہر راہ گذر مین پھر کر آئے

ہالہ مین آیا ماہ فلک پر شب کو نظر سو بار مگر
تم نہ کبھی اے رشک قمر آغوش ظفر مین پھر کر آئے

مرے جی مین ہی پوچھون انجان بنکے
چلے کسکے گھر آج مہمان بنکے

نہین وصل جانان جو قسمت مین اپنی
بگڑ جاے ہی سارا سامان بنکے

تری صورت آئینہ سان جسنے دیکھی
وہ بس رہگیا صاف حیران بنکے

کہان جائیگا دل مرا تیرے گھر سے
کبوتر کے مانند گردان بنکے

کرے ہے ہر اک اشک سینہ مین رزن
تری ناوک غم کا پیکان بنکے

مسی ملکے کاجل لگا کر چلے ہو
کہان تم دھون ہمارا یجان بنکے

پھٹکنے نہ دین غیر کو گھر مین تیرے
اگر بیٹھین ہم در پہ دربان بنکے

مرا دل ہی یک قطرۂ خون پر اکدن
ڈبو دیگا عالم کو طوفان بنکے

ظفر ہے وہی اپنے نزدیک دانا
رہے ہے جو دنیا مین نادان بنکے

کھولا تو نے راز مرا اے دیدۂ پر نم سارا ہے
ہو گیا واقف حال سے میرے اب تو عالم سارا ہے

چڑھایا تو نے سنان پر بلا سے کاکلِ سر | ترا شہید محبت میں سرفراز تو ہے

کنارہ کش ہے جو ہم سے جہان تو ہو نومید و
ہمارے ساتھ ظفر وہ جہان ناز تو ہے

جان میں جب مری نالہ کی کرک جاتی ہے | ابر میں رعد کی چھاتی سی دھڑک جاتی ہے
دے ہے وہ بن مژگان کہ جو اپنی جنبش | آتشِ دل مرے سینے میں بھڑک جاتی ہے
ہو نہ جنگ ان کی کو چہ میں قاتل لیکن | ڈھال تلوار تو واں رو نہ دھڑک جاتی ہے
بادۂ دولتِ دنیا کی نہ خواہش ہم کو | سنگ پیمانہ سے یہ کوئی ہڑک جاتی ہے
زلف کی کو چہ سے جب تذکرہ دلدار کا ہے | میں سو خم میں ایک سیدھی سڑک جاتی ہے
شوخیِ ناز تری دیکھ کر اے جانِ جہاں | دیکھ تھنوکی بھی جان پھڑک جاتی ہے

آہ سوزاں مرے دل سے ہے نکلتی جس دم
لے ظفر کیا کہوں بجلی سی کڑک جاتی ہے

وہ نہیں ہیں گھر میں آج انکو مکاں پر قفل ہے | ادھر جا مذکر کیا سبا تو تمہیں زباں پر قفل ہے
اور زیادہ گو نہیں ہے گنجِ خاطر میں ذرہ | یہ تری گنجینہ سر نہاں پر قفل ہے
زلف کا عہد کر نہ میرے دل کا بازو بھی | جو ہے بندان خانہ دیوانگاں پر قفل ہے
ہو گیا بوسہ تا ترے دہان پر قفل ہے | ہو گیا ایک ہی نظر تو ایک جاں پر قفل ہے
میں وہ عاصی ہوں کہ رضواں نے مرے باغ جنان | دیکھا جو حال وہ لگا دیا در باغ جنان پر قفل ہے

کوئی لحظہ زیرِ فلک تو جاگ لے خوابِ غفلت سے
پھر تو زیرِ زمین سے اے غافل آخر تجھکو سونا ہے

رو رو کر گر چشم سے دریا ہمنے بہائے حاصل کیا
وہ جو دل کا داغ ہے اپنے مشکل اُسکا دھونا ہے

دل کو ہم دیوانہ بتاتے پر یہ نہین معلوم ہین
کرتے تیری چشم فسون گر جادو ہے یا ٹونا ہے

یاد کر اسکے نوکِ مژہ کو مری بلا سے فلکو کیا
دل مین ظفر گر اپنے تجھکو نشتر کوئی چبھونا ہے

جان جسکی زخمِ شمشیرِ محبت کھائیگی
لاش بھی اسکی خونین غوطے تا قیامت کھائیگی

کیسے ہی طرار ہو پر جاؤ گے روبرو
جب کہینگے کچھ زبان یار وں کی کہتے کھائیگی

چشمہ خورشید مین لڑ ائیگا مژہ سیاہ
بل جو تیرے تر پہ ہے ہر طاعت کھائیگی

تلخ باتین گر کہیگا تو تو مین ہی سہ رنگ
مین ہی کیا اس سے تجھ پر ہر ایک خلقت کھائیگی

جائیگی اس عشق وکس کس پر نہ ایسی دیکھنا
تم کو ہم کھائینگے اک تو ہی دولت کھائیگی

رکھتے راہ عشق مین ہم کیون قدم گر جائے
ٹھوکریں ہر گام پر یان تا بطاقت کھائیگی

اے ظفر یہ جائیگی ساری کدورت کی بنا
ایک بھی اشکون کا مُنھ گر یہ عمارت کھائیگی

دیگر

دیکھتے دو مجھے بدہین جو بُرا دیکھتا ہے
مین بُرا ہون کہ بھلا اسکو خدا دیکھتا ہے

جو ترا طالب دیدار ہے ای مہر لقا
ماہ کو بھی نہین وہ آنکھ اُٹھا دیکھتا ہے

چل بسا ہوتا مریض غم فرقت کب کا
پر تری راہ وہ ای موشمر بادیکھتا ہے

گھر تیرے کبکو نہین جب دیکھتا عاشق تیرا
در و دیوار کو حیرت سے پڑا دیکھتا ہے

دلمین آتا ہی اسی شخص کے عکس رخ دوست
جسکا دل صورت آئینہ صفا دیکھتا ہے

ہوتا ہی حسرت بابوس سے دل خون کیا کیا
یا لو نہین جب وہ تری رنگ حنا دیکھتا ہے

اب کوئی دم ہی مین آخر ہی یہ کہدہ مطبیب
نبض بیمار محبت کی تو کیا دیکھتا ہے

جسکو دل چاہتا ہی ہوتا ہے مفتون اسیر
نہ برا دیکھتا ہی اور نہ بھلا دیکھتا ہی

اس شکر لب سے جو کرتا ہے محبت کوئی
اے ظفر خوب محبت کا مزا دیکھتا ہے

دیگر

تر بوسہ دل و جان بیچکر لیتے تو ہم لیتے
یہ سودا کون سکتا اگر لیتے تو ہم لیتے

بُری بھی کیا غرض اُسکو جو آتا ہے عیادت کو
دل بیمار کی اپنے خبر لیتے تو ہم لیتے

حنا تیری ہوئی پابوس کیون تک آ ہی سکے
اگر تیری قدم ای فتنہ گر لیتے تو ہم لیتے

وہ غمزہ مجھسے کہتے ہین ترا دل لے سکتا
خوشی سے لیتے اور یا جھین کر لیتے تو ہم لیتے

نکلتا کام کیا اور تو کسی کے کام کیا آئے
مگر کچھ کام ای آہ جگر لیتے تو ہم لیتے

دشمن ہے آبرو کا مری گریۂ عشق مین | یہ آنسو ڈبو کے مارینگے آسمین کے

عاشق ہوئے جو اُسپہ گئے دو جہان سے
دنیا کے اے ظفر نہ رہے وہ نہ دین کے

عجب حالت سے تیرا خاکسار اُٹھتا زمین سے ہے
کہ گویا نا توان سا اک غبار اُٹھتا زمین سے ہے

غبار اُٹھتا کہان ہے خاک سے ہم تفتہ جانونکے
کوئی اُٹھتا ہے شعلہ یا شرر اُٹھتا زمین سے ہے

ترے کوچہ مین تیرا خاکسار اب تو ہے آ بیٹھا
مثال نقش پا کیا اے نگار اُٹھتا زمین سے ہے

وہ جذب کہ ربا ہے آبلہ مین پانون کے میرے
کہ اس سے جیسے تھا خار خار اُٹھتا زمین سے ہے

بگولا دو و دل کا خاک سے زلفون کی یارونکے
اُٹھایون جیسے چوٹی دار مار اُٹھتا زمین سے ہے

ترے کوچے مین آکر پانون ایسے پھول جاتے ہین
قدم اپنا نہین اک کلعذار اُٹھتا زمین سے ہے

نہین غم کسکو کوئی زیر زمین ہی جل رہا عاشق
ظفر باعث یہی ہے جو بخار اُٹھتا زمین سے ہے

لب نوشین پہ تیرے یا متی تجکو ترشروئی
کیا مفالو ہی شیریں ہے کیون ہونگے لال ہے

کہون کیا زاہد فسردہ دل کا حال سرد مہی سے
ردی مین ہے استادہ لیٹا ہوا جیسے بنولا ہے

ظفر ہمکو تو تنہا ہین پہ امکان یہ جو گھبرا ہین
اگرچہ ہر طرف سے رنج و غم و حسرت کا رولا ہے

آج کیا جانین کہ میخانہ پہ کیا بیتی ہے
ہین کہین ٹوٹے ہوے شیشے کہین سا غر پڑے

کیا غضب چمکی ہے اس قاتل کی شمشیر نگاہ
دیکھیے بجلی کہ یہ پہ دل مضطر پڑے

کرکے پرسون کل کا وعدہ آج کیون آتے نہین
ہمنشین انصاف کر تو تجکو کل کیونکر پڑے

سبزۂ خط نے تری جنکو کیا بیہوش وہ
شور محشر سے جو نکے بنگ یہ بیکر پڑے

اسکی جبین بروی پہ خم کو بصد رشک دیکھکر
کہتے ہین کیا اس صفاہانی مین ہین جو ہر پڑے

ہوگئی انکو دولت اسقدر ہم سیر چشم
انکو اٹھا کر بھی نہ دیکھو ہون اگر گوہر پڑے

کیا کہین کس شغل مین گزری ہین فرقت کی رات
کرتے تھے اختر شماری بستر غم پر پڑے

ہوگا کیا حاصل جو ہوگی آہ و میری خراب
دیدۂ تر میرے پیچھے ہاتھ کیون دھوکر پڑے

یار کیا جانے کہ کیسی ہے یہ مصیبت عشق کی
اسکو جانے تو وہی جانے کہ یہ جسپر پڑے

شاہد خسرو پہ سر پھوڑے ہے یہ سکین گدا
کوہکن کی عقل پر کیا جائے کیا پتھر پڑے

کوی قاتل مین قدم رکھنا سنبھل کر اے ظفر
ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتے ہین لاکھون سر پڑے

کوئی دوا نہین بیمار ہجر کی تیرے
سوای زہر سو ملتا نہین دوا کے لیے

لیے نہ بوسے کبھی دلربا کے چور ہی ہے
ہمیشہ ہمنے تو اسکو جتا جتا کے لیے

پنجھوڑ تو عمل نیک دیکھ اے غافل
یہ ہی اثاثہ ترے خانۂ بقا کے لیے

بجا و آب ہی پینے کو اشک خون اپنے
کباب لخت جگر ہے میری غذا کے لیے

چمن مین تا نو گلچین گلونپہ دست انداز
اٹھاتی ہاتھ ہی ہر شاخ گل دعا کے لیے

ہلال عید کو حسرت رہی فلک پر بھی
کہ بوسے جھک کر نہ اس نعل کفش پا کیلیے

سنائے مدعی انکو ظفر کی دشمنی
نہ یاد ہووے ہمین ایک مدعا کے لیے

بادۂ عشق اور ہی اسکا خمار اور ہے
اسکا چڑھاؤ اور ہی اسکا اتار اور ہے

بازی عشق پا سکے کیونکر اک قمار باز
اسکی توجیت اور ہی اسکی توہار اور ہے

غمزہ کری ہے صید دل نرکری ہی صید جان
اسکا شکار اور ہی اسکا شکار اور ہے

گل کو ہو کیا مشابہت اس رخ لالہ رنگ سے
اسکی بہار اور ہی اسکی بہار اور ہے

پیار محبت آپکو یون تو سبھی ہے ہی مگر
ہمسے محبت اور ہی غیر سے پیار اور ہے

نام و نشان ہی مدعا دونو نسے گرچہ ظاہرا
لوح طلسم اور ہے لوح مزار اور ہے

یہ جو ہی ننگ و عار انھین ہم بھی ہین خوب جانتے
موجب ننگ اور ہی باعث عار اور ہے

دیکھیو انسے چاہ کا ہووے نباہ کسطرح
اپنا طریق اور ہی انکا شعار اور ہے

لے ظفر کھینچتا ہے دل یونہی کسیکی جانب
تا ادا کرکے وہ الفت کی یہ سیمیں کھینچے

آسمان کے ہاتھ سے کیا اک جہان گردش مین ہے
کھا رہی گردش زمونکی خاک ہے چکر صدا
چشم مست یار کی آئے ہے گردش مجکو یاد
دل کی بیتابی نے میرے پھلایا کوہ کو
آسنا گردش زمون کے ساتھ اے نادان نہو
مثل تصویرات فانوس خیالی زیر چرخ

اب بھی رہتا ہمیشہ آسمان گردش مین ہے
جانب صحرا بگولا یہ کمان گردش مین ہے
ساغر مے جبکہ آتا ای مغان گردش مین ہے
آسیا کیطرح ہر سنگ گران گردش مین ہے
کیا بھنور سے ملکے دیکھ آب دان گردش مین ہے
کون ہے آرام سے جو ہے میان گردش مین ہے

لکھتا ہون گردش نصیبون کی جو اپنی اے ظفر
میرے ہاتھون سے قلم بھی ہر زبان گردش مین ہے

کلام اُن کو ہر طرح فرمائے ٹیڑھے
یہ سیکھی تری زلف سے کج ادائی
عجب انقلاب آج ہے میکدے مین
نظر تیری جس سے نظر آئے ٹیڑھی
یہ برگشتگی میری قسمت کی سمجھو
کرون شانہ مژگان سے زلفونمین تیری

جو سیدھے بھی ہون تو کوئی جائے ٹیڑھے
جو سب سے رہے تیرے دیوانے ٹیڑھے
کہ شیشے مین اُلٹے تو پیمانے ٹیڑھے
ہوئے اُس سے سب اپنے بیگانے ٹیڑھے
جو ہون سنکے وہ میرے افسانے ٹیڑھے
جو اس شانہ کی ہون نہ دندانے ٹیڑھے

ظفر کی کچھ تو شرح غم نے تاثیر
کہ رحم آنے لگا ہے دلمین اُنکے

تو ایکبار اُسکو دلا دیکھ تو سہی
کرتا ہے تیرا حال وہ کیا دیکھ تو سہی

ہے رقص بسمل اُس ترے بسمل کا اضطراب
تو بھی تماشہ آکے ذرا دیکھ تو سہی

کھائی ہے بولنے کی جو تو نے قسم بول
لیکن اِدھر تو آنکھ اُٹھا دیکھ تو سہی

زخمونپر وہ چھڑک کے نمک کہتے ہین مجھے
تو اُن جراحتون کا مزا دیکھ تو سہی

کہتا ہے اے رقیب مجھے روز تو بُرا
سمجھونگا ایک روز بھلا دیکھ تو سہی

اتنی نہ بھیر آنکھ تو گر خدا سے ڈر
کیا حال ہوگیا ہے مرا دیکھ تو سہی

دیکھیگا دیر و کعبہ مین کیا جا کے دلمین دیکھ
وہ تو نہین ہے جلوہ نما دیکھ تو سہی

آماجگاہ دل ندی اُسے ہین کسطرح ندون
ناصح تو اُسکے ناز و ادا دیکھ تو سہی

رنگین ہین یہ جو گل چمن و دیر مین ظفر
ہے بھی کسو مین رنگ وفا دیکھ تو سہی

بارے شب فراق بسر ہوگئی تو ہے
جون شمع روتے روتے سحر ہوگئی تو ہے

بھین ہونگے وہ بھی کہ ہو دل سے دل کو راہ
میری قلق کی اُنکو خبر ہوگئی تو ہے

کی ہو دل و جگر کیطرف تو نے جب نگاہ
برچھی سی ایک اِدھر سے اُدھر ہوگئی تو ہے

کیا جانے اُسکو فوج کیا تو نے مست ناز
ترخون مین آستین تری ہوگئی تو ہے

تیری چشم مست کی گردش کو ساقی دیکھکر
رکھ سکین کیا ہاتھ مین ہم جام صہبا تھام کے
ابتو تھامے سے دل بیتاب تھم سکتا نہین
تھم سکا جبتک یہ ہمنے رکھا تھا تھام کے

عشق کے کوچے مین تم رکھتے تو ہو اپنا قدم
اے ظفر لیکن ذرا یہان پاؤن رکھنا تھام کے

مرض عشق مین کچھ الیسی تبدیل ہنجائے
کہ علاج اسکا نہ پھر ہو سکے مشکل ہنجائے
گرم اشکونسے مرے تپ جو چڑھی دریا کو
مشکل ہنجالہ حباب لب ساحل ہنجائے
کیا تماشہ ہو اگر دیدۂ مشتاق کا تائل
تیرے رخسار کا اک آئینہ رو تل ہنجائے
ہو ستم ہای غضب وہ ست بتون مین جسکا
میرا ہنجائے وہ دشمن مرا قاتل ہنجائے
رنگ خوبی طلبگار ہی عارض سے تیرے
کیون نگل کاسہ یکف صورت سائل ہنجائے
کیا عجب تیری تصور مین اگر زیر نگاہ
اپنی پرچھائین پڑی کر حور شمائل ہنجائے

وصف اسکے رخ روشن کا ظفر ہو نہ رقم
تا نہ قرطاس مصفا مہ کامل ہنجائے

کہان وہ دور عیش افزا جہان ہم تھے وہان تم تھے
گزرتے تھے کبھی تنہا جہان ہم تھے وہان تم تھے
عجب عالم تھا جب وہ زیب افزا بزم عشرت مین
بہ رنگ ساغر و مینا جہان ہم تھے وہان تم تھے

کہان ہے لالۂ گلسا رسوز عشق ہی شیرین
مگر یہ قبر پوش کوہکن مین آگ لگتی ہے

ظفر آہ سحر کی شعلہ باری سے شفق کی جا
سحر کے روز چاک پیرہن مین آگ لگتی ہے

جب وہ تشریف ادھر لاتی ہین چلتے پھرتے
نگلیان ہمکو سنا جاتی ہین چلتے پھرتے

ٹھہرتے پاس نہین دم رسدہ ماہ کیطرح
صورت اپنی مجھے دکھلاتی ہین چلتے پھرتے

ناتوان اٹھ کے ترا خاک چلے خاک پھرے
پانون ضعف سے تھراتی ہین چلتے پھرتے

ہون وہ دل تفتہ مرد و دجگر کے بادل
ہر طرف آگ سی برساتی ہین چلتے پھرتے

جاتی جو دشت جنون کو ہین ہوا کی مانند
ٹھوکرین کاہیکو وہ کھاتی ہین چلتے پھرتے

ہمکو ہوتی ہے کہان ایسے ملاقات نصیب
پر کبھی رستہ مین ملجاتی ہین چلتے پھرتے

فکر مین بیٹھے کے کہہ سکتا نہین کوئی ظفر
آپ جو شعر کہ فرماتے ہین چلتے پھرتے

کعبہ و دیر سے گر شیخ و برہمن ہٹتے
تیرے کوچے سے نہ ہرگز بت پرفن ہٹتے

جو کہ ہین صید محبت ترے ای صید فگن
زیر خنجر نہین کھنچے سو وہ گردن ہٹتے

راز دل کیونکہ کہون تجھسے کہ اک لحظہ بھی
نہین ای دوست ترے پاس سے دشمن ہٹتے

بوسہ تیری گل رخسار کا لین ہم کیونکر
مجھسے بانک خدنگ ہو جو تو ہین ادھر

دیگر

معشوقہ ترا سب چہرہ مقبول کھینچا ہے
ہر اک نے اپنی سی کر کھینچنے مین طول کھینچا ہے

جہانمین سبکو عبرت ہو گئی جسدنسے انتقال
سر بازار تو نے لاشہ مقتول کھینچا ہے

مزہ رون بگیا ہو تو کو تنگ عشق مین تو نے
یہان ہولی ہے دستور معمول کھینچا ہے

چھوڑا تا ہی جو دامن زاہد اپنا چھوڑ دو زد
کہ تنے اس گدگو کو کیون کر کے جھول کھینچا ہے

جو کھینچی جان رنج ہی ہمنے جہانمین تیری باتون سے
تو وہ کر کر دان بخیدہ کو شمول کھینچا ہے

عرق رخسار کا تیرے ہے خوشبو اسقدر گویا
گلاب پر رشک گل لیکر ابھی کچھ پھول کھینچا ہے

ظفر قربان جاؤن اپنے مین کلک تصور کے
کہ اسکا نقشہ اسنے واہ کیا معقول کھینچا ہے

کیا فسون یہ شراب کرتی ہے
جو اُسے بے حجاب کرتی ہے

قتل کس کس کو دیکھیے تیری
نگہ پُر عتاب کرتی ہے

روز طوفان بپا مرے سر پہ
میری چشم پر آب کرتی ہے

اُنکی خدمت مین دیکھیے تقدیر
کب مجھے بار یاب کرتی ہے

آتش عشق میرے سینہ مین
جگر و دل کباب کرتی ہے

بزم عالم مین دختر رز تجھکو
تیری مستی خراب کرتی ہے

تاب رخسار تیری آئینہ کو
رشک آفتاب کرتی ہے

لکھی آگئے وہ جویان چلتے پھرتے
تو دیکھ ہوگا لیان چلتے پھرتے

بچھاتی ہین ہم زیر پا اپنی آنکھین
تمھین دیکھتے ہین جہان چلتے پھرتے

تری قد کو کیا سرو شمشاد پہونچین
تمھین دیکھتے ہین جہان چلتے پھرتے

ملا دیتا ہے خاک مین سیکڑون کو
زمین پر تو ہین آسمان چلتے پھرتے

چلے آؤ بالین تکیہ اس جان بلب کے
زمین پر تو ہین آسمان چلتے پھرتے

صبا کیطرح دیکھ جائینگے ہم بھی
چمن کی بہار و خزان چلتے پھرتے

پڑے رہتے جون نقش پا خاک پر کیون
اگر ہوتے ہم ناتوان چلتے پھرتے

بسر عمر کی ہمنے بحر جہان مین
یونہین موج و گرداب ان چلتے پھرتے

پڑا کنج مسجد مین تو کیون ہے زاہد
پھو نچتا بہ دیر مغان چلتے پھرتے

ظفر منھ پہ کیا جو کہے اس طرح سے
غزل اب کوئی نکتہ دان چلتے پھرتے

نہین اے ابر ہم قابل کہ آنسو سر بسر ٹپکے
وہ کیا آنسو جو بے آمیزش خون جگر ٹپکے

نکلو نہ اوس گلی پڑ جا دیکھ کر گلشن مین
عرق ہر رشک گل ہر خسار سے تیرے اگر ٹپکے

ہر اک آنسو کا قطرہ ہے جو دانہ کہربا کا سا
دم گریہ جگر کے آبلے کیا پھوٹ کر ٹپکے

ٹھہر کر میری مژگان پر گرا یون لخت دل آنسو
کہ جیسے پختہ ہو کر شاخ سے کوئی ثمر ٹپکے

حلاوت سے لب شیرین کی تیری کیا تعجب ہے
اگر وقت تکلم شربت قند و شکر ٹپکے

ظفر منھ پہ کیا جو کہے اس طرح سے
غزل اب کوئی نکتہ دان چلتے پھرتے

مطلع ثانی

زبان پر مرثیہ جس کی ہو وہ حضرت کا نام آتا ہے

مطلع ثانی

حیران زلف و رخ سے دل شیدا کی ایک دم خالی
یقین ہوا تو ہمدم یار صبح و شام آتا ہے

پڑھائی غیر نے پٹی ہوا نقش خط کو کیا یارب
نہ کچھ آتا ہے خط واں سے نہ کچھ پیغام آتا ہے

نگہ کے سنگ پیکر جبکہ وہ گلفام آتا ہے
بے گلرنگ پیکر جبکہ وہ گلفام آتا ہے

لکھا تھا یاں سے ایسا کیا جو الٹا خط لیے واں سے
ہمارا نامہ بر دیتا ہمیں دشنام آتا ہے

جو کچھ کرتا ہوا ہے غائبانہ تو کرے یا کہیں واں مر گئے
نہیں کچھ کام آتا ہے یہی بس کام آتا ہے

رہا ہے کوئی دنیا میں ہوگا یہاں کوئی
کہ فرمان قضا بے قید خاص و عام آتا ہے

وہ بحر بیکراں دریائے الفت ہے نظر جنکا
نہ کچھ آغاز آتا ہے نہ کچھ انجام آتا ہے

ہمارا طائر دل زلف کے پھندے میں کیا آوے
ظفر یہ مرغ زیرک کب بزیر دام آتا ہے

مطلع ثانی

عشق میں دل کو نئی روز بلا سی چمٹی
پر بلا کوئی نہ اس زلف دوتا سی چمٹی

درد دل سنکے مرا رو دیا کیا سر میں
آج ما تھے پہ جو اسکے ہے دوا سی چمٹی

جی میں آتا ہے کہ لوں آج چمٹکر بوسے
مزہ ہے لب پہ مسی اسکی ذرا سی چمٹی

چشم مخمور تری سرخ اور سہیں کاجل
واہ کیا ساتھ شفق کے ہے گھٹا سی چمٹی

خاک کو چرکی تری تن پہ ہے میرے زیبا
ایک تن زیب کی ہے تنگ قبا سی چمٹی

دیکھے کیا ہو تری جنبش مژگان قاتل
جھاڑ نیچے مرے بیٹھے ہو قضا سی چمٹی

ای ظفر توڑ گئی شیشہ محو بزم میں یار
روح آکر کسی بیکس کی جو پیاسی چمٹی

جلیے جی جھوٹے نہ زندان محبت سے کبھی
ایسی سخت سے تمہارے دستبا کٹرے گئے

کیون ہنسی تھی اے صبا سنکر فغان عندلیب
کل کے گلشن مین گلون کے جو سلے کپڑے گئے

کیون وفا کی تم سے جو ایسی بلاون مین پھنسے
تم کہان تھے ہم ہوا ہی پر فا کپڑے گئے

ہمسے چوری کوسے زلف یار مین جا چھپے
حضرت والا یہ ظلم اچھا ہوا کپڑے گئے

نالون سے کر اڑا دون چرخ کہنہ کی کڑی
آسڑی ہو مین سرا مین بادلے ٹکڑے گئے

کرتا برابری کر قدسے ترے تو کرتے
آدمی کے چیر کر ہم سرو چمن کے کپڑے

ڈھونڈھا نشان جو ہمنے قاصد کا کل مین
کچھ پارہ کر گرے تھے اوہ پیرہن کے ٹکڑے

کس حلیہ نیب کی دیوانہ ہے چھپن کا
کل نے کیے ہین اپنے جو پیرہن کے ٹکڑے

ہو امان دشت کی بھی اے جنابین کے صید ان
ہاتھ قیسی اس ہمارے دیوانہ پن کے ٹکڑے

ہو دکر نہ قطع ہرگز ظالم تری محبت
تیغ ستم کو کر ہون اس خستہ تن کے ٹکڑے

مسکین دلون سے اپنا دل اے ظفر لگانا
کرتے ہین پتھرون سے دیر عدا آخر ٹکڑے

ہم جو ہین یاد تو اجلوہ قامت کرتے
سر پہ ہین اپنے بلا آپ قیامت کرتے

مطلع ثانی

جو ہین ہمپر ہم اُنسے ہین محبت کرتے
جنکو الفت نہین ہم اُنسے ہین الفت کرتے

ظفر روح قیس آکے صورت مین میری
دے بیابانون ہے گی سلاسل مین پھرتی

باغ جہانمین تیرے اے دل نمود ہے
گل کو کہان یہ باغمین حاصل نمود ہے

کس شمعرو کو بزم جہان مین ہے یہ فروغ
جو آج تیری غیرت محفل نمود ہے

برش ہے جسکی ہوتا ہے عالم کا دل دونیم
تیغ ادا کی تیرے وہ قاتل نمود ہے

اس مہروش کی سامنے چمکیگا کیا کوئی
دیکھی ہوئی تری مہ کامل نمود ہے

رخسار آتشین پر کردہ ہین کہ یہ فروغ
شمس و قمر کی جسکے مقابل نمود ہے

کیا کیا تڑپ کی پرش تیغ نگاہ کی
قاتل دکھا رہا ترا بسمل نمود ہے

اس حورو ش کو دیکھا نہین اسنے اے ظفر
کرتا جو اتنی ناصح عاقل نمود ہے

مجکو دان کون اٹھا کے لیجائے
گر یہ شاید بہا کے لیجائے

جبا گر قفا دام زلف ہو دل
تاب کسکو جھوڑا کے لیجائے

دیکھیے کس اجل کی رفت کو
آج قاتل لگا کے لیجائے

دل کو وہ تاڑتے ہے نظر مین
لاکھ کوئی چھپا کے لیجائے

کسکا مقدور اسکے دامن تک
ہاتھ اپنا بڑھا کے لیجائے

پھر وہ چوری سے دیکھتا ہے ادھر
دل نمیرا چورا کے لیجائے

ڈرتا ہی جی کہ دیکھیے ہمکو دکھائے کیا نصیب
ہمنے تری شکایت کم نظری سنی تو ہے

دلکے مرغین نے کچھ پایا ہے نام اور ہی
گرچہ نگین جم کی بھی نامور ی سنی تو ہے

تیرا سا غمزہ دیکھیے ہے کس میں یا نہیں
اور پر یر خونمیں بھی عشوہ گری سنی تو ہے

گو وہ نہ دیکھے آنکھ سے ہمکو پر اسکے عشق میں
جو کہ مصیبت ای ظفر ہمنے بھری سنی تو ہے

نامہ پر کیا مراد دینے کو ہی آیا دھوکے
خط کسی اور کا جو مجکو دکھایا دھوکے

مین نہ چھوڑون کا ترا خنجر کو دہن قاتل
تو نے گو خون کو دہن سے چھوڑایا دھوکے

پانون دھلوائے کبا اسنے کہ اوسکے ہمنے
پانون کو اسکے نہ ہاتھ اپنا لگایا دھوکے

کون گلشن مین ہے گا مو گل رنگ جو گل
آب شمشیر سے پیالہ کو ہے لایا دھوکے

گو مرگر گر یہ پانی مرتے سے گذرا
پر جو لکھا تھا جبین پر نہ مٹایا دھوکے

دیگا کیا اسکے سوا اور کہ دینے تجکو
یا فریبا آئے ہین ای ہوشربا یا دھوکے

ہے سیہ کار ظفر اسکے سیہ نامہ کو
کر سفید آپ سے رحمت کے خدایا دھوکے

تیرا بیمار غم سنبھل نہ سکے
صوحتن کیجیے ایک چل نہ سکے

اسکی چاہ وقن مین حضرت دل
ایسے ڈوبے کہ پھر اچھل نہ سکے

بستر غم پہ ناتوانی سے
کبھی کروٹ بھی ہم بدل نہ سکے

جو ہے مزے سے عشق کے واقف وہی گوارا کرتا ہے
کھاتا ناز خم خنجر کین ہے کون کسیکی خاطر سے

کھینچے ہے لیجاتا جسکو جذبۂ شوق وہ جاتا ہے
جاتا کسیکے در کے قرین ہے کون کسیکی خاطر سے

رہین یہ ہمین چوکرتے تیری مذہم اپنا گوہر دل
دیتا ایسا دُر ثمین ہے کون کسیکی خاطر سے

نام وری ہو اور کے خاطر سینہ خراشی اپنے لیے
کرتا کام یہ غیر نگین ہے کون کسیکی خاطر سے

لطف دعنایت مہر و مروت اسے بت کافر کچھ تو ہو
کرتا حوالہ دین و دل دین کون کسیکی خاطر سے

ہر غم دنکا آئے ظفر گر کھینچے لائے دل اپنی کشش
ہوتا مکاں ہے لیکن مکین ہی کون کسیکی خاطر سے

عبث ہم کو تم ظلم و دشمن جان دیتی ہو
ہمین ہم چھوٹ کہتے ہی کے خدا کو جان دیتی ہے

لکھا کرای پر پرزے دیوانو تکو لیف اپنی
اگر منظور نخچیر درو ندان دیتی ہے

ہر ہر گام کہو یا ہمین پر تاب سر دینا
جو سنا جا کر دان ای قاصد کہ آسان دیتی ہے

لیا ہی دیکھ کسی مفت کے بستان یا مد عو تم
یو ہین دیدو اگر گالی کوئی ایجان دیتی ہے

لگا نا تیر مژگان سیکھا ہے تو وہ کمان ابرو
بنا کر رکھدیا دل کو نشانا ہے تو ہمنے ہے

جو سر مانگا دیا سر جان مانگی جان حاضر کی
ترا گر حکم اے سفاک مانا ہے تو ہمنے ہے

زمانے مین اگر ہے دوستی تم سے تو ہمکو کیا
بنایا دشمن اپنا اک زمانہ ہے تو ہمنے ہے

ظفر ہے نازیون تو سب اپنی شعر گوئی پر
کہا پر کوئی شعر عاشقانہ ہے تو ہمنے ہے

جو اپنے کوٹھے کے وہ مہ جمال اوپر جاے
تو پھر کسکی نظر کیا مجال اوپر جاے

کرے نہ وعدہ یک مدہ سال بھر مین وفا
گذر نہ سال کے ۱۱ اور سال اوپر جاے

بغیر جان لیے چھوڑتی ہے کب وہ زلف
یہ وہ وبال نہین جو وبال اوپر جاے

کٹے چمن مین نہ کیون سرو دیکھکر انکو
وہ اوڑھکر جو کوئی سبز شال اوپر جاے

رہو ہمیشہ جو بام غرور حسن پہ تم
تو کسطرح کوئی ے عرض حال اوپر جاے

تری خوشی ہو کرو دم رکے میرا سینہ مین
نجاے نیچے نہ وقت ملال اوپر جاے

ظفر اس ابرو سے چشم کے سامنے آیے
کبھی نگاہ نہ سوے ہلال اوپر جاے

بیان کرتا ہو واعظ جبکہ عالم تھا درخت کا
تو پھر جاتا مری آنکھون مین نقشہ اسکے گھر کا ہے

وہ سر باندھے مرے دیدہ صندلی اپنا
علاج اسکو اگر منظور میرے درد سر کا ہے

ضدا دی طاقت پرواز اور اس طائر دل کو
کہ اتنو کام کرتا یہی مرغ نامہ بر کا ہے

نہین جا دی اقامت یان کہ ہر غنچہ نے پہلے ہی
لگایا دوش پر گلشن مین رخت اپنے سفر کا ہے

نہین خورشید محشر آسمان شاید اٹھالایا
کوئی آتا ہوا پھایا مرے داغ جگر کا ہے

معطر جا ہے اسکا کفن ہو خط فتنہ سے
کہ جو کشتہ ستمگر تری چشم فتنہ گر کا ہے

نہ پردہ ہے نہ برقع ہے منہ پر ہے نقاب اسکے
نہ دیکھین ہم اگر اسکو تو پھر اپنی نظر کا ہے

نہین ممکن کوئی پھیرے عنان اختیار دل
ارادہ ہے ظفر اسکا جدھر کا ہے اودھر کا ہے

ہمیشہ کیا کیا ہین وہ جفا کرتے
اسپہ بھی ہم ہین جان فدا کرتے

مطلع ثانی

بیوفاؤن سے ہین وفا کرتے
حضرت دل ہین دیکھو کیا کرتے

ہم دعا اُنکے حق مین کرتے ہین
اور ہین وہ ہین بد دعا کرتے

خاکساری سے ہین دل اپنا ہم
صورت آئینہ صفا کرتے

اے ستمگر مریض عشق ترے
کبھی اپنی نہین دوا کرتے

جو نہین چاہتے کسیکا بھلا
وہ بُرے ہین بہت بُرا کرتے

کرے جوابرد و ترگان سو میرے دل کو شکار
تو پھر غرض اُسے تیر و کمان سے کیا ہے

سوا ے سینہ خراشی و رو سیاہی کے
نگین کو فائدہ نام و نشان سے کیا ہے

جو شکوہ ہو تو ہمین اپنے طالع بد کا
گلہ ستارہ سے کیا آسمان سے کیا ہے

ظفر جو حال ہے تیرا وہ خوب جانتے ہین
نکر بیان اُسے حاصل بیان سے کیا ہے

یہ دُنیا ہے او گھٹ گھاٹی پگ نہ بہت پھیلاؤ جی
اتنی ہی پھیلاؤ کہ جسکے سکھ سے دکھ نا پاؤ جی

اس دنیا کے جتنے دھندے سگرے گورکھ دھندے ہین
انکے پھندے جانہ پڑو تم انمین نہ من اُلجھاؤ جی

یہ منوا ہے مورکھ لو بھی سب ہی پر الجاے ہے
چاتر ہو تو اس مورکھ کو جیسے بنے سمجھاؤ جی

جسکا رج کا ہونا کٹھن تم من مین اپنے جانتے ہو
اسکی دیا سے سہج وہ سمجھو اتنا نا گھبراؤ جی

عمر اکارت تمنے کھوئی کچھ تو ادھر کا دھیان کرو
بہت گئی اور تھوڑی رہی ہے یہ بھی نہ یون گنواؤ جی

سدھ بدھ کرتار نے تمکو سوچ سمجھ کا کچھ
ایسی کرنی مت کرنا جو کر کر پھر پچھتاؤ جی

کام نالون سے جو ہمارے بھلائی لیتے
تو نہ برچھ کی یہ تیر ہوائی لیتے

تم جو کہتے ہو برا بھلا کہتے ہو
اگر نہ دل دیتے تو کاہیکو برائی لیتے

ان لبون سے مری نزدیک تو کچھ ورنہ تھا
ایک غمزہ مین اگر ساری خدائی لیتے

دیکھے دل اس لب بد خو سے ٹھہرائیں کیونکر
ہم بھی ہر روز مین سو ایک لڑائی لیتے

تیرے ہاتھون سے مین ناچار اگر بک جاتا
راہ صحرا کی ہم اک آبلہ پائی لیتے

مار ہی ڈالتا صیاد ہمین پھر کاکر
اگر کبھی بھول کے ہم نام رہائی لیتے

وصف اس دست نگارین کے جو ہم لکھتے ہین
تو ہین کاغذ بھی ظفر مول حنائی لیتے

کل جا کے ہم جو گھر مین اس فتنہ گر کے بیٹھے
گھبرا کے اٹھ گئے سب جتنے اُدھر کے بیٹھے

مطلع ثانی

کیا خاک جا کے کوئی پاس اس ستمگر کے بیٹھے
محفل مین لوگ جسکی باتی ہون شر کے بیٹھے

اٹھتے ہین کوئی واں سے جبتک نہ مر مٹین گے
جون نقش پا ہین در پر اس سیمبر کے بیٹھے

وعدہ پہ وہ گھر کے غفلت شعار تیرے
تکتے ہین راہ تیری عمان دو پہر کے بیٹھے

بات ہو وہ بات کوئی بات جب ہم تم کریں
ہم کہیں جلی بھی کہی تم بھی کہو خاصی کہی

اگست گیسوے جانان ہمدم کچھ اور ہے
مشک ختن بھی کہتے ہو اسکی ہی بو خاصی کہی

اور تو باتیں تمھاری خیر خاصی تھیں ولے
ترک الفت کی مگر ایسا صعو خاصی کہی

جب کبھی کہتا ہوں اک بوسہ عنایت ہو مجھے
منھ بنا کر کہتا ہے وہ تند خو خاصی کہی

جو کہی وہ بات منھ سے ہو اگر کیسی ہی بات
ہے یہی شرط ادب تم بھی کہو خاصی کہی

جب کہا دل نے کہ چلیے کوے جانان میں ظفر
ہمنے بھی دل سے کہا اچھا چلو خاصی کہی

جی کا ضرر دو دن سے ہے
درد جگر دو دن سے ہے

دل ہے جلا برساتی جو
آہ شرر دو دن سے ہے

اسکو سکھا تا کیا کیا شہ
کوئی بشر دو دن سے ہے

لوٹتا عاشق بن ترے
دود و بہر دو دن سے ہے

پھرتا ہے وہ ماہ کہاں
خالی گھر دو دن سے ہے

اشک فشانی کرتی کیوں
چشم تر دو دن سے ہے

قطعہ

پتھر قاتل تیغ بکف
آٹھ پہر دو دن سے ہے

بیٹھا عاشق مرنے پر
باندھے کمر دو دن سے ہے

دل بلبل مین تھا نہ درد ظفر
وہ بھی درد آشنا ہمین سے ہوئی

کبھی شاید ذرا جھانک تو لے پٹ مین سے
نہین ملتے ہم اس امید مین جو کھٹ مین سے

پیشوائی کے لیے دوڑتا ہو دل کیا کیا
جب صدا آئی ہو اس پونکی اہٹ مین سے

تو ذرا دیکھنا نہین بزم عدو مین افسوس
ہم تھے نہین دیکھ رہے تھے اسی جگھٹ مین سے

لاکھ کھٹ راگ اگر لائے تو ہمسے شب کو
اٹھنے دیتے نہین کوئی ملکو چھپکھٹ مین سے

کیا عجب بوند گلاب آئے عرق مین تیرے
پوتے مشاطہ ترے بلغونکی تری لٹ مین سے

ڈیرہ کر ہیرا ہے ڈھونڈھتا پھرتا کیا ہے
ڈھونڈھ گھٹ مین کہ وہ ہے کہار کے گھٹ مین سے

ہوے الفت تو ہتیلی ہی ظفر نے پائی
تیرے انکار نہین سے اور تری نہٹ مین سے

دشت الفت مین جلو گر خار و خس کو توڑ کے
آسمان بھلا ہے پا بوالہوس کو توڑ کے

اپنے تار جیب و دامن سے فقط توڑے نہین
تو رہیگا اے جنون نا نفس کو توڑ لے

گر اسیرون کو یہین صیاد تو چھوڑیگا
تو نکل بھاگینگے وہ اکدن قفس کو توڑ کے

وصل کی شب بخت ہو دلپر مرے بانگ جرس
شب جو تو چیلنگے ہم بھی جرس کو توڑ کے

دیکھ حال رو ذرا ساقی کا تو ہین آسمین مست
کیون جمایا ہے یو ہین پرکس کو توڑ کے

تو ذرا ضعم اگر تمیر اچھی کی تو کیا
لوگ سب بچا مینگے اک دو برس کو توڑ کے

دیگر

بات گر منہ سے نکل کچھ بے تامل جائیگی
پھر تو وہ اک میکشہ ہر ایک پر ٹھہرائیگی

کچھ نہ کچھ دکھلائیگی اپنا اثر آہ رسا
کان تک تیرے جو وای مست تو ٹل جائیگی

ہے یہ کھٹکا مجھکو گل کو نہ شادی مرگ ہو
جب قفس سے چھوٹ کر گلشن میں بلبل جائیگی

نافۂ آہو میں یکسر مشک ہو جائیگا خون
گر صبا لیکر ختن میں بوے کاکل جائیگی

ہوگی جب بدمست گرمی پر ستی دیکھنا
چرخ مینائی تلک آواز قلقل جائیگی

ہو دیگی کیا کیا نہ رسوا پھر اگر لیکر صبا
کوچۂ گیسو میں تیری بوے سنبل جائیگی

اپنے آب و گل میں ہے آمیزش آتش ظفر
سوزش عشق اپنے دل کا کیونکہ بالکل جائیگی

دیگر

تیرے آتے ہی گلے ایجان سب جاتے رہے
جسمیں تھی پہلے جو کچھ سو آن سب جاتے رہے

نزع افزا دونہ مجنون ترا ہا تھو نسی عشق
تنگ ہو کر بے مرو سامان سب جاتے رہے

خانۂ دل میں نہ پیکان ہے نہ تیر بار ہے
جسنے اک رونق تھی وہ مہمان سب جاتے رہے

اک کمان بر دل لگا یا تو نے جب تیر نگاہ
دل سے شکوہ بھی ترے قربان سب جاتے رہے

زندگی تک ہیں سبھی ارمان انسان کیلیے
موت جب آئی تو پھر ارمان سب جاتے رہے

ایک باقی رہگیا تو دھیان اسکیکا رہگیا
اور تھے دلمیں جو میرے دھیان سب جاتے رہے

ہو کوہ خنجر بکف آیا جو بہر امتحان
بولہوس کیا چھوڑ کر میدان سب جاتے رہے

دیگر

مطلع ثانی

بھرتے خراب ہین جنھین فہمیدہ ہے ظفر
وہ ہی رہے نرے نرے مین جو نافہم رہگئے

تیری در پر خاک دیوانے ترے سر مارتے
تیری کوچے کے اٹھین لڑکے ہین پتھر مارتے

تیری جو تصویر یکا تصویر ات بھر آنکھون مین تھا
کیونکہ ہم تکتے نہ اپنا دل جگر پر مارتے

جان تک سیلی کسی کی ہم نے دیکھی تھی غضب
کیون نہ برچھی پیٹ مین اپنے اٹھا کر مارتے

مرکشی کرتی تھی تیری رو بہ اک شعلہ خو
شمع کو محفل مین پھر گردن نہ کیونکر مارتے

دمبدم کرتا ہے ہمپر تیز تو تیغ ستم
اور ہرگز ہم نہین دم اک ستمگر مارتے

عشوہ و غمزہ ترے دونون سپاہی ہین غضب
تیغ پر ہین تیغ اور خنجر پہ خنجر مارتے

کیون کیا اس پنجہ مژگان نے مرغ دل اسیر
جسطرح صیدی کا ہون اڑتا کبوتر مارتے

خاک ہو کر بھی نہ پایا ہمنے دشت سے کہ ہم
جون بگولہ دشت مین پھرتے نہ ہین چکر کھاتے

طائر دل دیکھنا ہو تو نچا ہے اپنا کس جگہ
لے ظفر جس جا فشتے بھی نہین پر مارتے

تو جو کل ہم تصور مین جو شب بھر رو جاگے تھے
تو جلوہ اک خدائی کو ظفر آنکھون کے آگے تھے

مطلع ثانی

ہم دشت جنون مین قیس اور ہم کل جو بھاگے تھے
وہ ہنسی سو تو دم بیچے تھا اور ہم اس سے آگے تھے

شب عدو کو بلایا تھا جو گھر مین اس نے چوری سے
کسی کو چھپ سے پیون دیوار ہم بھی جا ہی لاگے تھے

دیگر

ہم حال غم انہین کہتے جا کر جنھون کے آگے
سنتے نہین ہین کہیکو دستونکی آگے

مٹکاتے وہ غضب ہین انکھین دم نظاّرہ
ناچینگی بیلیان کیا ان بیلونکی آگے

گر محتسب بھی آئی تو مست سے سر پھوڑین
کچھ سوجھتا نہین ہی ان مستونکے آگے

یا نونکی نیچے اپنے دل عاشقونکے ملتے
بھینچین کچھ وہ اپنی اٹھکھیلیون کے آگے

اُس زلف کی لٹو پہ کوئی چلے نہ لٹکا
جن بھی جو ہو تو بھاگی ان مترددنکے آگے

گر طائر تصور ہو دی بلند پرواز
ماری نہ پر فرشتہ اسکی پرونکے آگے

اک بات بھی سمجھ کی کہتا ظفر نہین ہے
جاتی رہی سمجھ ہے ان دلبرونکے آگے

ہم عجب رنگ سے میخانہ ہستی مین رہے
تخل سب چھوڑ دیے بادہ پرستی مین رہے

لشکر اشک رواں ساتھ ہوا پنے ہر جا
کب خرابین ہی جب ہم رہ بستی مین رہے

اونچا نیچے بھی مکان گرچہ بنائے تو کیا
نہ بلندی مین رہے کوئی نہ پستی مین رہے

ابر مژگان کی مری بار حیا ہے ٹھہری
گھر کوئی کیونکہ پھر اس بے سببی بستی مین رہے

سخت جانی جو یہی ہے تو یقین ہی مجکو
دم بھی قاتل نہ تری تیغ دو دستی مین رہے

جو رہے ہر ہدریائی مین ہمیشہ مشغول
حق پرستی مین تو کیا خلق پرستی مین رہے

اے ظفر بادۂ وحدت سے جسے کچھ ہو سرور
ہوش مین آئے نہ پھر عالم مستی مین رہے

دیکھا

دیکھا

ظفر اُس نوک مژگان کا تصور اب نہیں چھوڑ دے
چبھوئے اپنی آنکھوں میں کسیکو نہیں اپنے ہاتھوں سے

ای ستمگار اگر ہم سے نہ تو پھر جاتا
اسطرح کا ہیکو ہم رنج کے مارے پھرتے

بحر خوبی جو کیا تو نے کنارا ہم سے
ہم ہین روتے ہوئے دریا کے کنارے پھرتے

ہے ایجان جہان اک نہ ترا دل پھرتا
غم تھا اہل جہان تجھ بن سارے پھرتے

پاس کب کرتے کسیکا ظفر وہ بیپیاک
شرم یہ جو آپ ہی اپنے ہون اوتارے پھرتے

تیری کوچے مین جو مدفن کو نہ جا دے ملی
خاک مین سب آرزوی عاشق مضطر ملی

تو ملا ظاہر اگر ہم سے تو پھر کیا فائدہ
جب طبیعت ہی نہ تیری اوبت کا دلی

تیرے جانب رہا وہی تری دلمین غبار
خاک ہی خاک اپنی ظالم گور کے اندر ملی

جب ملائی اک ذرا تصویر مجنون سے تو صاف
تیرے دیوانے کی صورت اوسپر بیکر ملی

تیرا جو آنسو ہو در بے بہا ہے عشق مین
دیکھ تو ہی کیا جی دولت تجکو چشم تر ملی

ہو گئی ہم فرح ای ظالم جو تیری ہاتھ سے
جو مراد اپنی تھی وہ تیرے ہی خنجر ملی

ہے جو فوج اشک مین نالہ علم دار ای ظفر
عشق کیجانب سے خدمت کیا ہی بالا تر ملی

گو کون نے لکھی وہان کی خیر تیسرے دن کی
ہمنے بھی یہان خط پہ نظر تیسرے دن کی

مطلع ثانی

لفت کی جو آنکھ اسنے ادھر تیسرے دن کی
تاثیر محبت ذرا مگر تیسرے دن کی

یارب ہو خیر اُس صفِ ہرگان مژہ دل گھر — وہ فوج غمزہ باز ہے اور یہ غریب ہے
اے شوخ تیری بات کا ہو اعتبار کیا — جو دن میں جو کہے کہ اک نیچے جیب ہے
آوے پہ آہ عشق سکھانیکے واسطے — دل سے نہیں کوئی بھی یاد ادیب ہے
تو آپ اُس سے باعثِ غفلت بعید ہے — وہ تو وگرنہ تیرے بہت ہی قریب ہے

محراب ہے جواب ردے جانان تو اے ظفر
بینی بہ خال بھی سرِ منبر خطیب ہے

یہ جب جان تک مری فریاد جگر پہونچگی — حال کی میری انھوں کچھ تو خبر پہونچگی
ایک مدت سے مری خاک کی مٹی تھی خراب — بارے اُس کوچہ میں اک بادِ سحر پہونچگی
گند جرخ کے ہو جائیں گے ٹکڑے ٹکڑے — ضربت نالہ کوئی اپنی اگر پہونچ گئی
رات کیا کیا نہ خیال رخ جانان آیا — عارضِ ماہ چپا اپنی نظر پہونچگی
مرگ عاشق ہے تو بیخبر اب تک افسوس — یہ تو ہے سارے زمانہ میں خبر پہونچگی
تیر اگر تھا کوئی طوفان ہے کہ موج یم اشک — کشتی چرخ تک اے دیدہ تر پہونچگی

فائدہ کیا ہے شکایت سے کہ اسکے ہاتھوں
ہمکو ایذا جو پہونچنی تھی ظفر پہونچگی

کاٹتی جان بت ہو شرما سے یوں ہے — کوئی ڈر تا نہیں دنیا میں خدا سے یوں ہے

مطلع ثانی

سچ سچ ای رشک حور سب کہدے — خامشی کیا ضرور سب کہدے
کھل گیا ہو جو راز پوشیدہ — کیا چھپانا ضرور سب کہدے
بے تامل ذرا نہ کر تاخیر — جو ہے جسکا قصور سب کہدے
تا گریبان مین اپنے منھ ڈالین — گر تجھے ہے شعور سب کہدے
ہونا بے جرم و بقصور اپنا — اور ہمارے قصور سب کہدے
کچھ بھی اسمین نرکھ لگی لپٹی — ہو کے تو نا صبور سب کہدے
پاس کسکا تجھے نہ کہنے مین — خوف کر دل سے دور سب کہدے
سنگدل کچھ نہ کہنے سے تیرے — شیشۂ دل ہی چور سب کہدے

ڈر خدا سے نکر ظفر سے دریغ
ای بت پُر غرور سب کہدے

چھوڑ کر یار ہمین سب ہوئے چلتے پھرتے — اپنی تنہائی پہ ہم ہاتھ ہین ملتے پھرتے
دم بخشش تری رفعونسی ٹپکتا ہی عرق — یا کہ ہین مار سیہ زہر اگلتے پھرتے
شعلہ وجسے ہوا تو مرا زیب محفل — شمع وجسے ہوا تو مرا زیب محفل
غافلو عالم پیری ہی کوئی دم بیٹھو — دیکھو لڑکون کی طرح کیون ہو اچھلتے پھرتے
اپنے کوچے مین جو پھرتی ہین تو اس نازسے وہ — پاؤن ہی ہین ل عشاق مسلتے پھرتے
تری مرضی ہو تو لون السنے ابھی مین بدلے — تیوری مجھپہ ہین جو لوگ بدلتے پھرتے

دیگر

جو باتین کہیگا عدو سو طرح کی
تو سنکر رہیگا کبھو سو طرح کی

نہ نکلا فلک ایک ارمان اپنا
رہی دل ہی مین آرزو سو طرح کی

کہے تو جو اک ترک الفت کی ناصح
ابھی ہو تری گفتگو سو طرح کی

مرے خون کو گو نہ ارا ب چھپائے
نکلتی ہے باتو نہین بو سو طرح کی

سنین ایک بوسی پہ کس کس مزے سے
تری گالیان تند خو سو طرح کی

ہر اک سی جو لڑتا پھرے ہے تو آہین
خرابی ہے ای جنگجو سو طرح کی

ظفر ایک جا ہووے چرچا تو کہوین
ہین رسوائیان کو بکو سو طرح کی

کوئی دم کی غافل یہ سب گفتگو ہے
پھر آخر سمجھ لے نہ تین ہون نہ تو ہے

ہمین اُسکے در سی ہو پھر یاس کیونکر
کہا اُسنے جب آپ لا تقنطو ا ہے

جو کھانا تو غم ہے جو پینا تو آنسو
سنا جب سے ہمنے کلوا و اشربو ا ہے

کہون تجھسے کیا یا نکی شور و شرابی
کہ اس میکدہ مین عجب ہاؤ ہو ہے

بلا سی نہین شیشۂ و ساغر مے
مری چشم تر مجکو جام و سبو ہے

بھروسہ نہین ہمکو دم کا بھی اپنے
کسے دوست سمجھے جو یہی عدو ہے

جنون نے جو انھلاص جوڑا ہے مجھسے
تو جامے مین میرے رفو پر رفو ہے

کیون تجھکو دیکھ تیر و کمان ڈھونڈھتا ہی تو
تجھسے تو کہدیا یہ ترے قربان کھول کے

خورشید حشر کا بھی ہو رخ زرد جا رہ گر
دکھلاون داغ سینہ گریبان کھول کے

آنکھو نکی اپنی تمکو قسم ہی کہ میرا حال
دیکھو تو آنکھ تم کبھی اک آن کھول کے

کھلجاے مدعی پہ نہ کیھ مدعا مرا
غیر و نمین خط بڑھو نہ مریجان کھول کے

امید و بید مصوف لوح مین ہمین ظفر
ہر روز فال دیکھیے قرآن کھول کے

دوستا ہی یا عدو تو ہی تو ہے
خواہ کچھ ہے جنگجو تو ہی تو ہے

ذرۂ خورشید مین دکھلا رہا
جلوۂ روی نکو تو ہی تو ہے

ایدل ان ہرجائیون کیواسطے
کرتا رسوا کو بکو تو ہی تو ہے

کون ہے تیرے سوا دیکھین جسے
جلوہ گریان چار سو تو ہی تو ہے

شدت گریہ سے کھوتی چشم تر
صاف میری آبرو تو ہی تو ہے

گر نہ تو ہوتی تعجب آرام تھا
رکھتی ہیجین آرزو تو ہی تو ہے

بزم اعدا مین جلاتا شمع وار
یون ظفر کو شعلہ خو تو ہی تو ہے

دل سے جسطرح تری فوج مژہ لڑتی ہے
کب جہانگیری اسطرح سپہ لڑتی ہے

کیا ابر آہ ہجوم غم واندوہ سے دل
ایک بیچارے پہ اتنی سپہ لڑتی ہے

نہ کسی کی نظر لگے سر شام
نہ رہا کیجے سر کھلے بیٹھے

پھرتے ہین جو ہوا ی دنیا مین
وہ نہ بیٹھے نہ چلبلے بیٹھے

بول سکتا ہے کون اب اُن سے
وہ تو غصہ مین ہین تلے بیٹھے

کوچۂ یار مین جو ٹھٹھے ہین
ہم وہ سنتے ہین غلغلے بیٹھے

بحر ہستی مین ہم ہین یون جیسے
اُٹھے پانی پہ بلبلے بیٹھے

ترے سوز و گداز عشق سے ہم
سنگدل کیا ہی ہین گھلے بیٹھے

اُس گلی مین ہزار رہا ہم سے
ہین ظفر خاک مین رُلے بیٹھے

وہ

ہاے غفلت عمر تو سب یا ہنسا سو نہین کٹی
اب کہین کس مُنھ سے ہم نعمت ثنا سو نہین کٹی

اُسکے کوچہ مین کہین کو نہین قاصد کی کٹین
جو گھڑی ہکو کٹی یا سو ہزا سو نہین کٹی

مانتا دل ہی نہین ہن تیرا اپنا اور ہمین
کون سی شب ہے نہین جو دم دلا سو نہین کٹی

ساقی سیمیں کا ترے آیا جو شب مذکور کچھ
شمع پھر کیا کیا نہ بزم دل ادا سو نہین کٹی

ہم نہین وہ اے صنم تیرے جو ہین ناحق شناس
ہے خدا کا شکر اپنی حق شناسو نہین کٹی

مجمع خوبرویان مین ہمت جاتا تھا روز
اگر دن دل ایک دن خوبی کے پیاسو نہین کٹی

اہل دنیا ای ظفر مست محو پندار ہین
کیا کٹی اوقات گران بدجو ہوس مین کٹی

پھر اُڑا لاکھ بک بک کر سر اپنا ناصح ناداں
ذرا سمجھے کوئی کافر دل غمناک پھرتا ہے

چڑھی ہے دختر رز دیکھیے کب داؤ پر ساقی
کہ مدت سے ہرا اک میکش لکھا ئی تاک پھرتا ہے

پھرا تا ہے اگر کو چے سے تیرے جیتے جی کوئی
خدا کا گھر ہے وہ تو اے بت بیباک پھرتا ہے

خدا جانے قضا آئیگی کس کس خون کر قبہ کی
لیے جو ہاتھ مین شمشیر وہ سفاک پھرتا ہے

ہوئے ہین سبز کوہ و دشت یکسر جو ترا عاشق
برنگ برگ زرد و بادہ غمناک پھرتا ہے

ظفر تو ہے سمجھتا راندۂ درگاہ حق اسکو
ترے در سے جو کوئی اے شہ لولاک پھرتا ہے

تجکو بھی کچھ خبر ہے مرے تین روز کی
یان کیونکہ ہمنشیں بسر تین روز کی

گر تین سال مین بھی ادا ہو تو جلد ہو
کیسے حقیقت اپنی اگر تین روز کی

گر تین پل کی بھی ہو مسافت تو صعف سے
آتی ہے مجکو راہ نظر تین روز کی

یکسان چمک دمک ہے سدا روی یار کی
تیری فقط چمک ہے قمر تین روز کی

کیا ہوتا چار دن کی جو ہوتی حیات اور
یہ کچھ ہے زندگی یہ بشر تین روز کی

کچھ بھی ہوا دوا سے تری فائدہ طبیب
کہنے سے تیرے ہے اگر تین روز کی

پہونچا تین جسطرح سے اُس مہ جبین کو خط
مہلت ہے قاصدون کو ظفر تین روز کی

جو اک تری مریض جدائی کے ساتھ ہے
یہ غم صنم نہ ساری خدائی کے ساتھ ہے

جو سنگ صفت ہین صفاتون کو اے ظفر
دنیا مین ہر طرح سے ہین ہر بار کاٹے

کون تھا گھر مین ترے کیون بے خبر کھلی
صبح تک شام سے جو در کی نہ زنجیر کھلی

قتل کا کس کی ہوا آج ارادہ قاتل
تو جو پھرتا ہی لیے ہاتھ مین شمشیر کھلی

پڑ گئی دلمین جو انکی مری جانب سے گرہ
نہ برنگ گرہ غنچہ تصویر کھلی

دل ہوا اور بھی پابند سلاسل اپنا
پنجہ رشانہ سے جب زلف گرہگیر کھلی

بند اغیار پھر اک بات مین ہو جائینگے
گر کبھی اپنی زبان بھی دم تقریر کھلی

ہمنے تحریر کیا تھا جو اُسے راز نہان
وای قسمت کہ وہان سب پہ بہ تحریر کھلی

یار و اغیار وہان بند ہوے جاتے ہین
اے ظفر کچھ تو مری آہ کی تاثیر کھلی

ہون بھلا مین یار کچھ ہو لا اپنے لیے
پر لے کوئی جو کچھ پھر اسکو کیا اپنے لیے

ہی خدا شاہد کہ ہمنے ان بتونکی عشق مین
کچھ نہین رکھا ہی باقی جز فنا اپنے لیے

دوستو پوچھو نہ کچھ رنج نہان کیا ہوے
ہو کر اس پردہ نشین پر مبتلا اپنے لیے

غیر کو دل کیونکہ دین اسمین نظر آتا ہی یار
ہمنے یہ آئینہ رکھا ہے صفا اپنے لیے

وہ صنم ہو اور ہم ہون عافیت کی جای ہے
ہم ہو مانگو خدا سے یہ دعا اپنے لیے

جانیکے ہمتم اگر خالی پڑی رہجائینگے
پھر بناؤ کیون مکان وہ جا بجا اپنے لیے

نہین کو دیکھو تجکو ہی سو دل کو ہے تسکین
تری تصویر تو سل دنہار آنکھو نکے نیچے ہی

نظارہ رخ آہ ہو تو تجھے بہار حسن کو کیا کیا
وہی رستا سمان ہے اک گلعذار آنکھو نکے نیچے ہے

نکلی ہے مرے دل سے کرلک کر نالہ سوزان
تو جاتی کو ندھ اک بجلی سی آنکھو نکے نیچے ہے

لگا تا تیر مژگان کیون نہین تو دلمیں صید لگن
کہ تیری آگیا یہ تو شکار آنکھو نکے نیچے ہے

ظفر اس غیرت گلزار کو جب دیکھتا ہو نہین
تو پھر جاتی مری کیا کیا بہار آنکھون کے نیچے ہے

کیا اسے کوئی اس دل مضطر کو پھیر دے
مقدور ہی کسے جو مقدر کو پھیر دے

آئے بھی وہ ادھر تو یہ برگشتگی بخت
اُلٹا ہی راہ مین سے اُسے گھر کو پھیر دے

بید یدہ پھیرتا ہے جو ہمسے نگاہ تو
لاکر گلے پہ اس سے تو خنجر کو پھیر دے

تسبیح زمین بھی دلکی طپش میری کیا عجب
پھر کی کیطرح گور کے پتھر کو پھیر دے

مسجد مین وہ کرشمہ دکھا دی تو واعظا
کعبہ کی سمت سے تری منبر کو پھیر دے

اتنی بھی شرح شوق بڑھا کر نہ لکھ دلا
ایسا نہو کہ وہ تری دفتر کو پھیر دے

میدان مین سخن کے **ظفر** رستم زمان
کسطرح وہ نہ روے سخنور کو پھیر دے

طاقت نہین پھیرنیکی عادت لیے پھرتی
یا نحض تجھی سے مری ہمت لیے پھرتی

اک پردہ نشین خواہش دیدار مین تیری
ہے کوچہ بکوچہ مجھے حسرت لیے پھرتی

بتو پر جان ہی جاتی خدا مارے کہ چھوڑے
انھین کی طرز ہی بھاتی خدا مارے کہ چھوڑے

دل و جان دین و ایمان دین صنم تو اچھا
یہی ہے دلمین جچ آتی خدا مارے کہ چھوڑے

بجز ترم تبان دشمن دین و دل و جان
کوئی صحبت نہین بھاتی خدا مارے کہ چھوڑے

سوا اسکی کو دین ہم مانے ہین اُس صنم کو
نہین کچھ اور بن آتی خدا مارے کہ چھوڑے

لگاوٹ دختر رز سے کرینگے زاہد اب پھر
کہ کیفیت ہی دکھلاتی خدا مارے کہ چھوڑے

چلین کیونکر نہ ہم کعبہ سے اُٹھکر بتکدہ کو
یہ الفت ہی ادھر لاتی خدا مارے کہ چھوڑے

ظفر کوے بتان مین پھر ہمین جانا پڑا اب
طبیعت پھر ہے گھبراتی خدا مارے کہ چھوڑے

ارادہ اور ہی کچھ دلمین لاتا ہے زبان کچھ ہی
کرین کیا اعتبار اسکا عیان کچھ ہے نہان کچھ ہی

لکھا تو اسی کچھ خط مین کہا قاصد سے کچھ میرے
تماشہ ہی کہ وہ اگر ہان کہے تا بیان کچھ ہے

نکیون سُن سان گھر لایا ہوے اپنی نظر نمین
نہو جبتک مکین مین بھلا زیب مکان کچھ ہے

سمجھتے ہین دماغ اپنا تو ہم چرخ چہارم پر
سنا جب سے کہ وہ دلدار ہمسر مہربان کچھ ہی

خدا جانے کرینگا خون کس کس خونچکان کا
دکھاتا رنگ اب پیارے ترا رنگ و بان کچھ ہی

تری رخسار رنگین کو جو دن تشبیہ مین گل سے
حقیقت گل کی تیرے سامنے غنچہ دہان کچھ ہی

یہان رنج و غم فرقت وہان فکر قیامت ہے
ظفر آرام کی صورت نہ یان کچھ ہی نہ وان کچھ ہی

دیگر

خیال ایسا کسکی اندونمکو نظر کچھ ہی | جدھر دیکھین سوا اسکے نہین آتا نظر کچھ ہے

مطلع ثانی

خراش ناخن وست جنون کا پھر اثر کچھ ہے | کہ پھر تازہ ہوا زخم دل زخم جگر کچھ ہے
فزون تو ہو یہان غیبت وہان اُنکو برہ نفرت | تری تاثیر اے الفت ادھر کچھ ہی اُدھر کچھ ہے
خط اُس غنچ خط کو تو ہو نچانہ پوچھ اسمین لکھا کیا ہے | تجھے کیا پوچھنے سے کام لکھا نامہ بر کچھ ہے
نہین اک رنگ پر نقشہ تری بیمار ہجران کا | گھڑی کچھ دو گھڑی کچھ ہی کچھ دو پہر کچھ ہے
سر مژگان جو بخت خل نظر آئو تو مین سمجھا | مرے مخل تمنا مین لگا بار ثمر کچھ ہے
جو کرنا ہی مجھے منظور کرلے آج تو غافل | کہ کل کیا جانے کیا ہوگا تجھے کل کی خبر کچھ ہے
ہمارے اور اُسکے کیون نہ بیر ہر بات پر بگڑے | اُسے منظور کچھ ہی اور ہمین نظر کچھ ہے

جو حال رد اُسکے دیکھتا ہو نہین تو کہتا ہے
مقرر دال مین باب کالا کالا اے ظفر کچھ ہے

نصیبا جب مرا اچھا تھا اور تقدیر اچھی تھی | مری ہر بات اچھی تھی ہر اک تدبیر اچھی تھی
مقابل جب رخ روشن کے تیرے اُنکو دیکھا | نہ ہرگز روشنی ماہ پر تنویر اچھی تھی
جو دیکھی تیغ ابرو کو تری منھ سے نہ پھر کھودے | کہ مسجد مین پریکی ہنستی کیا شمشیر اچھی تھی
یہی سمجھی ہوی جاتی ہین منعم حسرت و غم مین | یہ کیا اچھا مکان تھا اور یہ کیا تعمیر اچھی تھی

دیتا ہی جام بادہ تو کس کس مزے سے ہین ۔۔۔ ساقی کے ہاتھ رند قدح خوار چومتے
کرتے ہین وہ بتون مین قدم رنجہ گر کبھی ۔۔۔ جھک جھک کے پاؤن مین گل گلزار چومتے
کیا کیا نہ تیری حسرت بوس مین ہم آہ ۔۔۔ نقش قدم کو ہین ترے ہر بار چومتے

زاہد ہین چومتے حجر الاسود ای ظفر
اور ہم ہین خال عارض دلدار چومتے

نظر ہین ہین تو کر رخسار او تعبیر تھے ۔۔۔ فلک پر جسطرح میزان مین شمس و قمر تھے
تری نازو ادا کا پھر کوئی انداز کیا جانے ۔۔۔ جو میزان خرد تو بھی نہوا ہے عشوہ گر تلتے
وہ جب تل بھی ہین تو قصد آئینہ ہو نیکو ۔۔۔ دل عشاق مین انکی برابر جون گہر تلتے
تری جنبش اگر بازار جنت مین گر دیتے ۔۔۔ تو ہیرا کا مونہین کا ٹھی قدر سے کس قدر تلتے
یقین ہے ہم سے میزان بھی جھکتا بوجھ کا مارے ۔۔۔ گر یا گنہ بازار محشر مین اگر تلتے
ذرا دندان تو خوبان عالم ہے نظر تھے ۔۔۔ یہ ہین تلتے ہین جسطرح کاٹھی مین گہر تلتے

مرے انبار عصیان گر کوئی تولے تو کیا تولے
کہین کوہ گران بھی ہین کسی سے ای ظفر تلتے

دل جو تیرا ہے مبتلے پیری ہی کچھ اور ہے ۔۔۔ رکھتا نالہ بھی مرا تاثیر ہی کچھ اور ہے
گلہ ہو تیغ قضا کیونکر نہ اسکے سامنے ۔۔۔ تیری قاتل تیزی شمشیر ہی کچھ اور ہے
دل تو کہتا ہی کہ تو مجھ وصل کی تدبیر کر ۔۔۔ اور مجھسے کہہ رہی تقدیر ہی کچھ اور ہے

عشق نے ایسی آگ لگائی دل مین پھر وہ بجھہ نہ سکی
بھر بھر کر مشکیزہ ہزارون ہمنے میرے پانی کے
تجھہ بن اُتری بوند کلے سے میرے اُلجھکر رگ رگ مین
حلق سے لیکر سینہ تک ہے سوا اُلجھیڑے پانی کے
زلف عرق آلودہ کو چھیڑا دل نے یون بے بیم و ہراس
ہوکے مدار جسطرح سے کوئی سانپ کو چھیڑے پانی کے
تہ پانی ہے سخن کی مشکل یون تو زور طبیعت ہے
ہمنے ظفر اس بحر مین مضمون خوب ہی چھیڑے پانی کے

وہ بُتِ مہ جمال اور ہی ہے
اسمین دیکھا کمال اور ہی ہے
تیرے بیمار ہجر کا ظالم
آج کہتے ہین حال اور ہی ہے
تیرا ابرو کہان ہلال کہان
مہ جبین یہ ہلال اور ہی ہے
مانگتا ہو جو بوسہ در پردہ
اُسمین میرا سوال اور ہے
کیون نہو در د سر ہمین واعظ
کر تری قیل و قال اور ہی ہے
کیا سبب رنج تجھے ہر دم
اے دل پر ملال اور ہی ہے
جاتا ہی تو جو خواب دشمن مین
جی مین آتا خیال اور ہی ہے
دیکھکر تیری زلف مہر لقا
دل پہ آیا وبال اور ہی ہے

بظاہر ہمسے ملتا فتنہ گر کچھ ہے تو یون ہی ہے
کہ جسکے دل مین شر ہو وہ بشر کچھ ہے تو یون ہی ہے

ابھی ہوتی صفائی ہے وہ جو آئینہ رو آئے
مرے دل مین کدورت بھی اگر کچھ ہے تو یون ہی ہے

خدا جانے کہ یکرین یا نہ یکرین رات بھی ہم تو
شب فرقت مین امید سحر ہے کچھ ہے تو یون ہی ہے

عبث خوش غیر ہوتے ہین مری آنکی لڑائی کیا
اگر آزردگی بایکدگر کچھ ہے تو یون ہی ہے

زبانی جسطرح ہمنے کہا تجھ سے کہ یون کہنا
حقیقت خط مین بھی اک نامہ بر کچھ ہے تو یون ہی ہے

یقین ہوتا اگر انکو تو اب تک کیا نہ وہ آتے
ہمارے حال کی انکو خبر کچھ ہے تو یون ہی ہے

لڑائین غیر سے آنکھین نہ کیونکر سامنے میرے
کہ اُس بیدید کو مد نظر کچھ ہے تو یون ہی ہے

ملائین آسمان کو ہون جو دل مین کارگر اُسکے
مرے نالون مین اک ہمدم اثر کچھ ہے تو یون ہی ہے

دیگر

نہیں جو دسترس اپنی بتِ پردہ نشین تک ۔۔۔ تو اک دریدہ تصدق سے ہی جانِ حزیں تک ہے

مطلع ثانی

پہونچ کیا فائدہ نالونکی گر چرخ بریں تک ہے ۔۔۔ رسائی جب انھیں ایدل نہ گوشِ مہ جبیں تک ہے
دلِ بیتاب کرتا ہی جو نالہ تو ہلا دیتا ۔۔۔ زمین سے آسمان تک آسمان سے یہ زمین تک ہے
تری یہ بیرخی اے صنم بھر کون اٹھائیگا ۔۔۔ خدا شاہد ہی تیری ناز برداری ہمین تک ہے
پڑا رہیگا اب کچھ نہین جسوقت دم نکلا ۔۔۔ بکھیڑا ہی جو تیرے ساتھ اے قاتل ہمین تک ہے
نہ رفتہ رفتہ طفلِ اشک دامنگیر ہوا پیا ۔۔۔ نکلتے ہی جو پہونچا چشم سے آستین تک ہے

کیا لطف سخن تو ذوق ہی کے ہاتھ دنیا سے
جو تھوڑا سا رہا ہی اے ظفر کچھ تو ہمین تک ہے

دیگر

وفورِ گریہ سے خط روز بقیاس مٹے ۔۔۔ مٹے نہ قاصد و دس پانچ مرتبے پچاس مٹے
لکھا جو مژدۂ وصلِ سنے خط مین ہی ہمکو ۔۔۔ تمام حرف رقم مین ہین یاس یاس مٹے
عجب مزے سے بسر زندگی پھر اپنی ہو ۔۔۔ ورق سی دل کے جو نقشِ امید و یاس مٹے
ابھی ہی جلد کہین قتل کر چکے وہ صنم ۔۔۔ بلا سے دل کا مرے یہ کہین ہراس مٹے

شمشیر یار تا بگلو آکے پھر گئی
کیون بن پیے تو میرا لہو آکے پھر گئی

سیر گشتگی بخت ہو یہ بھی کہ ہجر مین
اے موت لاکھ بار جو تو آکے پھر گئی

قاتل نہ آگے بولہوسونکا بڑھا قدم
اک خلق تیری تاسر کو آکے پھر گئی

دیکھا جو ماہ نو کو ابرو کی تیری شکل
آنکھون مین اپنے عربدہ جو آکے پھر گئی

جان لب پہ لاکھ بار ہیان انتظار مین
ای دست غفلت آیا نہ تو آکے پھر گئی

عاضی کرو بروتیری ماہ دوہفتہ پر
اپنی طبیعت آئینہ رو آکے پھر گئی

تدبیر گھر مین بار کے جانے کی ای ظفر
آئی بھی گر سمجھ مین کبھو آکے پھر گئی

صیاد نے کل جو باعث جلن کے کترے
فصل بہار مین پر مرغ چمن کے کترے

وحشی چشم ترا کب جست مین عجب کیا
کان آہوان دشت چین ختن کے کترے

جب لے چلا دختر رز کچھ تیز ہے کہ یارو
مست مے کی ریش شیخ پر کمر فن کے کترے

مارا نفس نے اسد جا سے مو بریدہ
ای کیمیر جوڈھونڈے تو تو رن کے کترے

مقراض آہ و نالہ اپنی عجب نہین کیا
موے خط و صرصر چرخ کہن کے کترے

تحریر کیا ہے مضمون بیجا ہوے تھے ایسے
خط نو خطو جو تم نے اس خستہ تن کے کترے

دست جنون عجب کیا لاشہ پہ بھی جو میرے
ای ہمہ موکوئی گل مین نے کفن کے کترے

صیاد خاک ہو پھر اسکو ہوای پرواز
پہرہی گئے اسیر دام محن کے کترے

ہمیشہ دور ہی کیونکر نہ پھر زمین سے ہے
فراق دوست ہو گردون وصال دشمن ہے

اُسیکو دوست سمجھتے ہین وہ جو کچھ نہ کہے
کرے جو اُسنے جواب و سوال دشمن ہے

جو تو ہے مرد تو ہرگز لپٹ نہ دنیا سے
اگرچہ دوست نما ہے یہ زال دشمن ہے

گئے ہین حضرت دل کو زلف مین تنہا
الٰہی خیر ہو وان بال بال دشمن ہے

ہزار رنج و مصیبت ہین جان سے سو سب
کوئی بغل کا دل پر ملال دشمن ہے

لگاؤ خنجر رز کو نہ منہ سمجھکر دوست
کہ عقل ہی کی ظفر یہ چھنال دشمن ہے

گرچہ عدو ہین ٹیڑھے چلتے تیرے رستے سو بہتیرے
پر ہین وہ کیا چیز کہ سیدھے ہوگئے ایسے بہتیرے

کردے یکدل ہمسے انکو ہمدم ایسا ایک نہین
اور ہین دو ہی کے ڈالنے والے ایسے ویسے بہتیرے

ہڈی ہڈی مین جو اپنے درد ہے ایسا درد اسکو کہان
تمسے سنے دمساز ہونگے نالے نے سے بہتیرے

دشمن دین و ایمان پایا ایک نہ تجھسا اے کافر
دیکھے اس بتخانہ مین بت ایسے ویسے بہتیرے

کشتی گردون غرق ہو ہمدم آہین گر ہمارے ہو
طوفان دیدہ تر مین پھر ہین تھوڑی سی بہتیرے

عشق بُتِ فرنگ مین سینے پہ آبلے
ساغر پہ سرنگون دھرے اوپر ہین میز کے

شبنم نے گل کے کان مین سیماب بھر دیا
کیا خاک پھر مزہ اُڑین بلبل کی زیر کے

ہر دم تری نگاہ ہے سینہ سپر ہے دل
کھاتا ہے زخم سیکڑون اس مینھ تیز کے

دریاے اشک مین ہے فلک بلبلہ سا ایک
قابل ہین اپنے دیدۂ سیلاب ریز کے

بستہ ہین رہتے در پہ ترے شکل نقش ہاے
دو چار تیرے خاک نشین خاک بیز کے

کوچے مین اُسکے کثرت عشاق سے ظفر
آثار روز دیکھتے ہین رستخیز کے

مارا دل اپنا سینہ کو ہر بارہ کوٹ کے
قائل ہین اپنے ہجر مین ہم مار کوٹ کے

دیگا نہ بوسہ دُرد دندان جو تو ہمین
میرا ہی یار کھائیگا ناچار کوٹ کے

آنکھین ہین کیا ہی اُس بُت کافر کی دیکھنا
گویا کہ بھر دیے در شہوار کوٹ کے

فریاد شب سنی دل نالان کی جب کسا
ہاتھو کو رہگیا جرس اے یار کوٹ کے

برق جہان بھی سامنے تھرا گئی ترے
شوخی بھری ہے تجھمین ستمگار کوٹ کے

کہتے تھے مست دیکھ فلک کو کسی نے خوب
اس سقف کو بنایا ہے ہموار کوٹ کے

جوڑنے اُسکے خوب ہی ملکون سے رات کو
دل کو بنایا ٹھیک ظفر مار کوٹ کے

تمہین رونا مرا کچھ گر یعقوب سے کم ہے
نہ میرا صبر صبر حضرت ایوب سے کم ہے

بتاتی ہین جسے خورشید تابان اوج گردن پر
وہ آہ آتشین کے شعلہ افشانی کا تمغا ہے

ترے ابرو پہ دیکھا جسنے خط چین ابرو کو
کہا اُسنے یہ اس تیغ صفاہانی کا تمغا ہے

بٹاؤن دل سے اپنے کسطرح داغ سوزان کو
یہ سوز غم مین میری سوختہ جانی کا تمغا ہے

نکلتا ہے کوئی مانند قمری طوق گردن سے
کہ یہ اک سرو قد الفت کے زندانی کا تمغا ہے

لگاؤن اے ظفر کیونکر نہ لب پر مہر خاموشی
کہ مین حیران ہون اور میری حیرانی کا تمغا ہے

شکوہ تو تمھارا جو کچھ کردن تو بیجا ہے
تمنے جو کی برائی گر مین کہون تو بیجا ہے

الفت مین اے پریرو تیری ہون مجنوانہ
ہشیار رہون غافل یہ دیوانہ ہون تو بیجا ہے

میرا تو جیب کیا ہے دامان دشت کی بھی
گر دھجیان اڑائے دست جنون تو بیجا ہے

فرقت مین رات ہمدم ہر نالہ کو ہم اپنے
باد سحر کا گر کہون ستون تو بیجا ہے

آنکھون مین ہے تصور رنگ حنا کا تیری
بہتے اگر نگارین ہین اشک خون تو بیجا ہے

آگے بھوؤنکے ترے اے آفتاب طلعت
گر ماہ نو کو کہون ہم سر نگون تو بیجا ہے

اس مہ جبین سے ہمنے کی دوستی ظفر کیون
دشمن ہے گر ہمارا گر دون دون تو بیجا ہے

مست اے ساقی کبھی رعد کے للکارے سے ہشیار ہوئے
مردم عرصۂ بزم مے نقارے سے ہشیار ہوئے

نگہ یار سے میرے دل وحشی پہ چھری
کیا سرگرانِ نخچیر ہے چلتی پھرتی

وحشت رنگ کیا ہے سرِ بزم تو نے نقد نمود
لیکے اے مست قدح گیر ہے چلتی پھرتی

کون قاصد کہ سوا ان مرالیجا دی خط
کہ نہیں آپ سے تحریر ہے چلتی پھرتی

ظفر اس بحرِ فنا میں کوئی دم کشتیِ عمر
اور زیرِ فلک سیر ہے چلتی پھرتی

دیکھنا خالِ ذقن کو رخِ جاناں کے تلے
کوکبِ سوختہ ہے تہ درخشاں کے تلے

مطلع ثانی

کاجل نکلو نگا نہیں یار کی مژگاں کے تلے
پھول سرسوں کا کھلا نرگسِ ریحاں کے تلے

مطلع ثالث

کب سے ہے دیدۂ غماز طبیبِ جاناں کے تلے
نیش سے چھیر تا ہے مارِ سیہ کو کس رم
گنجِ زنبالِ کی نہیں زلفِ پریشاں کے تلے
خطِ نہ ٹوٹکے نہیں داغِ دلِ سوزاں کے تلے
ڈھونڈھے گل نہ ابھی رخِ گلستاں کے تلے
دیکھ یہ رحل ہے زیبا ہی قرآں کے تلے
بیٹھے وہ ہاتھ کو رکھکر خوش خندان کے تلے

ظفر اس بحر فنا میں کوئی دم کشتیِ عمر
اور زیر فلک سیر ہے چلتی پھرتی

کیا آگے تیرے بولین ظفر شاعران مدھر
انکے لگی سخن کے اضافی پہ مہر ہے

گر کوئی معرکۂ عشق مین بازو تولے — عقل کے ہاتھ مین وہ بیلۂ ترازو تولے
نیمجانو نکو ہر یون دیکھتا اپنے قاتل — جیسے فصاد کوئی نظر وئین لہو تولے
جیون ہو خاک کہ پیچھے ترے دیوانے کے — پھرتے ہین ناز و ادا خنجر و چاقو تولے
لون رخ یار کا بوسہ مری طاقت سے کہان — ہان ولا تیر اگر لگتا ہر قابو تولے
بھاگ جانیکا ارادہ ہر مقرر اُن کا — بیٹھے بیٹھے جو انھون نے یہ لہو تولے
ہولی گر کھیلی ہے ڈارنگ رخ عاشق زار — کیون عبث غیرت گل تو نے ٹیسو تولے

راتدن ذکر الٰہی مین ظفر رہتے ہو تم
بے وضو نام تمہارا کوئی بد خو تولے

اپنے اب کوٹھے سے وہ غیرون کی سر حد پر چڑھے — ہم بھی دکھلا دینگے گر اپنی کبھی نوبر چڑھے
چشم دریا بار سے کیا زور پر ہے سیل سرشک — دیکھو یہ نالے مین کیا پانی کی آمد پر چڑھے
دیکھون کیا سرو چمن کو مین کہ ہو جوبن درخت — دیدۂ دل تو ابھی انچا اور ہی قد پر چڑھے
کھوٹے یا سفلون نے جو کچھ تھا بزرگون کا کمال — مٹتے ہین ارواح بنکر تربت جد پر چڑھے
دیکھ لین لاکھون زنا فی خشہ جمعہ مست — دھنیا پھر ہستی مین اپنا کیون نہ کد پر چڑھے
واہ ری افسردگی دل کی کہ بعد مرگ بھی — گر چڑھے تو غنچۂ پژمردہ مرقد پر چڑھے

مہر صفت دن گردش کے ہین اپنے مقرر آئے ہوے
جیسے بگولہ پھرتے ہین خون دشت مین ہم بولائے ہوے
کہتے ہین وہ موت بلاسے کل کی آتی آج ہی آئے
جینے سے بیزار ہمارے اتنے ہین تنگ آئے ہوے
دیکھا جسکو خرم و خندان ہمنے گلشن ہستی مین
گل کیطرح پھر دو دن مین وہ آئے نظر مرجھائے ہوے
آپ سے کب افلاک ہین رہتے آٹھ پہر یون چکر مین
غمزہ چشم کافر سے ہین اسکے یہ چکرائے ہوے
دیکھتے ہی وہ میری صورت آگ جو بھبھر ہوتے ہین
کیا جانے ہین کسکے میری جانب بھڑکائے ہوے
سینہ کرین گر چاک تو نکلین لاکھون پیکان تیرون کے
اتنے ہنے تیر ستم ہین تیرے ستمگر کھائے ہوے
دل کو تمہارے آج قلق ہم حد سے زیادہ دیکھتے ہین
بیچ تو کہو تم پھرتے کیون ہو اتنے ظفر گھبرائے ہوے

لوگ تو ہین اسے صنم کہتے
ہوز یادہ کہین نہ وہ بہ جسم

بجا اور کچھ ہین ہم کہتے
اس سے ہم حال دل ہین کم کہتے

ہم آگے ہی زخمی ہین نگاہونکے تمھاری
کیون کرکے میان تیغ علم ہاتھ مین لاوے

کس روز ترے کوچہ مین پہونچا ترا مجنون
جو لڑکے نہ سنگ اپنے صنم ہاتھ مین لائے

لاکھون ہی ظفر بحر محبت مین ہوئے غرق
پر گوہر مقصود وہ کم ہاتھ مین لائے

بوسہ لیا جو منھ سے بھڑ اُسنے چاق سے
اٹھے جب حیا سے بول اُٹھو وہ ٹیاق سے

مطلع ثانی

صحبت منافقانہ ہو ہر جا نفاق سے
کچھ اتفاق ہو تو کہین اتفاق سے

دیکھا نہ تجکو ہم یون ہین محروم ہی چلے
آئے تھے تیری دید کو کس اشتیاق سے

بچتا ہو کب ڈسا ہوا اُس مار زلف کا
تریاق بھی اگر کوئی لائے عراق سے

اب کیا اٹھائین خاک کہ سب چور ہو گیا
شیشہ گرا جو دل کا اُس ابرو کے طاق سے

رکھ نبض پر نہ ہاتھ کہ مان ای طبیب
تو ہاتھ اُٹھا علاج مریض فراق سے

زہرہ ہی کیا خجل ہے درخشی سے ترے
شرمندہ مشتری بھی ہے دُر بلاق سے

بل بے جگر کی آگ کہ سب ہو گیا سیاہ
سودائیون کا تیز ہو احتراق سے

تیرا مذاق شعر ظفر جانتا ہے کون
اُستاد ذوق تھا ترے واقف مذاق سے

آئینہ مین ہین جو وہ ابرو نما کر دیکھتے
کیون نہین میرے دل حیران مین کر دیکھتے

ضعف پیری کا برا ہو کھو دیا سب کا رہے
اب ہی طاقت کہاں طاقت کے وہ دن مل گئے

کنج تنہائی مین ہم مین اور شب در و فراق
کثرت یاران صحبت کے وہ دن مل گئے

تو خون دل ہی ہم پیتے ہین حسرت مین مدام
بادہ عیش و مے عشرت کے وہ دن مل گئے

آج کل الفت کہان بغض و عداوت کے سوا
نام ہی الفت کا ہے الفت کے وہ دن مل گئے

تو بیزاری ہے ساقی دختر رز سے ہمین
اس سے رغبت کیا کرین رغبت کے وہ دن مل گئے

عہد پیری مین کہان جوش جوانی کی امنگ
اے ظفر افسوس کیفیت کے وہ دن مل گئے

فقط کیا ایک دل ہے تم کو ہم مانگو تو دے دین گے
عزیز اپنی نہین جان بھی صنم مانگو تو دیدینگے

جو دل مانگو تو دل دینگے جو مانگو جان تو جان دینگے
علاوہ اور بھی کچھ بیش و کم مانگو تو دیدینگے

خطا کی یہ جو خط لکھا تمھین اے نو خطو ہم نے
مچلکا لکھکر اسپر یک قلم مانگو تو دیدینگے

جو مانگو حضرت دل بوسہ لب سبزہ رنگون سے
نہ دینگے پر عوض اسکے جو ستم مانگو تو دیدین گے

نہ کھودو لاسو نہین ہمین اک بوسہ دیڈالو
اگر تم اسکے بدلے میرے دم مانگو تو دیدینگے

برنگ گل تری الفت مین غیرت گلشن
سرشک محو نمین ہمین کیا ہی سرخرو کرتے

عجب نہین ہی اگر رفتہ رفتہ گم ہوتے
جو کوی یار مین ہم دل کی جستجو کرتے

ظفر یہ جانتی گر ہم کہ چرخ گردون ہے دنی
تو اس سے کاہیکو پھر کوئی آرزو کرتے

نہ تو زد و ستی اغیار سے ای نازنین چھوڑی
اگر جیتے تو اسپر بھی تری الفت نہین چھوڑی

طفل اشک ای تبر ہر مراد من ہی پکڑیگا
اگر ای دیدۂ تر آستین چھوڑی

برنگ نقش پا آخر وہین ہم مرمٹے لیکن
نہ کوچہ کی تری ہرگز صنم ہمنے زمین چھوڑی

اسیر غم نا یکہ رہون کہ تو نے شبکو چھپکر
نہ عادت گھر مین جانیکی عدو کے مہ جبین چھوڑی

اگر فتاری سے کہ اُس بیوفا کی ہر کوئی چھوٹا
مگر دنیا ی دون جسنے ہے چرخ برین چھوڑی

اسی نے تو لیین لیکن غم فرقت سے ہم چھوٹے
ارے دل اگر تو نے تو کیون جان حزین چھوڑی

نہ کچھ ہی ساتھ اپنے لیگئے سنعم بجز حسرت
ظفر یہ دولت و حشمت یہین کی سب یہین چھوڑی

وہ حال مرا دیکھ ظفر کیون نہین لیتے
ہون انپہ فدا میری خبر کیون نہین لیتے

کیا آپکو نقصان ہی کہ بوسہ کے عوض ہم
دیتے ہین دل و جان و جگر کیون نہین لیتے

سر دیتے مین جب عذر نہین ہمکو کسیطرح
شمشیر سے پھر کاٹ وہ سر کیون نہین لیتے

بدنام محبت مین ہوا جنکی عزیزو
وہ نام مرا بار دگر کیون نہین لیتے

ہماری منعم اے قاتل اگر منھ مین زبان رکھتی
مقرر یہ تجھی شاباش کہتے مرحبا کہتے

بلا سے گر عدو ہمکو بُرا کہتے ہین کہنے دو
ظفر منھ سے نہین اپنے کسیکو ہم بُرا کہتے

شب کو ہمارے پاس سے تم جو صنم چلے گئے
ہم بھی تمھارے جاتے ہی سوے عدم چلے گئے

مرکے بھی تیرا مبتلا چھوٹے نہ اس عذاب سے
ساتھ ہی لیکے گور مین رنج والم چلے گئے

بزم مین تیری مہ لقا آئے بھی گر تو کیا ہوا
تم کیطرح چشم نم صبح کو ہم چلے گئے

آئے بھی وہ جو میرے گھر ٹھہرے نہ ایک لحظہ بھر
نکلی نہ دل کی آرزو ہاے ستم چلے گئے

گرچہ برنگ گل ہنسے باغ جہان مین ایک دم
شبنم گل کیطرح پھر روتے ہی ہم چلے گئے

کچھ بھی نہ ساتھ لیگئے قیصر وجم جہان سے
چھوڑ کے یان کا سب یہین جاہ وحشم چلے گئے

تھے جو رفیق وہ سبھی ڈھونڈھین ظفر انھین کہان
یکے ہین ہزار ہا حسرت وغم چلے گئے

دیگر

یون ہی طبیعت اپنی ہوس پر لگی ہوئی
ٹکڑی کی جیسے تاک مگس پر لگی ہوئی

خال سیاہ کب لب شیریں پہ ہر ترے
شکر سے ہے جما کے مگس پر لگی ہوئی

آزاد کب کرے ہمیں صیاد دیکھیے
رہتی ہے آنکھ باب قفس پر لگی ہوئی

یون تو برستا ابر فرہ اپنا تھا مدام
بیڈھب جھڑی ہے ابکی برس پر لگی ہوئی

کب جبہہ سا ہو کر رجہان پہ گر نہیں
کچھ خاک رہی اہل ہوس پر لگی ہوئی

فریاد دل کے سامنے اپنی شب فراق
اک مُہر ہے دہان جرس پر لگی ہوئی

دود جگر کی اپنے سیاہی سے اے ظفر
ہے گنبد فلک کے کلس پر لگی ہوئی

ہمارے دن کبھی ایسے ہجوم یاس پھرے
برنگ مہر و نہیں عمر بھر اداس پھرے

رقیب کوچہ قاتل سے بھاگ ہی نکلے
رہے ہیں پانچ اگر دان تو ہیں پچاس پھرے

پھری نگاہ جو ہم سے تری تو پھر کیونکر
پھری گلی پہ نہ اے شوخ بے ہراس پھرے

ہزار پھیرلے تو آنکھ پر یہ دل تجھ سے
کبھی نہ اے بت نا آشنا شناس پھرے

عجب ہے اپنی بھی تاثیر آہ برگشتہ
کہ آج آکے ہمارے وہ گھر کے پاس پھرے

برنگ دانہ مسیحا کہیں مردم دانا
جو آسمان کی شب و روز یون حراس پھرے

گیا تو کوچہ قاتل میں ہے مرا قاصد
ظفر نہ واں سے کہیں ہو کے بدحواس پھرے

مطلع ثالث

قطعہ

ایضاً

دیگر

چشم و دگر ہو تم جنھین جانا نہ جانتے
ہم ہین انھین صراحی و پیمانہ جانتے

مجنون تو اپنے کام مین تھا خوب ہشیار
دیوانے ہین جو ہین اُسے دیوانہ جانتے

رہتا پری رخون کا جو اسمین خیال ہے
دل ہی کو اپنے ہم ہین پری خانہ جانتے

اپنے دل خراب مین جو عشق ہے مقیم
تو ہم مقام کنج مین ویرانہ جانتے

شوق نظارہ جب سے ہے اے شمع رو ترا
ہم طائر نظر کو ہین پروانہ جانتے

ہم اپنے مرغ دل کی اسیری کیواسطے
خط کو جو دام خال کو ہین دانہ جانتے

قسمت مین ہم جو بوسہ کے دیتے ہین بدلے دل
وہ سادگی سے ہین اسے بیعانہ جانتے

واقف نہین جو راز محبت سے وہ تو ہم
واعظ کی ہین کلام کو افسانہ جانتے

کیون دخت رز کو دل مین جگہ دین نہ زاہد
ہین اسکو زیب جلسہ رندانہ جانتے

یاد خدا جو اپنی سمجھتے ہین زندگی
بے یاد اسکی ہونا ہین مرجانہ جانتے

جانان سے جان عزیز نہ رکھے جو اے ظفر
ہم ایسے آدمی کو ہین مردانہ جانتے

صبح پیری مین ہے شام غم بشر کے واسطے
سچ ہے دن شب کے لیے ہے شب سحر کیواسطے

مطلع ثانی

گھر جو آتے ہین مرے وہ لحظہ بھر کیواسطے
مضطرب ہے تو ہین کہ کیا ہے گھر کیواسطے

ہمارے ہاتھ سے ابکی تو بچگئے اغیار
ظفر جو آئینگے پھر اُن سے ہم سمجھ لینگے

ملتے ہین ہمسے یہ وہ اہین عداوت رکھتی
جانتی ہم تو نہ السوں سے محبت رکھتے

ماہ و خورشید مین تیرا سا کہان حسن و جمال
عید کو رکھتی اگر ایسی وہ صورت رکھتے

شبنم اشک کی میری ہی یہ شادابی ہے
کہ تمھارے گل عارض ہین طراوت رکھتے

نہ تو ہستی ہی کو مالک نہ عدم کی مختار
فی الحقیقت ہی کہ ہم کیا ہین حقیقت رکھتے

نظر آتا ہی ہر اک شی مین انھین جلوہ حق
جو نہین آئینہ سان دلمین کدورت رکھتی

مستعد تم نہین نالہ کے اثر کے تو نہو
ہم دکھا دیتے اگر نالہ کی طاقت رکھتے

ہم تمیدست ازل کے ہین نہین گانٹھ مین کچھ
ایکدم رکھتی ہین بس کچھ نہین دولت رکھتی

دم بھی اپنا نہین آدم کا سا ہی احوال
دیکھ پردہ مین تسلی ہین امانت رکھتے

بال بال اپنا گنہگار ظفر ہے لیکن
ہین پیمبر سے ہم اُمید شفاعت رکھتے

یون تو جو مجمع ہی اسمین دو بر اور دو بھلے
درد و غم عیش و طرب ہین دو بُرے اور دو بھلے

نیک و بد ملجای جب باہم تو مشکل ہی تمیز
مہر و کین لطف و غضب ہین دو بُرے اور دو بھلے

دین و دانش بگاڑا اور چشم و عارض کا بنا
سچ ہی گن نعمت مین دو بُرے اور دو بھلے

گر ندین تو یاس و دولت دین تو عزت اور نفع
چار قصہ ہیں طلب مین دو بُرے اور دو بھلے

مطلع ثالث

ظفر زال دنیا سے مت کر لگاوٹ
کہ تیری نہیں ہے یہ سردار ڈھب کی

بھوؤں کے آگے جو خنجر کی دھار گر جائے
کہ سخت جان ہے نہ خنجر کی دھار گر جائے

گلے پہ پھیر سمجھکر ہمارے یقاتل
کہ سخت جان ہے نہ خنجر کی دھار گر جائے

دل عدو پہ لگا دیکھ تو نہ تیغ نگاہ
کہیں نہ چوٹ سے پتھر کی دھار گر جائے

عجب نہیں ہے اگر میری سخت جانی سے
جو تیغ شوخ ستمگر کی دھار گر جائے

ظفر ہے تیری غزل کی وہ سنگ لاخ زمین
کہ تیغ فکر سخنور کی دھار گر جائے

تھے بار غم تمہارے جتنے اٹھانیوالے
اب ایک بھی نہیں تھے کتنے اٹھانیوالے

بار غم محبت دل پر اٹھائے ہیں ہم
بار ہوس تو ہیں یہاں اتنے اٹھانیوالے

بے شرم تھے جو کہ ہمدم زیر زمیں گئے سب
قسمت کے رہگئے ہیں قلتے اٹھانیوالے

اس چشم نم کے آگے سر تو اٹھائیں آکر
یا دل ہیں سر فلک پر اپنے اٹھانیوالے

جل جل کے خاک ہو خود اے ظفر یہاں سب
ہیں شعلۂ سرارت جتنے اٹھانیوالے

اہل دنیا تو نہیں کچھ بھی مروت رکھتے
منھ پہ ہیں ملتے پہ ہیں دلمیں عداوت رکھتے

مطلع ثانی

گردو نیہ بتاتی ہین جنھین انجم شب تاب
اس آہ شرر بار کے ہین چند شرر سے

کب ہاتھ مین لچھا ترے ریشم کا ہے کا لا
یہ سانپ ہے لپٹا ہوا صندل کے شجر سے

سو اسطے دیکھین سر گردو مہ نو کو
کیا انکو دو بہتر ہے لب زخم جگر سے

تا ملک عدم جبکہ پہونچتی ہین نفس مین
کیون جان چھپاتی ہین سب اس سہل سفر سے

خاک انکی اگر گل بصارت ہو عجب کیا
آئینے جو ہوی ہون تری شمشیر نظر سے

چمکاے ہزار آپکو خورشید قیامت
ہمتاب ہو کیا تاب مرے داغ جگر سے

بے ذوق ذرا لطف نہین شعر و سخن مین
اس رمز نہانی کو کوئی پوچھے ظفر سے

شب جو ہنسی مین چمکی شوخ مہر دماغ کی سی
گویا روشن ہو گئی گھر مین تیس چراغ کی سی

یہ جو خراش ناخن داغ سوزان مین ہے سمت جنون
صنعت سے ہے تیری چراغ دل کی داغ کی سی

کیونکہ نہووے روشنی اس سے میخانہ مین اے ساقی
موج شراب آتشگون ہے صاف ایاغ کی سی

موے خال شمع رو آیا جبکہ نظر بدمستون کی
کہنے لگے ہین یہ کیسی ہے چونچ مین زاغ کی سی

بہائے اشک خونین ہمنے جس جا چشم گریان سے
تو ہوتا لعل پیدا ابتلک اس سرزمین سے ہے
نہ کیون شاہنشہی اپنی جہان مین فخر شاہان ہو
کہ فیض دو جہان مجکو ہوا یہ فخر دین سے ہے

مطلع ثانی

ظفر کنج قناعت مین ہو رہتے راتدن بیٹھے
ہوئی اب دل لگی شاید کسی پردہ نشین سے ہے

مطلع ثالث

ہوگیا زلف سیہ کا کسکی یہ عودا مجھے
اک نظر آتا ہی پر چھاوان بلا کا سا مجھے

مطلع رابع

ہوگئی الفت دلدار دلون سے کیا مجھے
روز دکھلاتی ہی چشم اک اشک کا دریا مجھے

مطلع خامس

جان تیری دوستی کا ہو بھروسا کیا مجھے
جب بھروسا ہی نہین دم کا تو ہو کس کا مجھے
خندہ گل کیا خوش آئی مجکو صحن باغ مین
نالہ لونا ہی تیرا بلبل شیدا مجھے
ہوگیا پوش ماہ مجھسے حسرت دیدار مین
ادبت برساخدا کو مان مت ترسا مجھے
عشق مین اُس خاک کھاؤن جنگل مین ناتوان
حلقہ چشم مگس سے چھانیے چھلا مجھے
تیری جو ڈیکی کھنچا وٹ ہی کوئی کافر بلا
مارتی ہی یہ غضب کا کھینچکر مکا مجھے

دیگر

ترے کرم کی جو ہمپر نگاہ پڑ جاتی
تو ہلکو کا ہیکو خوے گناہ پڑ جاتی

اٹھاتا ہاتھ نہ تو قتل سے ترے خلقت
جو پانون بھی بے عفو گناہ پڑ جاتی

مین جتنخ ہے ابھی پل مین سیدھی ہو جاتے
جو اُنکی تجھپہ نظر بے کلاہ پڑ جاتی

جو گھر رقیب کے جاتا ہی مجھسے چھپ کے
بُرائی دل مین ہر بے اشتباہ پڑ جاتی

ہم اُنسے مانگتے تو سہ بھی نقد دل یکمُشت
جو لین دین کی کچھ رسم و راہ پڑ جاتی

بھوڑا نا پیچھے اسے اس بلا سے تھا مشکل
جو دل کے پیچھے وہ زلف سیاہ پڑ جاتی

جو کل کے وعدہ پہ ہوتا یقین تو آج مجھے
تو کچھ بھی کل نہ مجھے رشک ماہ پڑ جاتی

بہ رنگ شیشہ فلک پاش پاش ہو جاتا
جو صرف نالۂ دل اپنی گاہ پڑ جاتی

جو مفصل شعر مین ظفر غزل پڑھتے
تو دھوم ایک طرف واہ واہ پڑ جاتی

خیر جان کی ہی جو میری جان اسمین خیر ہے
دیکھتے ہی خط کو آؤ ہان اسمین خیر ہے

روٹھتی دل بیٹھتے ہین غمزہ ہزارون کی بشر
کج تہائی مین بیٹھی ہان اسمین خیر ہے

خط جانان کو جو رکھتا ہون برابر جان کے
جانتا ہون اسکو حرز جان اسمین خیر ہے

حضرت دل کس لیے بیمین کرتی ہو مجھے
جاؤ سو کر کوچۂ جانان اسمین خیر ہے

بزم رندان مین نجا تم نے گر شیخ جی
آپکی بار نہ گر گئے شان اسمین خیر ہے

اُٹھا و حضرتِ دل کو بھی تو نہیں اُٹھتے
یہ کوئے یار میں جسو قت ہیں محل پڑتے

عجب ہیں حضرتِ دل بھی کہ شعلہ رو ہیں کو
بر نگ موم ہیں بس دیکھکر پگھل پڑتے

جو آئے ہے دہلِ صبح کی ظفر آواز
شبِ وصال میں ہم سنکے ہیں دہل پڑتے

طاق ہیں جو تری بیدادگری میں غمزے
نہ تو وہ حور ہیں ہیں اور نہ پریمیں غمزے

زخمی تیغ نگہ کے ترے کافر کیش
چارہ گر کر تو رہیں کیا چارہ گر یہیں غمزے

بیخبر دیکھے ہیں چشمِ سیہ مست ترے
قتل کرتے ہیں ہمیں بیخبری میں غمزے

دیکھ کر چشمِ حقارت سے ہمیں اے ناصح
کر نہ تو ہم سے اس آشفتہ سر ہیں غمزے

کس روش آنکھ اُٹھا دیکھے چمن میں نرگس
کر نہیں خوب ظفر بے بصری میں غمزے

ہمارے آپ خفا ہو کے کیا مکاں سے گئے
تمہارے جانسے یہ ہم بھی ہی جاں سے گئے

گئے جو کوچۂ قاتل میں آہ حضرتِ دل
پر یہ طرف سے وہ ای عہد و جہاں سے گئے

نہ آیا شام کے وعدے پہ تو جو ماہ لقا
خدنگ آہ گذر اپنے آسماں سے گئے

گئے جو ہمسے خفا ہو کے حضرتِ ناصح
بُرا بھلا ہمیں کہتے ہوئے زباں سے گئے

جو دور پھینکے تری جنبشِ دو ابرو نے
بسترِ زمیں پہ فرشتہ سب آسماں سے گئے

قطعہ

خاک مین ملنا اُسکے حق مین ہوتا اکسیر آپ اگر
میرے دل پامال الم کو پا یون سے آکر ملجاتے
ہوتا ہے وہ شمعرو گر اپنا جو زیب بزم کبھی
رشک سے دشمن جون پروانہ جی مین اپنے جلجاتے
مدنظر آداب محبت استاہی یان قاصد اشک
جب جاتی ہین اس کوچے مین یہ سرکے بل جاتے
ہوتی خبر گر پہلے مجھے میرے دشمن جانی جاتی ہین
حضرت دل پھر کاہیکو لون میری بغل مین پل جاتے
چھوٹتے ہی پھر صاف جگر کے پار یہان ہوجاتی ہین
تیر نظر جسوقت ترے ہین ابرو بت سرکش چل جاتے
اُنسے بیان جب کرتا ہو ظفر سوز محبت اپنا
میری طرف سے اور بھی وہ ہین اپنے جی ہین جلجاتے
وہ بلندی مین حویلی کنجد مینو سی ہے
کیا کرین وان نیونکہ جامین جاے بیقابو سی ہے
ہمسے برگشتہ تری مژگان بھی آتی ہین نظر
تیری ابرو ہی فقط ظالم نہ کچھ خمروسی ہے

اگر خاک بھی ہو تری کوچے میں تری لیکن
اے بت بخدا تیرا دامان نچھوڑینگے

دنیا کو سبھی سونپ چکے ہیں تو مجھے بھی
یہ جان بھی کسی عنوان یہ جان نچھوڑینگے

آنکھوں کی ہیں تیری نمو جو اے ساقی
وہ بادہ فروشی کی دوکان نچھوڑینگے

گو اشک بھی مژگاں تک آئینگے یہاں تو بھی
بن باندھے وہ گریہ کا طوفان نچھوڑینگے

ہو حشر اگر برپا تو نہ سے مرے ہوے
ہر طرز تغافل وہ اک آن نچھوڑینگے

تسلا دے اگر کوئی دوکان طبیب عشق
تو ہم کبھی ہرگز وہ دوکان نچھوڑینگے

کہتے ہے ظفر اپنے یہ ذوق عجب دل کو
ہم ذوق کا ہاتھوں سے دیوان نچھوڑینگے

دکھاتی ہے جو شمشیر قضا اپنی زبردستی
نہیں دست دعا کی کام کچھ آتی سپر دستی

اگرچہ کیسا ہی پہلوان ہے زیر ہو جاتا
نہیں پیش اجل چلتی کسیکی ہے زبردستی

کوئی مارا سیہ لیٹا ہوا ہے شاخ صندل سے
کہا ہے سیہ چوڑی تری اے سیمبر دستی

جو اس ذوق عرق آلودہ کا تو کھینچے نقشہ
تو ہو معلوم اے مانی تجھی میں بھی تری تر دستی

یہی جی چاہتا ہے ہاتھ پر ہر دم گل کھائیں
عنایت کیجیے چلا ہمیں انبا اگر دستی

تقاضا ہے جو مجھ سے کرامات کا ہر دل
کوئی تو رقعہ بھی لایا ہے اسکا نامہ بر دستی

غلط کہتے ہیں جو کہتے ہیں خط کہکشاں اسکو
کہ چرخ پیر کی ہے چوب یہ تو اے ظفر دستی

سوز غم خاک کرکے چھوڑے گا — خشک اسنے کیا لہو کیا ہے
دل ہی مین اپنے ڈھونڈھو تو اسکو — دیر و کعبہ مین جستجو کیا ہے
جو نہائے اس آبِ خنجر سے — اُسکو پھر حاجتِ وضو کیا ہے
حیف اسنے کبھی نہ یہ پوچھا — کہ ترے دل مین آرزو کیا ہے
روشنی مین حقیقت خورشید — تیرے عارض کے روبرو کیا ہے
زلف جھک جھک کے کہہ رہی ہے کام — کان مین تیرے مو بمو کیا ہے
مست آیا ہے کون اے ساقی — میکدہ مین یہ ہاؤ ہو کیا ہے
ہے فلک پر دماغ کیون تیرا — ذہن مین تیرے ماہ رو کیا ہے

وہ اگر دوست اپنا بن جاوے
اے ظفر دیکھین پھر عدو کیا ہے

بات اک وہی تو ہمنے اپنی بنائی ڈھب کی
جسنے یہان سنائی اپنی سنائی ڈھب کی
دل مین تو ہو کدورت کرتے عیان صفائی
آئینہ رو نہین ہے یہ تو صفائی ڈھب کی
خط دیکھنا نہ میرا اور خط عدو کا پڑھنا
یہ تو کسی نے تجکو پٹی پڑھائی ڈھب کی

کہ اٹھو دیکھ کے اس بت کو کچھ منھ سے اور
شکر اللہ کہ اس بات سے ہم خوب بچے

جوش طوفان سے ترے تھی نہ توقع کہ بچیں
بار افلاک کچھ اے دیدۂ نم خوب بچے

ناتوانی سے سر دشت جنوں بیٹھا ہوں
خار ٹوٹے نہ مرے زیر قدم خوب بچے

بوالہوس داغ محبت جو نہ کھائے تو نے
تو ہوئی صرف ترے دام و درم خوب بچے

تم نہیں وہ کہ جو بن کھائے کسی کو چھوڑو
کچھ رہے تم سے جو اے حضرت غم خوب بچے

کھا گیا غم ہی جو اک ذرہ ہیں خورشید ہوا
اور ذرہ کھانے سے ترے عشق میں غم خوب بچے

تیرے ہاتھوں سے تو دشوار تھا بچنا قاتل
گر بچے ہم تو شمشیر ستم خوب بچے

سبز رنگوں کے نہ ہم جور ستم دیکھ بچے
کھا گئے انکی محبت میں بھی ہم خوب بچے

زوال دنیا تو ظفر کوئی ٹلا دل کش ہے
جو بچے اس سے وہ اللہ کی قسم خوب بچے

ہو گئی انسی جو کچھ رد و بدل پرسوں سے
کسی صورت نہیں پڑتی مجھے کل پرسوں سے

یوں تو پرسوں ہی سے بیکل ہیں ہم اے ماہ جبیں
لیک کچھ اپنا عجب حال ہے کل پرسوں سے

کی ادائی کی نہ تھی بات کوئی پرسوں تک
کیا سبب رکھتی ہو تم مجھ سے جو بل پرسوں سے

دیکھا پرسوں سے نہیں تجھکو جو اے ماہ لقا
آیا گر ہے بصارت میں خلل پرسوں سے

تھی نہ پرسوں تلک امید سنبھلنے کی مجھے
گئے آنکی تری سنکے سنبھل پرسوں سے

پاس پرسوں سے نہیں اپنے جو وہ عیسیٰ دم
کیا مری جان کے درپے ہے اجل پرسوں سے

جب ہاتھ مین ای قاتل تو تیغ ستم پکڑ تو
لاکھون کا قضا حق پھر تیری قسم پکڑے

اٹھو نہ اٹھائے سے بامان ستم تیرا
کوئی کی زمین تو ہی جوں نقش قدم پکڑے

زندان محبت سے پھر چھوٹ نہ جیتے جی
ایسے کہیں اسیر مین یارب کم پکڑے

ای مہر لقا گر ہوا تے کی خبر تیرے
شاید کہ سحر تیرا بیمار الم پکڑے

افسانۂ غم اپنا پھر اس سے کہین کیونکر
جب لاگو کہے پہلے ہی کر دو ستم پکڑے

ای جمارہ گر دم سے کیا دخل کہ پھر نکلے
گھنڈل مین اگر اپنے وہ تیر ستم پکڑے

کچھ ڈالے ظہیر دفتر اشعار کے اس دم مین
ہاتھون مین ذرا اپنے جو وقت قلم پکڑے

ہم اپنی جان تک ہین اس مت خود کام پر دیتے
نہین کو ئی بھی یہ زاہد خدا کے نام پر دیتے

فرمان جب وہ ہوتا ہے تو لاکھون فتنہ محشر
اسے اٹھ اٹھ کے تعظیمین ہین کیا ہر گام پر دیتے

اٹھا سکتے ہین وہ رنج و مصیبت کب محبت مین
جو کاہل ہین دم اپنا راحت و آرام پر دیتے

جو کچھ پرواز کی رکھتے تو صیاد اس جگہ پر دل
اسیرون کے کہین پنجے زیر دام پر دیتے

رات گذاری ہمنے ظفر ہم ساری تارہ گن گن کے
خال رخ پر نور جو تیکو ماہ جبین کہے یاد آئے

نہ تنگ کیون ہمین صیاد یون قفس مین کرے
خدا کسی کو کسیکے یہان نہ بس مین کرے

بلند آہ کا شعلہ جو دل سے ہو تو فلک
جلا کے خیمہ گردون کو ایک نفس مین کرے

لگا ہے کان سنے باغ مین نہ گل ہرگز
ہزار مرغ چمن نالے اس ہوس مین کرے

نہ کہتے راز کبھی ایسے آدمی سے دلا
جو تنگ حوصلہ مذکور اسکا دس مین کرے

عدو کو میرے برابر وہ شہسوار سمجھے
غضب ہے فرق نہ پروانہ مگس مین کرے

کہے جو آنیکو دون مین شوخ وعدہ خلاف
تو پھر گذر کبھی شاید وہ دو برس مین کرے

ذرا بھی رحم نہین ان مین ہین یہ وہ کافر
خدا کسیکو ہوتے کے ظفر بس مین کرے

یکبار جو تو آ ذرا راحت دل و جان
پھر عمر بھر ہمارے غم سامنے نہ آئے

کھا جائیں غم میں تیرے دم سبزہ رنگ ہم تو
پر کیا کریں جو اپنے دم سامنے نہ آئے

تو رو برو ہمارے گر آئے مسیح دم ہو
ہو ٹھونپہ یوں ہمارا دم سامنے نہ آئے

سیر جہاں دکھا دی گر جام مے میں ساقی
تیرے سمندگی کے ماری جم سامنے نہ آئے

تو ہے وہ مرد میداں دیکھے ظفر جو تجکو
رستم بھی ٹھونک کر پھر دم سامنے نہ آئے

جو اس زلف نے رنگ ادائی دکھائی
نہ دی حس سے شکل رہائی دکھائی

مری آہ سوزان نے اور آنسوؤں نے
عجب ہی لگائی بجھائی دکھائی

دکھا دے کرشمہ جو کچھ دخترِ رز
ندے شیخ کی پارسائی دکھائی

رسائی ہوئی غیر کی بھی وہاں تک
یہ آہِ رسا نے رسائی دکھائی

ڈبو کر مرے دل کو چاہ ذقن میں
عجب سیر اے آشنائی دکھائی

نہ گنبد فلک کو تو گر رہین سے یہ — دشمن ہین اپنے دیدۂ تر چار پانچ کے
معلوم جو صلہ ہون جو دستخان کیہین — ہو رہین کے ادھر تو ادھر چار پانچ کے
ظالم میں تیغ رستم سہراب خاک ہین — تو ساتھ ہون پھر گا اگر چار پانچ کے
ہو زخم غمزہ دان داد ترے — ہم ہاتھ سی ہین خستہ جگر چار پانچ کے
کرتا ہون ہاتھ صاف وہ قاتل جو اتفاق — ہر روز کاٹتا ہے سر چار پانچ کے

رہین کے سقول ہین پنج تن و چار یار پاک
قربان رہین ہم تو دل سے نظفر چار پانچ کے

جو وہ مشکل ہے ماہ سے صاف ملتی — ہے زہرہ نسے طبع پر الطاف ملتی
جو ملتا ہے رخسار سے تیرے مصحف — تو خط سے ہے تفسیر کشاف ملتی
جو دریا سے ملتی ہے شفاف سینہ — تو گرداب سے ہے تری ناف ملتی
کسی سے نہین خو بروئی کے باعث — طبیعت تری طفل نداف ملتی
شرفیون کی چرخ دنی اک سنی ہے — نگاہ آج ہے داد اجلاف ملتی
طبیعت نہین بندیا کی کچھ سی — تری زاہد اور اسکی اوصاف ملتی
پری دیکھ اس حور وش کو یہ گر ہو — نہین تاف سو لیکے تاقاف ملتی
نہوتا اگر چرخ دون سفلہ پرور — نہ یون خاک مین قدر اشراف ملتی
تمھین سے ہوا آمیزش وحدت از کیا — ظفر ہے سبھی سے یہ حراف ملتی

کہین اشکون مین یہ نجائین کہ ہم
دل گدازی سے ہین گھلے بیٹھے

دل مین لینے کو چٹکیان میرے
تم نکالو نہ چٹکلے بیٹھے

جی ڈری ہے مرا کہ کوٹھے پر
شام کو ہین وہ سر کھلے بیٹھے

کیا نزاکت سے بیٹھے ہین گویا
ہین وہ پھولون مین اب تلے بیٹھے

دیکھا اشک آنکھ سے نکل ہی گئے
گھر مین لڑکے نہ چلبلے بیٹھے

آمد و شد ہی دم کی بس یونہین
جون اوبھر کر ہون بلبلے بیٹھے

ہم تباسے کی طرح گھلتے ہین
تم جو غیرون مین ہو گھلے بیٹھے

اے ظفر اس فنا کے دریا مین
کتنے ہین اٹھ کے بلبلے بیٹھے

تیغ کو تیز کچھ نہین کرتے
کام خون ریز کچھ نہین کرتے

تیز کرتے ہین وہ چھری ہمپر
گفتگو تیز کچھ نہین کرتے

مے سے ہے اجتناب زاہد کو
ہم تو پرہیز کچھ نہین کرتے

کیا سبب باغ مین جو مرغ چمن
اے صبا ریز کچھ نہین کرتے

آپ ہی تیز رو ہو تو سن عمر
اس سے مہمیز کچھ نہین کرتے

کرتے نالے تو حضرت دل ہین
درد انگیز کچھ نہین کرتے

کیا ہی بیدرد ہین وہ جو یہ ہین
عشق آمیز کچھ نہین کرتے

قطعہ

ترے رخسار تابان سے ہو کیا ہتاب مہر اے گل
کہ یون ہی گلشن گردون مین اک بتی سی روشن ہے
فلک پر انجم شب تاب بھی ہین منفعل اس سے
مسی مین تیرے دانتون کی غضب بتیسی روشن ہے
رقیبون کی نہ کیون آنکھون مین اک اندھیر ہو جائے
ہماری اندھیری رات مین جبین رتی سی روشن ہے
بعینہ گر سپر سی ہے نظر وہ مردک آتی
تو وہ تحریر سہ بھی ظفر کتی روشن ہے

میرے نزدیک ظفر بادہ پرستی اچھی
پر نہین ہے مے پندار کی مستی اچھی
آہ گریہ کو مرے دیکھ کے بولا وہ مست
کیا ہوا اچھی ہے کیا بدلی برستی اچھی
خانۂ دل مین مرے تیری بدولت اے عشق
کیا ہجوم غم و حسرت سے ہے بستی اچھی
نہوا پر نہوا زخم دل اچھا اسپر
تری ابرو کی لگی تیغ دوستی اچھی

اشک مجنون نے آبدار کیے — کانٹے ہر ایک جھاڑ کے دھوکے
سرمہ مژگان یار پر کیا کیا — دے ہی خنجر کی باڑ کے دھوکے
میری وحشت تو بڑھگئی بیڈھب — ہاتھ پیچھے اُجاڑ کے دھوکے

دے ہی ہر متبع پُر آب ظفر
آتش دل سے پھاڑ کے دھوکے

طبیعت جو اُنکی نہین ٹیڑھی سیدھی — تو باتین ہین کیون ہمتنین ٹیڑھی سیدھی
چلے چال ٹیڑھی نہ کیونکر یہ بجرو — کہ ہی وضع چرخ برین ٹیڑھی سیدھی
فلک کو بھی سو کج ادائی سکھادے — تری اک نظر مہ جبین ٹیڑھی سیدھی
خدا جانے کیا کل مرے دل کی بگڑی — کہ ہی سالنس جان حزین ٹیڑھی سیدھی
لگے زخم دل پر نہ کیون ٹیڑھی ترچھی — وہ ہی برش تیغ کین ٹیڑھی سیدھی
جو بولے عدو یان تو سیدھا بھی ہو — بناتا ہی باتین ہین ٹیڑھی سیدھی
قمار محبت مین ہاروگے پیارے — نہ چالین چلو ہر کمین ٹیڑھی سیدھی
کرین دل کو زیر و زبر وہ نہ مژگان — بلا ہی صف خشمگین ٹیڑھی سیدھی

قدم کوے الفت مین رکھنا سمجھکر
ظفر ہے وہان کی زمین ٹیڑھی سیدھی

دل ہی مین قفل کھا کر غم کچھ نہین کہنے کے — منھ سے بھی کبھی نیم ہم کچھ نہین کہنے کے

بتون پہ ہو کے فدا کیون خراب ایسے ہوئے
جو اک خدائی کے ہمسر عتاب ایسے ہوئے
جو مُنھ مین آیا وہ بکا رہی اُٹھے ساقی
نشے مین عشق کے ہم بے حجاب ایسے ہوئے
ڈرین عذاب جہنم سے کیا ہم لے واعظ
کہ ہمپہ ہجر کے لاکھون عذاب ایسے ہوئے
سوال مسئلہ عشق جب کیا ہم نے
نہ بولے کچھ علما لاجواب ایسے ہوئے
دل و جگر پہ مرے آئے ہو کباب کو رشک
کہ سیخ آہ پہ بھنکر کباب ایسے ہوئے
جو تیرے عارض پر لور کا پڑا پرتو
تو روشنی مین مہ و آفتاب ایسے ہوئے
نہ جونکے شور قیامت سے بھی زہے غفلت
سرائے دہر مین ہم مست خواب ایسے ہوئے
چھپے ہی پھرتے ہین آب بقا کو پیکر خضر
رہے نہ کام کے وہ کامیاب ایسے ہوئے

مطلع ثانی

مطلع ثالث

عجب کیا یاد خال رخ مین ہر شب
جو آنکھین مجھپہ ہر اختر نکالے

کرے ہی چین ابرو قتل عالم
غضب اُس تیغ نے جوہر نکالے

کھین سب مہر نکلا گر سحر دم
وہ غرہ سے رخ مہ انور نکالے

نکل جائے ظفر دم ساتھ اسکے
جو دل سے تیر وہ دلبر نکالے

سلام

باندھی کمر ہے شہ نے شہادت کے واسطے
اے فخر بری شفاعت امت کیواسطے

سر کاٹا اُس جناب ہدایت مآب کا
بلوا کی گمرہون نے ہدایت کیواسطے

کھانا اگر ہے زخم تو پانی ہے آب تیغ
مہمان کربلا کی ضیافت کیواسطے

قطعہ

زین العبادہ آبروی دو جہان کی ہے
در یتیم بحر امامت کے واسطے

جاتا ہے ہاے دھوپ مین پیاسا برہنہ پا
کوئی نہین ہے جاے اقامت کیواسطے

کرتے تھے آب خنجر و شمشیر سے وضو
شبہیر قتل گہ مین عبادت کیواسطے

روح نبی و روح علی روح فاطمہ
تھی لاش شہ کی گرد حفاظت کیواسطے

قطعہ

شبیر سے یہ عرض کی حر نے کہ یا امام
آیا ہے یہ غلام بھی خدمت کے واسطے

آپ سمجھیں یا نہ سمجھیں پر ظفر ہے آپکا | آیئے ابتو مدد کے واسطے بہر خدا
یا حسینؑ ابن علیؑ بندہ بہت ناچار ہے

تضمین

حق سے رسائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو | اپنی بھلائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو
بگڑی بنائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو | غم سے رہائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمے سے ہوں معاف گیو تم نے جو قصور | کلمے سے ہو نصیب تمھیں قصر خلد و حور
کلمے سے ہو گی منہ پہ تمھارے ہمیشہ نور | کلمے سے ہو وے دل کی سیاہی تمھاری دور
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمے کو تم صداقت اسلام جان لو | کلمے کو اپنے دین کی صمصام جان لو
کلمے کو تم خدا کا اک انعام جان لو | کلمے کو دل کا راحت و آرام جان لو
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

ایمان کی تمھاری ہو کلمے سے تقویت | کلمے سے ہو قوی تمھیں امید مغفرت
کلمے سے ہو وے جلوہ نما حسن عاقبت | کلمے سے آوے دل کی نظر نور مغفرت
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

ہو دو جہاں میں کلمے کی دولت سے تو غنی | ہو جان کو نہ کلمے سے تکلیف جان کنی

ایضاً

ظفر جاہم دیوان [illegible]

ظفر دریا دلی کی کشتی ناخدا ہے علیؑ
میرا حامی ہے پیشوا ہے علیؑ
میرا ہر دم مدد گار ہے علیؑ
میرا حامی ہے پیشوا ہے علیؑ
ظفر دریا دلی کی کشتی ناخدا ہے علیؑ

ہووے غم سے نہ دل مرا رنجور | مین جہان مین رہون سدا مسرور

میرا حامی ہے پیشوا ہے علیؑ
میرے ہر درد کی دوا ہے علیؑ

ہے وہ مشکل کشا شہ مردان | کرتا ہے میری مشکلین آسان
اے ظفر کسطرح نہ بادل وجان | مین رکھون راتدن یہ ورد زبان

میرا حامی ہے پیشوا ہے علیؑ
میرے ہر درد کی دوا ہے علیؑ

رباعیات

کاٹتے دن ہین جو ہم باعث غم گن گن کے
شب بھی کرتے ہین بسر تارون کو ہم گن گن کے
کوے جانان کی زمین اپنے پکڑتی ہر بانون
ہم ظفر اسلیے رکھتے ہین قدم گن گن کے

ایضاً

برون مین بیٹھنے کی گر قسم کھانے کو جائے ہے
اکیلے کھائین گے جو غم تو غم کھانے کو جائے ہے

ایضاً

ہے اولا
ہے اولا یہ ہے اولا
ہے اولا
کرم کی اپنی بخ
توق رنگ اور رکھدون رنا تم و
لیا تو تولا
ایسے نا پڑ ایسے نکلوا ڈالون دس
تنگ ہون
دلتا نا ہین پری سے مین کہتا ہون
کیون رولا
اس مند مین مورک لوگان اپنا دالا
جانون اپنی جان کی
پوتھی پاجون
پوتھی لکھنی پڑھنی
پوتھی لکھی ہے کو کہا سب
ڈھولا
جتنا دھتہ اونیا کا
سب چین پھرآئی
پھیرے تردد دھیان لگا ہے
ہین درجن سے نہ سولا
سیس پہ پہر کھڑی کے
اے مولا میرے مولا
بزبان پنجابی
اے مولا اے مولا

ایضاً

جو جوگلان سردی دوتان وچ اے دل جانی ڑا
ہوتی لاج توڈب ہی مردی ترتی پھر کر پانی ڑا
حوران پریان جک وچ دہین سہتی سے ان ہیونال
پر کوئی سانو نخیرنہ آیا سو نڑان لوسا دا سانی ڑا
اچھی لیتے گھبر اساڈی اک دن بھی نا پچھتا حال
آئے ساڈی ہونٹون اوتی آخر جان نماتی ڑا
مین بھی تینڈے سنگ چلونگی بیٹھ کے یک بوریا وچ
راوی بار نجاوی پیڈھ کرسانو دلبر جانی ڑا
شوق رنگ اپنا دلی دیدیگا کیسے تجھ بن اوران نو
الیسو گمان نہ لاوین دا وچ اپنی دیکھ گمانی ڑا

تمت

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد والمنۃ کہ کتاب لاجواب از اول تا آخر انتخاب یعنی مجموعہ چار دیوان لطف بنیان نتیجۂ طبع بلند و فکر آسمان پیوند خسرو قلمرو

OSMANIA UNIVERSITY
LIBRARY
HYDERABAD-7